دور حاضر میں بہترین بیش قیمت کتاب
خیر الجلیس فی ھذا الزمان کتاب
مطالعہ
کیوں اور کیسے؟
رحمت اللہ ندوی
سحر فاؤنڈیشن (رانچی) جھارکھنڈ
www.besturdubooks.net

❖- نام کتاب — مطالعہ کیوں اور کیسے؟

❖- صفحات — ۱۵۲

❖- مؤلف — مفتی رحمت اللہ نیپالی ندوی

❖- تعداد — ایک ہزار

❖- طبع دوم — ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

❖- ناشر — سحر فاؤنڈیشن، رانچی (جھارکھنڈ)

❖- قیمت

آزاد پرنٹنگ پریس نظیر آباد، لکھنؤ - 9415100085

ملنے کے پتے

❖- مکتبہ ندویہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

❖- مکتبہ الفرقان، نظیر آباد، لکھنؤ

❖- کرن بکڈپو، مین روڈ، رانچی

❖- ابراہیم بکڈپو، ضیاء العلوم، رائے بریلی

❖- مکتبہ احسان، مکارم نگر، لکھنؤ

❖- حمید بکڈپو، مین روڈ، رانچی (جھارکھنڈ)

❖- مکتبہ الشباب، مکارم نگر، لکھنؤ

❖- دارین بکڈپو، مکارم نگر، لکھنؤ

فہرست

مطالعہ کیوں اور کیسے؟

عناوین — صفحہ نمبر

❖-❖-❖

٦

انتساب

وقت کے ان قدر دانوں اور ملت کے ان بلند حوصلہ نونہالوں

کے نام

جو حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ غنیمت جان کر

مطالعہ و کتب بینی میں بسر کرنا چاہتے ہوں،

اور

بحرِ علم و تحقیق میں غواصی و شناوری کر کے بیش از قیمت لعل و گہر سے

قوم کا دامن بھر دینے اور کتب خانوں کو مالا مال کر دینے کا

عزم و حوصلہ رکھتے ہوں۔

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے

ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

مؤلف

◆-◆-◆

عرضِ حال

(طبع دوم)

الحمدللہ یہ کتاب آج سے کئی سال قبل شائع ہوکر مقبول ہوئی، اور قلیل عرصہ میں اس کے کئی ایڈیشن نکلے، درحقیقت یہ چند صفحات پر مشتمل ایک مضمون تھا جسے پھیلا کر کتابی صورت دی گئی تھی، اور اس وقت اختصار ہی پیش نظر تھا تاکہ طلبہ بآسانی مطالعہ کرسکیں، لیکن بعد میں بہت سی باتیں ذہن میں آئیں جو موضوع سے مناسبت اور مطابقت رکھتی تھیں اس لیے ان کا اضافہ ناگزیر معلوم ہوا، جبکہ بعض مقامات پر حذف یا تسہیل یا تغییر ترتیب کی ضرورت محسوس ہوئی، حذف واضافہ اور تہذیب وتنقیح کے دوران یہ بھی خیال رہا کہ اس کے ذریعہ اس کتاب کو اپنے موضوع پر جامعیت اور انفرادیت بخش دی جائے۔

محض اللہ کے فضل وکرم سے یہ مرحلہ بھی تکمیل کو پہنچ گیا اگرچہ بعض وجوہات سے بڑی تاخیر ہوئی، اس نئے ایڈیشن میں بہت سے قیمتی اور اہم اضافے کیے گئے ہیں اور کئی مستقل عناوین بھی بڑھائے گئے ہیں، مثلاً وقت کی قدر وقیمت، اچھی کتاب، کتاب کی قدر وقیمت کیسے پہچانیں؟ ذوق علم اور شوق مطالعہ- اسلاف کے چند واقعات، اخبار وجرائد کا مطالعہ کیسے کریں؟ تعطیلات کیسے گزاریں؟ مطالعہ کا ایک ذریعہ علمی مذاکرہ، مطالعہ کا ایک نیا طریقہ، کن مؤلفین کو پڑھیں؟ وغیرہ، اسی طرح کتاب آخر میں ''کیا پڑھیں؟'' کے تحت کئی فنون کا اضافہ کردیا گیا ہے جو پہلے ایڈیشن میں نہ تھے، اور کتابوں پر نظرثانی کرکے بعض نئی کتابیں بڑھائی اور فہرست طویل

ہونے کی وجہ سے بعض کتابیں حذف بھی کردی گئی ہیں، جس سے کتاب کا حجم دوگنا بلکہ سہ گنا ہوگیا ہے، سائز بھی بدل گیا ہے۔

اللہ کی ذات سے امید یہی ہے کہ یہ ایڈیشن زیادہ جامع، مرتب اور نافع ثابت ہوگا اور پہلے سے زیادہ مقبولیت حاصل کرے گا۔

اب جس کے دل میں آئے وہ پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرِ عام رکھ دیا

عصر حاضر میں علمی انحطاط وقحط الرجال کا ایک بڑا سبب مطالعہ سے عدم مناسبت اور کم دلچسپی ہے، اگر مطالعہ ہوتا بھی ہے تو غیر مرتب وغیر منظم انداز میں بغیر کسی کی سرپرستی اور رہنمائی کے، جس کی وجہ سے مطالعہ کا مقصد فوت ہوجاتا ہے اور جو نفع حاصل ہونا چاہیے وہ نہیں ہوتا، یا ایسی کتابوں کا مطالعہ ہوتا ہے جو سطحی اور تفریحی ہوتی ہیں جن میں معلومات نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، وہ محض وقت گزاری اور چٹخارہ اور تسکین خاطر کی غرض سے پڑھی جاتی ہیں۔

موبائل اور اس میں موجود بہت سے فنکشن نے بھی نظام تعلیم اور مطالعہ کو خاصا متاثر کیا ہے، جب کئی کئی گھنٹے باتوں میں صَرف ہوں گے یا اس میں موجود پروگرام سے لطف اندوزی ہوگی تو مطالعہ کب اور کہاں ہوگا؟

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ”وہ شخص کامیاب نہیں ہے جو علم کو کاہلی اور لاپرواہی سے حاصل کرے بلکہ جو شخص نفس کی ذلت اور معاش کی تنگی کے ساتھ حاصل کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔“

مالی فراوانی کے سبب اس دور میں آدمی راحت طلب، سہولت پسند اور تعیش و تنعم کی طرف مائل ہوگیا ہے، اس لیے مطالعہ کو ایک بارِ گراں تصور کرتا ہے جس کی وجہ سے طبیعت ادھر مائل نہیں ہوتی، جبکہ بلا قربانی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسلاف کے چند واقعات اور کسی بھی پڑھے لکھے شخص کی روداد اور آپ بیتی سے یہی معلوم ہوتا ہے

کہ رتبۂ بلند پر فائز المرامی اور منصب عظیم سے سرفرازی قربانی اور محنت سے ہی حاصل ہوتی ہے، شاعر نے سچ کہا ہے

مؤرخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخِ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

بہر حال اس گئے گزرے دور میں بھی مطالعہ کے شائقین اور عاشقانِ علم کی ایک تعداد اب بھی موجود ہے جنھیں بغیر کچھ پڑھے چین نہیں آتا اور نہ سکون ملتا ہے، وہ اپنے نظام الاوقات کے بے حد پابند ہونے کی وجہ سے مثالی شخصیت قرار دیئے جانے کے مستحق ہیں۔

انشاء اللہ یہ کتاب ان طلبہ کی رہنمائی میں ممد ومعاون ثابت ہوگی جو اپنے قیمتی لمحات کو ضیاع سے بچا کر کتب بینی اور مطالعہ میں گزارنا چاہتے ہیں، علم کا شوق اور مطالعہ کا ذوق رکھتے ہیں اور اس میں انھیں لذت اور کیف وسرور حاصل ہوتا ہے۔

جدید ایڈیشن میں جن جن حضرات کی رہنمائی یا مشورہ یا کسی بھی قسم کا چھوٹا بڑا تعاون شامل رہا مؤلف ان سب کا صمیم قلب سے شکرگزار ہے لیکن بطور خاص استاد گرامی جناب مولانا محمد یعقوب صاحب ندوی مدظلہ (استاد حدیث و ادب دارالعلوم ندوۃ العلماء) اور برادر گرامی مولانا محمد عثمان ندوی مظاہری (ایڈیٹر دوماہی ترجمان ملت، نیپال) کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جن کے مفید مشوروں سے رہنمائی ملی، برادر مولانا محمد اسحٰق ندوی سیتاپوری جنھوں نے کمپوز اور سیٹنگ کی کلفت برداشت کی، اور برادرم عمر بن عبدالعزیز ندوی جو طباعت کا بیڑا اٹھا رہے ہیں، مستحق شکر ہیں، اسی طرح عزیزان عبدالرحیم بستوی اور محمد انعام الرحمٰن کلیہاری سلمہما اللہ ورعاہما بھی دعاؤں کے مستحق ہیں جنھوں نے سہولت فراہم کی اور تعاون دیا، اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو ان کے شایانِ شان صلہ عطا فرمائے۔ (آمین)

طبع اول کے مقدمہ اور تقریظوں کو جوں کا توں باقی رکھا گیا ہے، کسی نئے

مقدمہ یا ترمیم کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، البتہ کچھ تعارف اور تبصرے جو پہلے ایڈیشن پر مختلف مجلات نے شائع کیے تھے وہ شامل کتاب ہیں۔

جن کتابوں یا رسائل سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے مراجع آخر میں ثبت کردیئے گئے ہیں جبکہ طوالت کے باعث کچھ ترک بھی کردیئے گئے ہیں لیکن کتاب کے اندر وہ حوالے موجود ہیں، سب کی مجموعی تعداد پچاس سے زائد ہے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ دوران مطالعہ کتاب کے جس حصہ میں تشنگی یا کمی محسوس کریں یا کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مؤلف کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اگلی اشاعت میں اصلاح ہوسکے، کیونکہ کوئی بشری کام نقص اور عیب سے خالی نہیں، بے عیب اور پاک ذات صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہے اور غلطیوں سے محفوظ و معصوم صرف انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔

جو بھی ہے اور جیسا بھی، بلا تکلف پیش خدمت ہے، مؤلف اپنے مقصد میں کتنا کامیاب ہے، یہ فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے، آخر میں مستفیدین سے اس آرزو اور تمنا کے ساتھ اپنا یہ سلسلۂ تحریر موقوف کرتا ہوں ؎

یا لیت من قرأ کتابي دعا لیا

(اے کاش! میری کتاب خوانی کرنے والا مجھے اپنی دعاؤں سے نواز دے)۔

والحمد لله الذي بنعمته و جلاله تتم الصالحات، وصل اللهم وسلّم علی محمد و علی آله و صحبه أجمعین.

طالب دعا

رحمت اللہ نیپالی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۸/۱/۱۴۳۲ھ

۴/۱/۲۰۱۱ء

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم النبيين، محمد بن عبدالله الأمين، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد!

آج کا دور کتب ورسائل، اخبار وجرائد نیز مختلف ذرائع ابلاغ کا طوفانی دور ہے، ہر منٹ میں مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں چھپ کر کتابوں کی مارکیٹ میں آرہی ہیں، مطالعہ کرنے والے پریشان ہیں کہ کیا پڑھیں اور کیا چھوڑیں، مطالعہ علم وتحقیق کے لئے ایک ضروری چیز ہے، اسے چھوڑا بھی نہیں جاسکتا، ابلاغ وترسیل کے لئے ذرائع (ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ) نے اگرچہ کتابوں کی کھپت پر اچھا خاصا اثر ڈالا ہے، لیکن علم وتحقیق، فکرونظر کی افزائش میں آج بھی کتابوں کا بنیادی رول ہے، خاص طور سے زمانہ طالب علمی میں علم وفکر کو غذا پہونچانے والی اور انسانی خیالات کو صحیح یا غلط رخ دینے والی یہ کتابیں ہیں۔

مطالعہ اگر کسی رہنمائی کے بغیر ہوتو بسا اوقات انتہائی مضر بن جاتا ہے، مطالعہ کرنے والوں کے دل ودماغ میں غلط افکار وخیالات کی تخم ریزی ہوجاتی ہے، اور زندگی کی گاڑی غلط رخ پر چل پڑتی ہے، اس لئے اس کی بہت ضرورت تھی کہ آداب مطالعہ اور طریقۂ مطالعہ کے بارے میں ایک ایسی کتاب لکھی جائے جو طلبہ کے لئے رہنما کا کام دے۔

مجھے خوشی ہے کہ عزیز گرامی مولانا رحمت اللہ ندوی استاد مدرسہ فلاح المسلمین تیندوا،

رائے بریلی نے اس موضوع پر "مطالعہ کیوں اور کیسے؟" لکھ کر ایک انتہائی مفید کام انجام دیا ہے، انشاء اللہ تمام طلبہ خصوصا دینی مدارس کے طلبہ کو اس کتاب سے بہت فائدہ پہونچے گا اور مطالعہ کی ضرورت واہمیت کے واضح ہونے کے ساتھ اس کتاب سے انھیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ مطالعہ کس طرح کیا جائے اور کن کتابوں کو مطالعہ میں رکھا جائے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو مقبول اور نافع بنائے اور مصنف کو اچھے موضوعات پر لکھنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(مولانا) عتیق احمد (صاحب قاسمی بستوی)

استاد حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۵/۱۱/۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

مطالعہ کیوں اور کیسے؟

اس عہد میں جہاں ایک طرف علمی معیار گرتا جارہا ہے اور عموماً طلبہ بے توجہی سے پڑھنے کے عادی ہیں، وہیں کچھ ایسے باذوق اور علمی اشتغال سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ بھی دیکھنے میں آتے ہیں، جن کو اپنی معلومات میں اضافہ کا دلی شوق ہوتا ہے، اور کثرت مطالعہ سے وہ اپنی ترقی کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔

لیکن اگر صحیح رہنمائی حاصل نہ ہو تو یہ علمی تشنگی اور طلب ان کو غلط راہ پر ڈال دیتی ہے، اور ان میں اس راہ سے ضلال، کجی اور غلط فکر و سوچ پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اور یہی کیا کم نقصان ہے کہ رہنمائی نہ ملنے کی وجہ سے وہ اپنا وقت اور طاقت ایسی کتابوں کے پڑھنے میں صرف کریں جس کا ان کو صحیح معنیٰ میں معتد بہ نفع نہ ہو۔

نیز بعض طلبہ مطالعہ کی اہمیت نہیں سمجھتے اور درسیات پر اکتفا کرتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ خود درسیات کے سمجھنے کے لیے متعین کتابوں کے دیکھنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اور غیر درسی بھی، گو کسی نصاب میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے غیر درسی کتاب کہلاتی ہوں، مگر وہ علم و فہم کے ایسے دروازے کھولتی ہیں جن سے درسیات کے سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

عزیز گرامی مولوی رحمت اللہ صاحب ندوی مدرس مدرسہ فلاح المسلمین،

تینندوا، رائے بریلی نے اس موضوع پر ایک اچھی کتاب تیار کردی ہے جس میں مطالعہ کے سلسلہ میں کیوں؟ اور کیسے؟ دونوں سوالوں کے جواب میں طلبہ کے معیار کے اعتبار سے اچھی معلومات جمع کردی ہیں۔

عزیز گرامی "زاده الله علماً وفضلاً وتوفيقاً" اس سے قبل بھی بعض کتابوں کی تعریب اور بعض کو خود مرتب کرچکے ہیں، اس لحاظ سے انہیں تصنیف و تالیف کا بھی سلیقہ ہے۔

....

اللہ کا شکر ہے کہ طلبہ کے لیے بالخصوص اور نوجوانوں کے لیے بھی ایک اچھی چیز تیار ہوگئی ہے، اللہ کی کریم ذات سے امید ہے کہ انشاء اللہ اس سے نفع پہنچے گا، جو انکے لیے اور معاونین کے لیے دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں ذخیرہ کا باعث ہوگا، **وهو المقصود والمطلوب، والله ولي التوفيق. وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد وآله وصحبه وبارك وسلّم.**

(مولانا) عبدالقادر غفرلہ (گجراتی ندوی)

استاد حدیث

دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

۶/۲/۱۴۲۶ھ

تقریظ

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، أما بعد!

عزیز گرامی مولوی رحمت اللہ نیپالی ندوی کی کتاب ''مطالعہ کیوں اور کیسے؟'' دیکھ کر دلی مسرت ہوئی، اس موضوع پر ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی جس کے مطالعہ سے طلبہ استفادہ کریں۔

یہ واقعہ ہے کہ مطالعہ کیوں اور کیسے کریں؟ جیسے بنیادی سوال ہمارے طلبہ کے ذہن میں نہیں رہتے، اس سوال کی اہمیت ایسے ہی ہے جیسے اس بات کی کہ ہم کیا کھائیں اور کیسے کھائیں؟ جس طرح ہر غذا ہر شخص کے کھانے کی نہیں ہوتی، اسی طرح اس بات کی بھی بڑی اہمیت ہے کہ کس عمر کے طلبہ کن کتابوں کا مطالعہ کریں کہ وہ ہضم ہوجائیں اور کتاب کے بنیادی مقصد سے انہیں فائدہ ہو، اسی طرح اس بات کی بھی غیر معمولی اہمیت ہے کہ ہم کیسے کتابوں کو پڑھیں اور ان سے استفادہ کیسے کریں؟

اس لئے کہ اگر یہ کتاب ہمارے مقصد میں مفید نہیں ہے تو ہم کیوں اپنا وقت ضائع کریں، طالب علم پہلے اپنا مقصد متعین کرے اس کے بعد مطالعہ شروع کرے تاکہ کتاب کے ایک ایک لفظ سے وہ فائدہ اٹھائے، امید ہے کہ یہ کتاب اس موضوع پر مفید ثابت ہوگی۔

دعاگو

(مولانا) نذرالحفیظ ندوی ازہری

عمید المعهد العالي للدعوة والفكر الاسلامي

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

عرضِ مؤلف

الحمد لله وحده، والصلوة والسلام علىٰ من لا نبي بعده،

وعلى آله وصحبه البررة، ومن تبعهم إلى يوم القيامة، أما بعد!

ناچیز مؤلف کا دل رب کریم کے بے پایاں فضل واحسان سے لبریز اور قلب اس کے لامتناہی نوازش وانعام سے معمور اور طبیعت تشکر وامتنان سے مخمور ہے کہ اس نے ایک مفید اور ضروری کام کا خیال دل میں ڈالا اور پایۂ تکمیل تک پہونچانے کی توفیق بخشی۔

مدتوں سے یہ ارمان دل میں پل رہا تھا، عرصہ سے یہ جذبہ اندر ہی اندر مچل رہا تھا، ایک زمانہ سے خفتہ آرزوئیں انگڑائیاں لے رہی تھیں، طائر فکر وتخیل پرواز کے لئے قفس میں مقید بے تاب ہو رہا تھا، اور اشہب خامہ مہمیز کرنے کے لئے پکار پکار کر دعوت دے رہا تھا، اور وقت تقاضا کر رہا تھا، مزید برآں سعادت مند وہونہار طلبہ کے یکے بعد دیگرے یہ سوالات کہ کیا پڑھیں؟ کیسے پڑھیں؟ آخر پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے فائدہ ہی کیا جب محفوظ ہی نہیں رہتا؟ کیا طریقہ اختیار کیا جائے کہ پڑھا ہوا محفوظ رہے، اور لوح عقل وخرد پر مرتسم اور ذہن ودماغ کی سلوٹوں پر نقش ہو جائے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام عوامل ومحرکات نے قلم میں جنبش اور دست میں حرکت پیدا کردی اور ان حالات سے نمٹنے اور طالبان علوم نبوت کی مشکلات دور کرنے کے لئے دل میں شدید جذبہ اور داعیہ پیدا کردیا اور یہ خیال ہوا کہ ایسا کیوں نہ ہو کہ مطالعہ کی اہمیت، افادیت، ضرورت اور طریقہ کار وغیرہ پر ایک مختصر سی کتاب تیار کردی جائے؟ جو ان

کے لئے ابتدائی نقوش اور رہنما خطوط کا کام دے، بلکہ ان کے کاروان علم کے لئے سنگ میل و منارۂ نور ثابت ہو، جس سے استفادہ کر کے وہ اپنے وقت کا صحیح استعمال کر سکیں، اور کم وقت میں خاصا کام انجام دے سکیں اور اِدھر اُدھر بھٹکنے سے بچ جائیں۔

لہٰذا بفضلہٖ تعالیٰ اس موضوع پر کتابیں دیکھنے اور چیونٹی کی طرح شکر کے بکھرے ہوئے دانے جمع کرنے کی کوشش شروع کردی، اور بالآخر اللہ نے وہ دن بھی دکھایا جب کہ یہ کتاب مکمل ہو کر زیور طبع سے آراستہ ہونے جارہی رہے، اور انشاء اللہ بہت جلد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو جائے گی، اور استفادہ کی راہیں ممکن اور ہموار ہو جائیں گی۔

طباعت کا بیڑا اکرم فرما و مشفق جناب مولانا محمد ندیم الواجدی صاحب نے اٹھایا ہے اور اپنے مکتبہ ''دارالکتاب'' کی طرف سے شائع کرنے کی ذمہ داری لی ہے، مؤلف اس حوصلہ افزائی و ذرہ نوازی پر ان کا شکر گذار ہے، جزاہ اللہ خیراً۔

ترتیب کا کام جاری ہی تھا کہ حسن اتفاق سے نوجوان فاضل برادرم مولوی محمد فرمان نیپالی ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ) کے ذریعہ جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت پاشا مرحوم کی کتاب ''فن الدراسۃ'' مل گئی، جس سے خصوصی استفادہ کر کے موضوع سے مناسبت رکھنے والے اجزاء و اقتباسات کا چربہ و خلاصہ اس کتاب کے شروع میں شامل کردیا گیا ہے، جو درسیات کے مطالعہ اور درجات کی حاضری و پابندی جیسے امور پر مشتمل ہیں، اس پر مؤلف ان کے لئے دعاگو اور شکر گذار ہے۔

مسودہ پر ہمارے کئی محترم اساتذہ (خصوصاً مولانا عبدالسبحان صاحب ندوی، مدنی، بھٹکلی و مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی) نے نظر ڈالی اور مفید مشورے دیئے اور سب سے آخر میں استاذ گرامی جناب مولانا نذرالحفیظ صاحب ندوی، ازہری مدظلہ العالی نے نظر ثانی فرما کر ازراہ عنایت تائید و تصدیق کے طور پر تقریظ، استاذ محترم

جناب مولانا مفتی عتیق احمد صاحب قاسمی بستوی مدظلہ العالی نے مقدمہ اور استاد معظم جناب مولانا عبدالقادر صاحب ندوی، مظاہری، گجراتی دام مجدہ نے پیش لفظ تحریر فرما کر شفقتوں اور توجہات سے نوازا، بڑی ناسپاسی اور احسان فراموشی ہوگی اگر ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔

اسی طرح جملہ معاونین ورفقاء کا بھی شکر گذار ہوں، خاص طور سے عزیزی محمد ابوالبرکات پورنوی (سلمہ اللہ ووفقہ ورقاہ) کا جو ہماری تحریریں صاف کرنے میں اچھے معاون ہیں۔

خدائی کام کے علاوہ کسی بھی بشری کام کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ نقص وعیب سے پاک ہے، ہزار کوششوں کے باوجود بھی فروگذاشت بہت ممکن ہے، کتاب کے مطالعہ کے دوران اگر قارئین کرام کہیں پر کسی قسم کی غلطی سے واقف ہوں تو ازراہ کرم ضرور مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کی جا سکے۔

آخر میں بندۂ عاجز وناتواں اپنے مولیٰ کے حضور دست بدعا ہے کہ وہ اس کتاب کو دیگر کتابوں کی طرح مقبول عام ونافع بنائے، اس معمولی کاوش کو قبول فرمائے اور مؤلف، اس کے والدین، اساتذہ ومعاونین وقارئین کے لئے ذخیرۂ آخرت وذریعۂ مغفرت بنائے (آمین)۔

وصلّ اللّٰهم وسلم على محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

طالب دعاء

رحمت اللہ نیپالی

خادم الکتاب والسنۃ

مدرسہ فلاح المسلمین، رائے بریلی۔

۱۸ر محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

۱۷ر فروری ۲۰۰۶ء

❖-❖-❖

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت کی اہمیت اور قدر و قیمت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بہت سی نعمتیں اس کائنات میں دی ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی نعمت وقت ہے، انسان سمجھتا ہے کہ اس کی عمر بڑھ رہی ہے، اس کے اوقات بڑھ رہے ہیں لیکن درحقیقت عمر گھٹتی جاتی ہے اور ہر لمحہ وقت کی متاع گراں مایہ اس کے ہاتھوں سے نکلتی جاتی ہے ۔

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم
چپکے چپکے، لمحہ لمحہ، دم بہ دم

وقت کی قدر و قیمت کے سلسلہ میں دانشوروں نے بے شمار فلسفے پیش کیے ہیں، کسی نے کہا: ''وقت ایک سونا ہے'' کسی نے کہا وقت ہی زندگی ہے، کسی نے کہا: ''وقت دنیوی زندگی کی روح ہے'' وقت ایک ایسی زمین ہے جس میں اگر سعی کی جائے تو وہ ضرور پھل دیتی ہے اور بے کار چھوڑ دی جائے تو خاردار جھاڑیاں اگاتی ہے، فیشن غوث نے کہا: ''وقت روئی کے گالوں کے مانند ہے، عقل و حکمت کے چرخہ میں کات کر اس کے قیمتی پارچہ جات بنا لیے گئے تو کام میں آجائیں گے ورنہ جہالت کا طوفان اسے کہیں نہ کہیں اڑا ڈالے گا'' لیکن تعجب ہے کہ ابن آدم جس بے دردی کے ساتھ وقت کو ضائع کر دیتا ہے دنیا کی کوئی بھی چیز اس قدر لاپروائی کے ساتھ ضائع نہیں کی جاتی ہوگی۔ انسانوں کو سوچنا چاہیے کہ اس زندگی کی مدت ہی کیا ہے۔

غور کیجیے کہ زندگی کا آغاز عہد طفولیت سے ہوتا ہے جو کہ فی الواقع گردش دوراں سے کوسوں دور موسم بہار کی دلفریبیوں، مسکراتی صبح کی رعنائیوں اور شام جہاں تاب کے حسین نظاروں سے معمور ہوتا ہے لیکن لڑکپن کا بانکپن ابھی لگا ہی رہتا ہے کہ سبک خرامی کے ساتھ شباب کی منزل آ پہنچتی ہے، یہاں جوش و ولولہ، رعنائی و زیبائی کا ایک حسین امتزاج ہوتا ہے، ابھی شباب و جوانی کا یہ مرحلہ ہنگام ختم بھی نہیں ہوتا کہ کہولت کی منازل طے کرتی ہوئی سفینۂ حیات ساحل عمر کے قریب لنگر انداز ہو جاتی ہے اور زندگی کا یہ روشن چراغ ٹمٹماتا ہوا کوئی دم کا مہمان ہو جاتا ہے اور اسے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے ؎

وائے نادانی بعد از مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

آج انسان اپنی عمر عزیز کو لیت ولعل اور بے جا آرزو و انتظار میں گزار کر یہ حسرت کرتا ہوا چلا جاتا ہے ؎

عمر عزیز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

اسی چار دن کی عمر مستعار میں انسان کو اختیاری مضمون دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لیے گلزار کا انتخاب کرے یا خارزار کا، اول الذکر نیک بختوں اور کامیاب لوگوں کی راہ ہے اور ثانی الذکر بدبختوں اور نامراد لوگوں کی راہ ہے اور ان ہی دو راہوں پر اس کی اگلی زندگی کا حال موقوف ہے۔

خواب و خیال کی یہ دنیا لہو و لعب اور تفریح کے نو بہ نو اشیاء اپنے اندر رکھتی ہے، یہاں چمک دمک کے ہزاروں خوش نما جلوے ہیں، جہاں پہنچنے کے بعد انسان کی فطرت سلیم پر واپسی ناممکن ہوتی ہے، قرآن نے انسانوں کو غفلت سے نکلنے کے لیے

کئی ایک مقامات پر متوجہ کیا ہے اور وقت کی اہمیت اجاگر کرنے اور اس کی قیمت باور کرانے کے لیے اس میں صبح، چاشت، دوپہر، عصر، شام اور رات کی قسم کھائی گئی ہے، جس سے مقصود خواب غفلت میں پڑے انسانوں کو وقت اور عمر عزیز کی برق رفتار ساعتوں کو بروئے کار لانے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے، اسی طرح شریعت نے ہر حکم کی بجا آوری کو وقت سے اس طرح جوڑ دیا ہے کہ اگر مقررہ وقت پر ادا نہ کیا جائے تو انسان زندگی بھر اس کی قضا کرتا رہے لیکن وہ ادا کے درجہ میں نہ ہوگا، معلوم ہوا کہ وقت اور نظم وضبط کی پابندی ضروری ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اغتنم خمسا قبل خمس: حیاتک قبل موتک، صحتک قبل سقمک، فراغک قبل شغلک، شبابک قبل هرمک وغناک قبل فقرک." (مستدرک حاکم)

(پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: موت سے پہلے زندگی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو، پیری سے پہلے جوانی کو اور تنگ دستی سے پہلے مالداری کو)۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الجوامع" میں ایک حدیث نقل کی ہے جس سے وقت کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے: "من استطاع أن يعمل خيرا فليعمله فإني غير مكرر عليكم أبدا" (آج اگر کوئی بھلائی کرسکتا ہے تو کرلے، آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہیں لوٹوں گا)۔

یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ یہ کام کل تک مؤخر کر دیجیے تو آپ نے فرمایا کہ "میں ایک دن کا کام بمشکل کرتا ہوں اور اگر اس کو کل پر چھوڑ دوں تو دو دن کا کام ایک دن میں کیسے کروں گا؟"
یہ تھا وقت کی اہمیت کا احساس۔

زمانہ تعلیم وقت کو قابو میں کرنے کا سنہرا موقع ہوتا ہے، یہاں پر ہی اگلی زندگی کی تعمیر و تشکیل کی نیو پڑتی ہے، اس عمارت کی تعمیر میں عمر عزیز جس قدر مشقتوں سے دوچار ہوگی، وقت کا سرمایہ جس سلیقہ سے صرف کیا جائے گا، نظام و ترتیب کے سنگ مرمر سے جس حد تک نقاشی کی جائے گی، عمارت اسی قدر دل کش اور عمدہ ہوگی، لیکن عمارت کی تعمیر و تشکیل میں اگر وقت کے خام مسالے کا استعمال کیا جائے گا تو آگے چل کر خانماں برباد ہو کر کسی دوسرے کے سائے کا محتاج ہوگا، بہت سے تن آسان اور وقت کو رائیگاں کرنے والے یہ شکوہ کرتے ہیں کہ

ذکر خدا، کار جہاں، یاد رفتگاں
دو دن کے اس قیام میں کیا کیا کرے کوئی

حالانکہ اسی تھوڑی سی زندگی اور وقت میں ہمارے اسلاف نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے اور دین و دنیا کی برکات اور سعادتیں حاصل کی ہیں، اور اپنے پیچھے گراں قدر علمی سرمایہ چھوڑا ہے مثلاً ابوالوفا، ابن عقیل نے ایک کتاب آٹھ سو جلدوں میں تیار کی، ۸۰ فنون میں کتابیں تصنیف کیں، علامہ ابن الجوزی کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی جو غسل کے واسطے پانی گرم کرنے کے لیے وہ برادہ کافی ہو گیا جو صرف احادیث لکھنے میں قلم کے تراشے جمع ہوئے تھے۔

زندگی کی کتنی قیمتی گھڑیاں ایسی ہیں جن کو یوں ہی ضائع کر دیا جاتا ہے، تضییع اوقات کے بے شمار مشاغل ایسے ہیں جن میں انسان غیر اخلاقی جرائم کا ارتکاب کرتا

رہتا ہے، زمان واوقات کا احترام اور احساس اللہ رب العزت کا گراں مایہ انعام ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه" (آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی مشاغل ترک کردے)۔

اس حدیث کو امام ابوداودؒ نے نظام زندگی کی اہمیت پر بطور نمونہ پیش کیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وقت کی گود میں وہ شاہین صفت نونہال پروان چڑھتا ہے جو قوم و ملت کو ترقی کی شاہ راہ پر گامزن کرتا ہے چونکہ افراد کے ہاتھوں ہی قوم وملت کی تقدیر سنورتی ہے، کسی بھی قوم کی زبوں حالی کی سب سے پہلی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کے افراد ضیاع وقت کے شکار ہو جائیں۔

آج مغربی دنیا ایجادات واختراعات کے میدان میں ہر چہار جانب سے داد تحسین حاصل کر رہی ہے، سائنس وٹکنالوجی کے ذریعہ چاند پر کمندیں ڈال چکی ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسے وقت کی قدر و قیمت کا بخوبی احساس ہے، وہ بحث و تحقیق کی خاردار وادی میں بلند عزائم اور جواں حوصلہ لے کر بڑھتی ہے اور کامیاب نظر آتی ہے، یہی صورت کبھی مسلم دنیا کی بھی تھی، جب اس نے وقت کی اہمیت کو سمجھا تو اس نے اسے البیرونی، ابن سینا، فارابی اور ابن خلدون جیسا معلم عالم بنا دیا۔

آج مغربی ممالک میں تمام تر خرابیوں اور برائیوں کے باوجود ایک خوبی وقت کی قدر و قیمت کے تعلق سے موجود ہے، کاش یہی احساس آج ہر مسلم نوجوان میں عموماً اور طالبان علوم نبوت میں بطور خاص پیدا ہو جائے تو وہ بہت کام کے ہو سکتے ہیں اور دنیا میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور اپنے اسلاف کی میراث کے صحیح امین اور سچے پاسبان بن سکتے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم وقت کی قدر و قیمت کو محسوس کریں اور اسے صحیح طور پر استعمال میں لانے کی کوشش کریں، کیونکہ یہ ایسا پرندہ ہے کہ جس کو ہم

نے قید نہیں کیا تو وہ اڑ جائے گا، کسی نے سچ کہا: "الوقت کالسیف فان لم تقطعه یقطعک" (وقت مثل شمشیر ہے تو اگر اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ کر رکھ دے گا)۔

مجموعی طور پر کام چوری کی عادت مغربی معاشرہ میں نہیں ہے، ملازمت کے وقت کی پابندی اور اس وقت میں جم کر کام کرنا ان کے بدترین معاشرہ کا بہترین خاصہ ہے اور ظاہر ہے کہ ہر کام کے لیے ایک وقت اور ہر وقت کے لیے ایک نظام کا پابند معاشرہ ہی ترقی کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر مصطفیٰ محمد طحان لکھتے ہیں:

"إن الإنسان المتحضر الذی یعرف قیمة نفسه و وقته یستطیع أن یفعل المعجزات ویطوی الزمن" (۱)

(وہ متمدن انسان جو اپنی قیمت اور اپنے وقت کی قدر جانتا پہچانتا ہو وہ کرشماتی کام انجام دے سکتا ہے اور زمانہ کو سمیٹ کر اپنی مٹھی میں کر سکتا ہے)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے کار اور وقت گزاری کرنے والے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں:

"أری الرجل فیعجبنی ...... فإذا قیل لی لا صنعة له سقط من عیني"

(آدمی کو دیکھتا ہوں تو وہ مجھے بھاتا اور پسند آتا ہے...... لیکن جب مجھ سے کہا جاتا ہے کہ بے ہنر ہے تو میری نگاہوں سے گر جاتا ہے)

حضرت حسن بصریؒ وقت کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

(۱) ادارة الوقت ص/ ۳۰

''من كان يومه كأمسه فهو مغبون، ومن كان يومه شراً من أمسه فهو ملعون''
(جس کا آج گزشتہ کل کی طرح (آج اور کل برابر) رہا وہ مغبون (نقصان میں) ہے اور جس کا آج کل سے بھی بدتر اور برا رہا وہ ملعون ہے)۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:
''إن الليل و النهار يعملان فيك فاعمل فيهما''
(شب و روز تمہارے اندر اپنا کام کیے جا رہے ہیں تم بھی ان دونوں میں کام کرتے رہو)۔

ایک عربی شاعر لمحہ حیات کی اہمیت و نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے کہتا ہے:

دقات قلب المرء قائلة له　　　إن الحياة دقائق و ثوان

(آدمی کے دل کی دھڑکنیں اس سے گویا ہیں کہ بلاشبہ زندگی نام ہے چند منٹوں اور سکنڈوں کا)۔

اس وقت مسلم معاشرہ مجموعی طور پر ضیاع وقت کی آفت کا شکار ہے جبکہ یورپی معاشرہ اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود وقت کا قدرداں ہے اور زندگی کو ایک نظام کے تحت گزارنے کا پابند ہے، علم وفن اور سائنس و ٹکنالوجی میں ان کی ترقیوں کا ایک بڑا سبب یہی ہے۔

ہمارے معاشرہ کا حال یہ ہے کہ قہوہ خانوں، سینما ہالوں، نجی مجلسوں اور رقص و سرود کی محفلوں میں وقت ضائع کرتے ہیں، ہمارا کتنا ہی قیمتی وقت نکتہ چینی، غیبت، بہتان اور بے تحاشا سونے میں ضائع ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیے! کھویا ہوا علم مطالعہ سے مل سکتا ہے، کھوئی ہوئی تندرستی دوا سے واپس

آسکتی ہے لیکن کھویا ہوا وقت لاکھ کوششوں سے بھی دوبارہ حاصل نہیں ہوسکتا۔

سچ یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لیے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور تضییع اوقات ایک محدود زمانہ تک زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے۔

جبکہ وقت ہی کے صحیح استعمال سے ایک وحشی مہذب بن جاتا ہے اور ایک مہذب فرشتہ صفت، اسی کی برکت سے جاہل عالم، مفلس تونگر، نادان دانا بنتے ہیں۔

وقت ایک ایسی دولت ہے جو شاہ و گدا، امیر و غریب، طاقت ور اور کمزور سب کو یکساں ملتی ہے۔

آج مسلم معاشرہ میں پیدا ہونے والے بچے کی زندگی تباہ کرنے کے لیے ہزار جال بچھائے گئے ہیں، ویڈیو گیم، ٹی وی، سینما اور فحش و رومانی لٹریچر کا ایک سیلاب بلاخیز ہے جس میں اس کی معصوم زندگی کے حسین اور کارآمد لمحات ضائع اور بے فائدہ بہتے چلے جا رہے ہیں۔

تعلیم کا زمانہ جو درحقیقت انسانی عمر کی ناپختہ ٹہنی کے برگ و بار کا زمانہ ہوتا ہے، اگر وقت کی قدر کے صحت بخش چشموں سے اس کو سیراب کیا گیا تب تو یہ ٹہنی آگے ایسے سایہ دار درخت کی شکل اختیار کر سکتی ہے جس کی شاداب شاخیں ہزاروں درماندہ رہرووں کے لیے پرسکون چھاؤں فراہم کرتی ہیں لیکن اگر اس ٹہنی کو ضیاع وقت کی دیمک لگ گئی تو دوسروں کے لیے سامان راحت کی فراہمی تو کجا خود اپنی شادابی اور زندگی سے بھی محروم ہو رہتی ہے۔

علامہ ابن القیم الجوزیہ فرماتے ہیں کہ:

"انسان کا وقت ہی اس کی زندگی ہے اور وقت ہی مستقبل کی تلخی یا مٹھاس کا سبب بنتا ہے، اس کی رفتار ہواؤں سے اڑنے والے

بادلوں کی دوڑ سے بھی تیز ہے، خدا کی عبادت وریاضت میں گزرنے والا لمحہ ہی انسان کو جینے کا استحقاق عطا کرتا ہے، اس لیے ایک غافل اور بے فکر شخص کے لیے زمین پر بوجھ بننے سے بہتر زمین کے اندر جانا ہے۔"(۱)

عرب ممالک کے ماحول کو سامنے رکھ کر ایک تجزیہ کیا گیا ہے جس سے عجیب و غریب تلخ حقیقت سامنے آئی کہ وہاں کا نوجوان طبقہ (عموماً) اپنی عمر کے بیس سال گزارتے گزارتے بیس ہزار گھنٹوں کو صرف ٹیلی ویژن پروگراموں کی نذر کردیتا ہے، جب کہ ماہرین کا کہنا ہے کہ دس ہزار گھنٹے کسی بھی فن میں تخصص پیدا کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں، یہ تو ہے اس قوم کا حال جو اپنی بدحالی اور ذلت کا رونا روتے ہوئے نہیں تھکتی، اب آپ ایک رپورٹ پڑھئے اور چند لمحے حالات کے رخ کے جائزے میں صرف کیجیے:

مجلّہ "الدفاع" کے شمارہ نمبر ۱۱۸، ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ کے مطابق ایک جرمنی مصنف کے تعلق سے یہ خبر چھپی تھی کہ اس نے کھاتے وقت کھانا لگانے سے قبل جو پانچ منٹ وقت ملتا تھا اس کو استعمال کرکے ایک کتاب لکھ ڈالی، جس کا نام رکھا "خمس دقائق قبل الطعام"(Five Minute Before Meal)۔

اس کتاب کے ضخیم نسخہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مصنف کھانے سے قبل کے چند منٹوں میں اپنے ذہن کے پراگندہ خیالات کو یکجا کرتا تھا کہ یہ وقت بھی ضائع نہ ہونے پائے، اسی عجیب وغریب قصہ کے پیش نظر اس کتاب پر متعدد مجلات کے تبصرے آئے۔

جامعات و مدارس میں پڑھنے والے نوجوان جو قوم کا مستقبل اور سرمایہ ہیں

---

(۱) ماہنامہ "نوائے اسلام" اپریل ۲۰۰۶ء

ان کے اوقات کا ایک بڑا حصہ ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں فضول مجلسوں کی نذر ہو جاتا ہے، محفل سجا کر گھنٹوں گپ بازی کا لایعنی مشغلہ ان کی ایک محبوب عادت بن گیا ہے، تعطیلات کا طویل زمانہ بغیر کسی نظام اوقات اور مفید مشغلے کے یوں ہی گزر جاتا ہے اور تعلیم کا زمانہ پورا کر کے جب نکلتے ہیں تو پھر زبان حال سے پکار پکار کر کہتے ہیں کہ:

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے نم ناک

نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ

چونکہ وقت انسان کا قیمتی سرمایہ ہے، اسے اچھے اور صالح کاموں میں صرف کرنا ایک لازمی امر ہے، اس لیے لوگوں سے بے فائدہ اور بلا ضرورت میل جول نہ رکھا جائے، اس سے وقت کا بڑا ضیاع اور نقصان ہوتا ہے۔

ضرورت ہی کے تحت لوگوں سے ملا جائے، عام حالات میں صرف علیک سلیک پر اکتفا کیا جائے، کیونکہ زیادہ میل جول ترک کر کے خلوت اور کنج تنہائی وقت کو ضیاع سے بچانے میں بہت مددمعاون ہے۔

آج کل جب کہ میل جول ایک عادت ہو گئی ہے اور تعلقات وسیع کرنا ایک فیشن بن گیا ہے اور اس کا رواج اور چلن دن بدن عام ہوتا جا رہا ہے، اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ لحۂ حیات کو بے سود گزرنے سے بچانے کے لیے ان تعلقات کو مختصر اور محدود کیا جائے، خاص طور سے زمانۂ طالب علمی میں کہ اس کے نقصانات بہت ہیں جو ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اور محتاج بیان نہیں ہیں۔

اسی طرح موبائل نے بھی طلبہ کو بہت متاثر کیا ہے اور ان کی تعلیم پر گہرا اثر ڈالا ہے، وہ اپنے عزیز لحات اور قیمتی اوقات کا ایک بڑا حصہ باتوں میں صرف کر کے اسے ضائع کر دیتے ہیں اور ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ ہم کیا کرنے آئے تھے اور کیا کر رہے ہیں؟ اور اب کیا کرنا چاہیے؟ جگر مرادآبادیؒ نے کیا خوب کہا ہے ؎

قیمت غم حیات کی تو دام دام لے
ہو بہار کہ ہو خزاں تو ہر ایک سے کام لے

بعض طلبہ بے جا یا ضرورت سے زیادہ سونے کے خوگر اور عادی ہوتے ہیں خواہ رات لمبی ہو یا مختصر ان کی نیند ہی نہیں پوری ہوتی، بلکہ وہ سونے پر آتے ہیں تو سوتے ہی چلے جاتے ہیں، نہ اس کی کوئی مقدار ہے اور نہ کوئی حد و حساب، جبکہ ماہرین نفسیات نے طلبہ کے لیے شب و روز میں سونے کی مقدار چھ گھنٹے بتائی ہے، عربی کا یہ مقولہ کتنا مبنی بر حقیقت اور دلکش ہے:

"اللیل طویل فلا تُقَصِّرْه بمنامک والنهار مضیٔ فلا تُکَدِّرْه بآثامک" (شب دراز ہے، اپنے خواب غفلت سے اسے مختصر نہ کرو، اور دن روشن ہے، اپنے گناہوں سے اسے آلودہ نہ کرو)۔

آخر میں یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ انسان کا ہر لمحۂ زندگی اس کے فنا کی تمہید اور اس کے عدم کا اعتبار ہے، لہٰذا عدم و فنا طاری ہونے سے قبل فائدہ اٹھا لیجئے اور کچھ کر گزریئے، ورنہ ؎

کوئی کمال نہیں آج ڈگریوں کا حصول
کمال ہے تو فقط خود کا مستند ہونا

❖-❖-❖

کتاب کی تعریف

''کتاب کی صحیح تعریف یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے تمہارا یہ احساس قوی ہو کہ تم نے ایک اچھے دوست کی معیت میں اپنا وقت گزارا ہے۔''(۱)

عمدہ کتاب کی پہچان

بقول ملٹن:

''عمدہ کتاب حیات ہی نہیں بلکہ وہ ایک لافانی چیز بھی ہے۔''

عمدہ کتاب خود ہی لافانی نہیں بلکہ لکھنے اور زیر تحریر آنے والے اور بعض وقت پڑھنے والے کو بھی لافانی بنا دیتی ہے۔

عمدہ کتابوں نے انسانوں کے اخلاق و طبائع اور آراء پر بہت اثر ڈالا ہے، خیالات میں عظیم الشان تغیر پیدا کیا ہے، قوموں میں ہلچل اور انقلابات پیدا کیے ہیں اور ملکوں کی کایا پلٹنے میں حیرت انگیز مدد دی ہے اور یہی عمدہ کتاب کی نشانی ہے۔

❖-❖-❖

---

(۱) ماخوذ: از مقدمہ ''موت سے واپسی'' مؤلفہ شورش کاشمیری۔

اچھی کتاب

پڑھنے کی عادت بہت اچھی ہے، مطالعہ ایک شریفانہ فعل ہی نہیں حکیمانہ فعل ہے لیکن پڑھنے پڑھنے میں فرق ہے اور کتاب کتاب میں فرق ہے۔

میں ایک بدمعاش اور پاجی سے باتیں یا بے تکلفی کرتے ہوئے جھجکتا ہوں اور آپ میرے اس فعل کو بری نظر سے دیکھتے ہیں لیکن میں اس سے زیادہ بری اور پاجی کتاب پڑھتا ہوں نہ آپ کو ناگوار گزرتا ہے اور نہ مجھے ہی کچھ شرم آتی ہے بلکہ اس کی بات شربت کے گھونٹ کی طرح حلق سے اترتی چلی جاتی ہے، پاجی آدمی کی تو شاید کوئی حرکت ناگوار ہوتی اور میں اس سے بیزار ہو جاتا مگر یہ چپکے چپکے دل میں گھر کر رہی ہے اور اس کی ہر بات دل ربا معلوم ہوتی ہے۔

اگر میں کسی روز بازار جاؤں اور چوک میں سے کسی محض اجنبی شخص کو ساتھ لاؤں اور اس سے دوستی اور بے تکلفی کی باتیں شروع کر دوں اور پہلے ہی روز اس طرح اعتبار کرنے لگوں جیسے کسی پرانے دوست پر تو آپ کیا کہیں گے؟ لیکن ریل اگر کسی اسٹیشن پر ٹھہرے اور میں اپنی گاڑی سے اتر کر سیدھا بک اسٹال (کتب فروش کی دوکان) پر پہنچوں اور پہلی کتاب جو میرے ہاتھ لگے وہ خرید لاؤں اور کھول کر شوق سے پڑھنے لگوں تو شاید آپ کچھ نہ کہیں گے حالانکہ یہ فعل پہلے فعل سے زیادہ مجنونانہ ہے؛ اس کے لیے تو کوئی عذر بھی نہیں ہو سکتا مگر اس کے لیے کوئی عذر ممکن ہے۔

میں ایک بڑے شہر یا مجمع میں جاتا ہوں، کبھی ایک طرف نکل جاتا ہوں اور کبھی دوسری طرف جا پہنچتا ہوں اور بغیر کسی مقصد کے ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہوں،

افسوس کہ باوجود آدمیوں کی کثرت کے میں وہاں اپنے تئیں اکیلا اور تنہا پاتا ہوں اور اس ہجوم میں تنہائی کا بار اور بھی گراں معلوم ہوتا ہے، میرے کتب خانہ میں بیسیوں الماریاں کتابوں کی ہیں میں کبھی ایک الماری کے پاس جا کھڑا ہوتا ہوں اور کوئی کتاب نکال کر پڑھنے لگتا ہوں، میں اس طرح سیکڑوں کتابیں پڑھ جاتا ہوں لیکن اگر میں غور کروں تو دیکھوں گا کہ میں نے کچھ نہیں پڑھا، اس وقت مجھے آوارہ خوانی ستائے گی اور جس طرح ایک بھرے شہر میں میری تنہائی میرے لیے وبال ہوگی، اسی طرح اس مجمع شرفاء، علماء، ادباء اور شعراء میں میں یکہ و تنہا حیران ہوں گا۔

بغیر کسی مقصد کے پڑھنا فضول ہی نہیں مضر بھی ہے، جس قدر ہم بغیر کسی مقصد کے پڑھتے ہیں اسی قدر ہم ایک بامعنی مطالعہ سے دور ہو جاتے ہیں، ملٹن نے ایک جگہ کہا ہے: ''اچھی کتاب کا گلا گھونٹنا ایسا ہی ہے جیسے کسی انسان کا گلا گھونٹنا'' جس سے اس کی مراد یہ ہے کہ فضول اور معمولی کتابوں کے پڑھنے میں قیمتی وقت کا ضائع کرنا اچھی کتابوں کا گلا گھونٹنا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں وہ ہمارے لیے مردہ ہے۔

لوگ کیوں فضول، معمولی اور ادنیٰ درجہ کی کتابیں پڑھتے ہیں، کچھ تو اس لیے کہ ان میں نیا پن ہے، کچھ اس خیال سے کہ ایسا کرنا داخل فیشن ہے اور کچھ اس غرض سے کہ اس سے معلومات حاصل ہوتی ہیں، پہلی دو وجہیں تو طفلانہ ہیں، تیسری وجہ بظاہر معقول ہے لیکن اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم معمولی، ذلیل اور ادنیٰ معلومات کو اپنے دماغ میں بھرتے ہیں تاکہ اعلیٰ معلومات کی گنجائش باقی نہ رہے، اگر ہم اپنے مطالعہ کا نوٹ تیار کریں اور اس میں صبح سے شام تک جو کچھ پڑھتے ہیں لکھ لیا کریں اور ایک مدت کے بعد اسے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہم کیا کیا کر گزرے، اس میں ہم بہت سی ایسی تحریریں پائیں گے جن کا ہمیں مطلق خیال نہیں، بہت سے ایسے ناول ہوں گے جن کے ہیروؤں تک کے نام یاد نہیں، بہت سی ایسی کتابیں ہوں گی جن کی

نسبت اگر ہم سے کوئی کہتا ہے کہ یہ ہم پڑھ چکے ہیں تو ہمیں کبھی یقین نہ آتا، بہت سے ایسی تاریخی کتابیں، سفرنامے، رسالے وغیرہ ہوں گے جنھیں پڑھ کر خوش تو کیا ہوتے پچھتاتے ہی ہوں گے۔(۱)

(۱) ماہنامہ "احیاء اسلام" دسمبر-جنوری ۹-۲۰۰۸ء مضمون بابائے اردو مولوی عبدالحق

تمہید

ہزار ہا ہزار طلبہ اور گوشۂ جگر تعلیم کے مختلف مراحل میں ہر سال مطالعہ کی بہت سی مشکلات کا سامنا کرتے ہیں، اور انہیں کاروانِ زندگی میں راستہ کی صعوبتیں اور دشواریاں درپیش ہوتی ہیں، بعض تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں، جب کہ دیگر طلبہ سست رفتاری اور اضمحلال و پژمردگی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔

کتنے نوجوان ہیں جو مطالعہ میں ناکامی کی وجہ سے عمر بھر کے لیے خود اعتمادی کھو بیٹھے۔

کتنے طلبہ ہیں جو ناگواری و ناپسندیدگی کے باوجود اپنے نہج پر قائم رہے، اگر ان دونوں قسموں کے طلبہ کو صحیح انداز مطالعہ اور اس کے کارآمد راستہ کی بھرپور مقدار میں رہنمائی مل جاتی، ان میں ایک نئی روح، نئی بیداری اور نئی لہر پیدا ہو جاتی پھر نہ کوئی نامرادی کا منہ دیکھتا اور نہ ہی پُر بہار و پُر رونق زندگی اور اس کے حسین لمحات کو کبیدہ خاطر، شکستہ دل، رنجیدہ و غمزدہ اور بوجھل و گراں بار ہو کر بسر کرتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ طلبہ کے سامنے کوئی منارۂ نور ہونا چاہیے جس سے شب دیجور کی تیرگی کافور اور راستہ کا اندھیرا دور ہو جائے، کوئی ایسا رہنما و مرشد ہونا چاہیے جو ان کے ڈگمگاتے قدموں کو جما سکے، انہیں کسی ایسے راہبر کی ضرورت و تلاش ہے جو نامعلوم راستہ سے واقف کرا سکے، اور منزل مقصود تک پہونچا سکے۔

مطالعہ ایک فن ہے، جو طالب علم کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ غور و فکر، بحث و مباحثہ اور ملاحظہ کیسے کرے؟

تحلیل و تجزیہ، نسق و ترتیب کا کیا طریقہ ہو؟ اور اس کا نقطۂ نظر اور مرکز توجہ کیا ہو؟

وہ کیسے پھیلے ہوئے مباحث کو سمیٹے، علوم و فنون کا اسٹاک اور ذخیرہ کیونکر کرے، اور واقعات کو تطبیق کس طرح دے؟

مطالعہ کے مقاصد

مطالعہ کے دو اہم مقاصد ہیں:

۱۔ علم و معرفت کی متعین مقدار حاصل کرنا۔

۲۔ اشیاء و امور کی انجام دہی میں متعین اور محدود مہارت و لیاقت پیدا کرنا۔

فعال مطالعہ کیسے کریں؟ یہ جاننا بہت ضروری ہے۔

مطالعہ کا نظام

شب و روز کے اوقات کے لیے ایک نظام عمل متعین کرنے، آنے والے وقت کے لیے ایک مخصوص عمل کا پروگرام بنانے اور زندگی کے تمام اوقات کے لیے کاموں کی ترتیب و تشکیل کے عمل کو نظام الاوقات کہا جاتا ہے، ہر انسان کے ذمہ مختلف کاموں اور امور کی ادائیگی ہوتی ہے، ان کاموں کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہونے کی آسان شکل اور بہترین صورت یہی ہے کہ انسان پہلے سے ایک نظام عمل تشکیل دے اور پابندی سے عمل پیرا ہو۔

اوقات کا یہ نظام بناتے ہوئے کاموں کی تقدیم و تاخیر کی ترتیب میں وقت اور کام دونوں کی نوعیت اور کیفیت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ کون سا عمل کس وقت زیادہ بہتر طریقہ سے ادا ہوسکتا ہے اور کون سا وقت کس عمل کے لیے زیادہ سازگار ماحول فراہم کرتا ہے۔

نظامِ عمل کے فوائد

زندگی کو نظام الاوقات کا پابند بنانے سے جہاں اور بہت سے فوائد ہیں وہاں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب پہلے سے ایک پروگرام طے ہوگا اور آنے والے وقت کے لیے ایک نظام عمل مقرر ہوگا تو اس وقت کی آمد پر انسان کی توجہ از خود اس کام کی ادائیگی کی طرف مبذول ہوگی اور یوں وہ تردد اور سوچنے میں ضیاع کا شکار نہیں ہوگا۔

دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کے سبب ہر کام اپنے مقررہ وقت میں پوری دلجمعی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے ورنہ عموماً ہوتا یہ ہے کہ جب انسان کے ذمہ بہت سے کام ہوں اور ان کے لیے اوقات کا نظام مقرر نہ ہو تو ایک کام کی ادائیگی کے وقت دل دوسرے کاموں میں اٹکا رہتا ہے اور یوں انسان کی طبیعت ایک انجانی سی الجھن کا شکار رہتی ہے۔

تاریخ کی جتنی علمی شخصیات گزری ہیں اور جنھوں نے عظیم تصنیفی کارنامے انجام دیئے ہیں ان کی پابندی نظام الاوقات ضرب المثل ہے اور یہی ان کے کارناموں کا بنیادی راز ہے۔

سنجیدہ مطالعہ، سستی و کاہلی، انارکی، اور ضیاع وقت کے خلاف ایک جنگ اور نفس کے ساتھ ایک محاذ آرائی ہے۔

ہر کامیاب معرکہ کے لیے ٹھوس اقدام اور مستحکم منصوبہ بندی ضروری ہے۔

مطالعہ کے لیے نظام طالب علم کو از خود اپنی ضروریات، مقدورات اور حالات کی روشنی میں مرتب کرنا چاہیے۔

البتہ اس سلسلہ میں ایک تجویز یہ ہے کہ طالب علم شب میں اپنی خوابگاہ میں جب جائے، تو بستر پر لیٹنے سے پہلے ایک کاغذ اور قلم لے، اور پوری امانت وصداقت

کے ساتھ گذرے ہوئے دن کے ایک ایک منٹ کا محاسبہ کرے، گذشتہ شب سونے سے لے کر آج کی شب سونے تک، چوبیس گھنٹوں میں جو جو کام کیا ہے وہ اپنے سامنے رکھے۔

ایسا کرنے میں غالب گمان یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایک ہوش رُبا اور تکلیف دہ نتیجہ کے روبرو پائے گا، جس کی اسے ہرگز توقع نہ ہوگی، اوراس کو یہ ہرگز پسند نہ ہوگا کہ کوئی اس شرمندگی سے باخبر ہو۔

اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ آئندہ ایسا پروگرام مرتب کرے گا جو تنظیم حیات اور انضباطِ اوقات پر مشتمل ہوگا۔

یہ طریقہ اختیار کر کے وہ اپنے وقت کی لڑیوں کو بکھرنے اور محنت کو رائیگاں ہونے سے بچالے گا، اوراپنی طاقت کو ضائع ہونے سے محفوظ کرسکے گا، جس سے اس کا وجود بامعنی ہوجائے گا اور زندگی بامقصد بن جائے گی، ماہرین تربیت کا کہنا ہے:

"اجعل لکل لحظة من یومک عملاً معیناً، ولکل عمل من أعمالک وقتاً خاصاً"

(ہر وقت کے لیے ایک متعین کام اور ہر کام کے لیے ایک خاص وقت رکھو)۔

علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

"انسان کو چاہیے کہ ایک نظام الاوقات بنائے اوراس میں کاموں کی ترتیب "الأھم فـالأھم" کے اصول کے مطابق رکھے، ہمارے اسلاف عمر عزیز کے قیمتی لمحات کے بڑے قدر دان تھے۔"(۱)

امام حسن البنا شہیدؒ کے اس جملہ کو اپنا نصب العین بنایئے:

---

(۱) متاع اور کاروان علم صفحہ/۸۲

"لاينجز الأعمال إلا الرجل المشغول"
(مشغول آدمی ہی کاموں کا انجام دیتا ہے)

ڈاکٹر مصطفی طحان لکھتے ہیں:

"إن الإنسان يملك الوقت الكافي لإنجاز جميع أعماله ...... ولكنه يحتاج إلى تنظيم الوقت، فإذا لم ينظمه فهو المسؤول عن عدم الإنجاز وليس ضيق الوقت، كما يزعم."(۱)

(انسان کے پاس اپنے تمام کاموں کو انجام دینے کے لیے کافی وقت ہے...... لیکن اسے وقت کو مرتب کرنے کی ضرورت ہے، اگر وہ وقت مرتب نہ کرے تو عدم تکمیل کا وہ خود ذمہ دار ہے نہ کہ تنگی وقت، جیسا کہ وہ سمجھتا ہے)۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ پوری زندگی جفاکشی و جانفشانی کی طرف موڑ دی جائے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مرتب شدہ نظام الاوقات میں، سونے جاگنے، لکھنے پڑھنے، جدوجہد اور لہو ولعب سب کے درجے مرتب ہوں تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ عمر عزیز کے لحات کس کوچے میں بیتے اور جوانی کس صحراء نوردی اور دشت پیمائی میں گذری۔

ہاں! یہ یاد رہے کہ اپنی وسعت وطاقت سے زیادہ اپنے اوپر بوجھ نہ لادیں بلکہ افراط وتفریط سے دور رہ کر اپنی جسمانی قوت وصلاحیت اور صبر وتحمل کے لحاظ سے نظام اوقات ترتیب دیں، دوسروں کا مقابلہ نہ کریں کیوں کہ جسمانی ساخت اور انسانی احوال مختلف ہوتے ہیں، کسی میں تحمل زیادہ اور کسی میں کم ہوتا ہے، مناسب ہوگا

---

(۱) ادارۃ الوقت ص/۲۰

کہ اپنے آپ سے سرگوشی کریں کہ لوگوں کے حسب ذیل تین طبقات میں سے آپ کس طبقہ میں ہیں:

۱-ضعیف ۲-متوسط ۳-فائق

پروگرام مرتب کرنے میں اس کا بھی خیال رہے کہ بہتر اور زیادہ تر وقت مشکل مضمون کو دیا جائے، جس وقت طبیعت میں آمادگی، ذہن میں تازگی اور بدن میں کیف ونشاط ہو اس وقت مشکل مضمون کو پڑھیں، اور پسندیدہ، آسان اور تفریحی مضامین کو آخر میں رکھیں۔

ہر مضمون اور کام کو اپنے متعین کردہ وقت کے اندر سمیٹنے کی کوشش اور مکمل عزم ہو، بلا شدید ضرورت اور مجبوری کے ایک مضمون کا وقت دوسرے مضمون کو نہ دیا جائے۔

پروگرام اور نظام الاوقات مرتب کرنے میں بڑی دشواری پیش آئے گی، اس کی تنقیح وتہذیب اور اس میں اصلاح وترمیم اپنے تجربات کی روشنی میں کرتے رہنے کی ضرورت ہے، یہاں تک کہ وہ حالات واغراض سے ہم آہنگ ہو جائے۔

بہتر ہوگا کہ اپنے کسی استاد کو اپنا نظام عمل مرتب کرنے کے بعد دکھا دیں تاکہ اس کے مشورہ کی روشنی میں جزوی تبدیلی کی جاسکے اور اسے مزید مفید بنایا جاسکے۔

صحت وتندرستی کا خیال

نظام الاوقات کے سلسلہ میں مذکورہ گفتگو سے عام طور پر خوف، دہشت، تعب اور تکان کا تصور ذہن میں آتا ہے، اور طالبعلم کی صحت وتندرستی کے متاثر ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔

لیکن یہ حقیقت ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے:

کہ زندگی اور تکان لازم وملزوم ہیں، سچا کام ضرور تعب کا باعث ہوتا ہے، اس کے بغیر کسی کام کی تکمیل متصور نہیں۔ عربی کا مقولہ ہے: "بقدر ما تتعنّی تنال ما

تعمنّٰی" (جتنی تکلیف اٹھاؤ گے اتنی ہی تمنا برآئے گی)۔

کیا کیا جائے جب تک زندگی مہربان ہے بغیر کام کے مفر نہیں اور تکان تو وجودِ انسانی کی ضروریات میں داخل ہے، جس سے کبھی چارہ نہیں۔

البتہ جس چیز کا اندیشہ و خدشہ ہمیں اپنے اور اپنے فرزندوں کے تعلق سے ہوسکتا ہے وہ حد سے زیادہ تھک جانا اور کام کر کے چور چور ہو جانا ہے، نفسِ تعب نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت پاشا لکھتے ہیں:

"مادامت الحياة لا تستقيم بغير عمل، فإن ذلك يقودنا إلى أن التعب ضرورة من ضرورات الوجود الإنساني ومقوّم أصيل من مقوّماته.

إن الشيء الذي يجب أن نخشاه على أنفسنا و أبنائنا هو الإفراط في التعب لا التعب نفسه" (۱)

جسم انسانی کی صحت، تندرستی اور سلامتی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، ذہن و دماغ کی صحت اسی وقت برقرار رہتی ہے جب جسم صحت کی نعمت سے مالا مال ہو اور وقت کی رفتار سے بھرپور فائدہ زندگی کی صحت مندی ہی کی صورت میں ممکن ہے۔

اس لیے وقت اور زندگی سے تعمیری کام لینے کے لیے جسمانی صحت کی حفاظت اور اس کا خیال رکھنا ایک فطری اور ضروری امر ہے، کیونکہ جب تک ہم تندرست ہیں، اپنا کام کرنے کے قابل ہیں اور دوسروں کو بھی مدد دے سکتے ہیں، بیماری ہماری طاقت زائل کر دیتی ہے اور ہم دوسروں کے لیے ایک ناگوار بار بن جاتے ہیں، غالب نے بجا کہا ہے ؎

تنگدستی اگرچہ ہو غالب
تندرستی ہزار نعمت ہے

(۱) فن الدراسۃ ص/۲۹-۳۰

مطالعہ کے مراحل

درسی کتب کے مطالعہ کے تین مراحل ہیں:

۱- درس میں حاضری سے پہلے کا مرحلہ، جس میں اسباق کی تیاری ہوتی ہے۔

۲- دورانِ درس کا مرحلہ، جس میں ہمہ تن گوشی ہوتی ہے۔

۳- درس سے فراغت کے بعد کا مرحلہ، جس میں مذاکرہ اور تکرار ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ درسی کتابوں پر بہت زیادہ محنت کی جائے، کتب درسیہ کے علاوہ خارجی کتب کا مطالعہ اس وقت کیا جائے جب کہ درسیات کے مطالعہ، تکرار اور مذاکرہ کے بعد فارغ وقت ملے، درسیات اصل ہیں ان پر خوب توجہ دینی چاہیے، اور ان کو مقدم رکھنا چاہیے، اسی طرح یہ بھی یاد رکھیں کہ درسیات کا اگر ایک تہائی حصہ محنت سے پڑھ لیا جائے تو بقیہ دو تہائی کتاب آسان ہو جاتی ہے۔

لیجیے! پیش ہیں ان کی مختصر تفصیلات:

۱- تیاری

اس سے مراد ان اسباق کی تیاری ہے جو آئندہ کل استاد پڑھائے گا، شروع میں آپ کو یہ خیال آئے گا کہ ''تیاری'' کا کوئی فائدہ نہیں، کیوں کہ جب استاد مکمل طور پر اور آسان طریقہ سے درس دینے کا خود متکفل ہے تو درس کی تیاری کی کیا ضرورت؟

لیکن واقف کار لوگوں اور تجربہ کار مربیوں کا کہنا ہے:

"إن "إعداد" الدرس من قِبَل الطالب هو اقوم سبيل لمن يروم الدراسة النافعة."

(طالب علم کی طرف سے درس کی تیاری ہی اس کے لئے درست اور ٹھیک راستہ ہے، جو مفید مطالعہ کا ارادہ رکھتا ہو)۔

یہ مسلّم امر ہے کہ جب آپ کو آئندہ درس کی جانکاری ہوگی یا اس کا کوئی خاکہ پہلے سے ذہن میں ہوگا تو درس میں حاضری کا فائدہ بڑھ جائے گا اور پڑھنے میں لطف بھی آئے گا۔

لہٰذا ضروری ہے کہ سبق کو بیدار مغزی اور حاضر دماغی کے ساتھ پڑھا جائے تاکہ اس کے حقائق سے واقفیت ہو، مشکلات پر توجہ اور وجہِ دقت کی تعیین ہو، اور یہ معلوم ہو کہ کیا سمجھ گئے اور کیا نہیں سمجھ سکے، اور کس حصہ کے سمجھنے میں پس وپیش ہے۔

مطالعہ نہ ہونے کی وجہ سے بسا اوقات بعض طلبہ دورانِ درس ایسا احمقانہ اور جاہلانہ سوال کر بیٹھتے ہیں جس سے مدرس کو بڑی ناگواری اور طالب علم کو ایسی خفت و شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے کہ پھر وہ پلٹ کر سوال نہیں کرتا، اس علمی انحطاط کے دور میں طلبہ کی اکثریت مطالعہ کے بغیر حاضرِ درس ہونے کی عادی ہوتی جارہی ہے اور بعض لاپرواہی سے سنتے بھی ہیں، پھر جب مطلب نہیں سمجھ میں آتا تو استاد سے جھگڑتے اور بحث ومباحثہ کرنے لگتے ہیں، اس طرح درس موقوف کرکے اپنا بھی وقت ضائع کرتے ہیں اور استاد کا بھی اور دیگر طلبہ کا بھی حق تلف کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ سبق کی تیاری اہم سے اہم تر کی تمیز وسلیقہ پیدا کرتی ہے۔

۲- ہمہ تن گوشی

اب جب کہ آپ نے اپنے سبق کی تیاری کرلی ہے، نئے دن کا استقبال فرحت و فخر کے ساتھ کریں گے، جب اس دوسرے مرحلہ میں پہونچ جائیں اور کلاس روم میں داخل اور درجہ میں حاضر ہوکر اپنی جگہ بیٹھ جائیں تو آپ کو مکمل طور پر اچھی طرح گوش بر آواز ہونا چاہئے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اصغاء اور استماع میں فرق ہے۔

استماع: کہی جانے والی بات کو حاسۂ سماعت سے سن لینا ہے، خواہ اس سنی ہوئی بات کو یادرکھنے کی کوئی خاص کوشش نہ ہو۔

اوراصغاء: کہتے ہیں قصداً توجہ اور یاد کرنے کے ارادہ سے سننا، بایں طور کہ معانی و مفاہیم میں غوروخوض، درس اور مدرس سے علاحدہ نہ کردے، اور مطالب آپ کی گرفت سے چھوٹنے نہ پائیں، بہترین گوش برآواز وہ ہے جو اکثر و بیشتر مدرس سے بھی سبقت لے جائے، تاکہ وہ اپنے آپ سے سوال کرے کہ میرے مدرس کا رخ اِدھر ہے یا اُدھر۔

یہ وہ طالب علم ہے جو ثانوی اور اساسی فکر کے درمیان فرق کرتا ہے، اور مدرس نے ثانوی افکار کے لیے جو وقت خاص کردیا ہے اس وقت کو بنیادی افکار میں مرکوز کردیتا ہے، اور ہمیشہ اپنے آپ سے سوالات کرتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ استاد نے ان سوالات کے کیا جوابات دیئے۔

سبق کی تیاری کے وقت یادداشت ڈائری ساتھ ہونا بھی بہت ضروری ہے، جس میں ابھرنے والے سوالات نوٹ ہوں، اس کے دو مقاصد ہیں:

۱۔ نوٹس اور سوالات کی تحقیق، تاکہ یہ معلوم ہو کہ کس سوال کا جواب دیا گیا، پھر جواب کو اسی سوال کے سامنے لکھ دیا جائے، اور جس سوال کا جواب نہیں دیا گیا ہے اسے دریافت کرلیا جائے۔

۲۔ درس کے دوران جو اہم چیزیں سامنے آئی ہیں انہیں نوٹ کرلیا جائے، مثلاً تعریفات، مصطلحات، بنیادی افکار، اہم نوٹس وغیرہ۔

استاد کی تقریر کے دوران نوٹ نہ کرے بلکہ بغور سن کر بعد میں نوٹ کرے خواہ اپنی عبارت میں یا استاد کی عبارت میں۔

درجہ میں گھنٹہ سے متعلق چند امور کی رعایت بہت ضروری ہے، اگرچہ طلبہ

انہیں بہت معمولی سمجھتے ہیں:

۱- طالب علم کا وقت مقررہ سے پہلے درسگاہ اور درجہ میں پہنچنا، تا کہ اپنی نشست گاہ پر باطمینان بیٹھ جائے اور تحصیل علم کی ضروری تیاری اور اسباب اختیار کرلے۔

۲- درجہ میں داخل ہوتے وقت اس جگہ کی عظمت کا احساس اور اللہ کے فضل اور اس کی نعمت کا استحضار ہو۔

۳- معلوم ہے کہ نعمت کا حق شکرگذاری ہے، اور شکرگذاری اس نعمت کا صحیح استعمال ہے کہ وہ جس مقصد کے لیے پیدا کی گئی ہے اسی میں استعمال ہو۔

۴- یہ احساس ہو کہ یہ جگہ دوسری جگہوں سے ادب واحترام، غایت ومقصد کے اعتبار سے مختلف ہے۔

اخیر میں ہم یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ گھنٹوں کے پابند ہوں، کوئی گھنٹہ چھوٹنے نہ پائے خواہ اسباب کوئی ہوں، اور کام کتنے ہی سارے ہوں، کیوں کہ آپ کے اسباق سلسلہ وار کڑیاں ہیں اور اگر ایک کڑی ٹوٹ گئی تو ساری کڑیاں بکھر کر ضائع ہوسکتی ہیں۔ درجہ کی حاضری اور تعلیم سے اہم کام کوئی نہیں ہوسکتا، لہٰذا اس کو تمام کاموں پر مقدم رکھنا چاہیے۔

۳- مذاکرہ اور تکرار

اعداد (تیاری) اصغاء (ہمہ تن گوشی) کے بعد تیسرا مرحلہ مذاکرہ اور تکرار کا آتا ہے، استاد کی تقریر توجہ اور دھیان سے سننے کے بعد سبق کا تکرار و مذاکرہ بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے علم میں پختگی آتی ہے، استعداد بنتی ہے، زبان کھلتی ہے، سنی ہوئی باتیں اچھی طرح محفوظ ہوجاتی ہیں، بغیر تکرار کے علوم قلوب میں راسخ نہیں ہوسکتے۔

علقمہ بن قیس کہتے ہیں:"احیاء العلم المذاکرۃ" (مذاکرہ علم کا احیاء ہے) نیز آپ نے فرمایا:"تذاکروا الحدیث فإن حیاتہ ذکرہ" (حدیث کا مذاکرہ کرتے رہو اس لیے کہ مذاکرہ ہی حدیث کا احیاء ہے)۔

خلیل بن احمد کا مقولہ ہے:"کتابوں سے زیادہ اپنے سینے کے علم کا مذاکرہ کیا کرو۔"

لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ وہ تکرار و مذاکرہ کا خوب اہتمام کرے، صرف سبق سننے پر اکتفا نہ کرے کیونکہ سبق کی بہ نسبت تکرار اور غور وخوض جتنا زیادہ ہوگا فہم و ادراک اتنا ہی بڑھے گا۔

تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ طالب علم کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ جب تک گزشتہ سبق کا تکرار نہ کرلے اور اس کو اچھی طرح یاد نہ کرلے ہرگز دوسرا سبق نہ پڑھے، سبق کا اعادہ طالب علم کے لیے بہت ہی نفع بخش ہے۔

گزشتہ اسباق کا تکرار بار بار کرتا رہے اور یہ عمل برابر جاری رکھے۔

ہر ایک کا اپنا ایک طریقۂ مذاکرہ ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس کے کچھ فوائد ہیں، لیکن پرانی یونیورسٹیوں اور جامعات کے مربیوں نے اپنے طلبہ کے لیے ایک مستحکم اسکیم بنائی ہے، اور چارٹ تیار کیا ہے، جسے انھوں نے اپنے تجربات سے نتائج دیکھ لینے کے بعد پیش کیا ہے، یہ خطہ (چارٹ یا نقشہ) پانچ اسٹیج پر مشتمل ہے:

۱۔ تصفح (ورق گردانی)

۲۔ سوال

۳۔ قرأت (پڑھنا)

۴۔ استظہار (زبانی یاد کرنا)

۵۔ مراجعت (دوبارہ دیکھنا)

ان پانچوں کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- ورق گردانی

اس سے مراد یہ ہے کہ جس موضوع پر مطالعہ کرنے جارہے ہیں، اس سے متعلق ایک واضح تصویر ذہن میں ہو، یہ مطالعہ شروع کرنے اور اس کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے ہوگا، یہ صفحات گردانی اسی طرح دقت نظر کے ساتھ ہوگی جس طرح انجینئر تعمیر سے پہلے زمین پر نگاہ ڈالتا ہے، تاکہ اس کے نشیب وفراز اور بیابان اور جنگلات کا علم ہوسکے۔

اس ورق گردانی کا کام پہلی نشست میں کلیات سے جزئیات، اور جزئیات سے جزئیات کا ہوگا۔

۲-سوالات

عام تعلیمی زندگی میں سوالات کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ انسان نے بہت سے علوم ومعارف سوالات کے جوابات سے حاصل کیے ہیں، ان سوالات کو کبھی اس نے اپنے اوپر، کبھی دوسروں پر اور کبھی زندگی پر پیش کیا، اور اس سے جانکاری حاصل کی۔

کیوں کہ کسی سوال کا جواب اس سے کہیں زیادہ یاد رہتا ہے جو پڑھ کر یا یاد کرکے حاصل کیا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سوالات پیش کرنے کا عمل سنجیدہ فکر پر آمادہ کرتا ہے، اور امور کو ذہن میں واضح اور فکر میں زندہ بنادیتا ہے۔

سوال میں اہم بات یہ ہے کہ وہ طالب علم کے لیے ایک مقصد متعین کردیتا ہے، اسی لیے کہا گیا ہے: "من کان لدیه سؤال کان عنده هدف" (جس کے پاس سوال ہے وہ بامقصد ہے)۔

مثلاً اس طرح کے سوالات کرے:
۱-فن مطالعہ کیا ہے؟ ۲-فن مطالعہ اور فن قرأت کے درمیان کیا تال میل ہے؟ ۳-کیا دراسۃ اور قراءۃ دو الگ الگ چیزیں ہیں؟ ۴-پھر فن مطالعہ اور مقالات کی تیاری میں کیا جوڑ ہے؟ ۵-یہ تمام فنون ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں یا آپس میں دخیل ہیں؟ وغیرہ۔

۳-قرأت

یہ تیسرا مرحلہ ہے، جب کہ اکثر بلکہ تمام تر طلبہ اس کو پہلا مرحلہ بلکہ آخری مرحلہ بنا دیتے ہیں۔

پڑھتے وقت یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہم پڑھ رہے ہیں: سمجھنے، بحث ومباحثہ کرنے، توجہ مرکوز کرنے، تلخیص کرنے اور تطبیق دینے کے لیے۔

مذاکرہ کے وقت یہ ادراک ضروری ہے کہ پڑھا ہوا مضمون تین عناصر سے تشکیل پاتا ہے: ۱-بنیادی افکار ۲-اہم توضیحات ۳-اور کچھ ثانوی درجہ کی چیزیں جن کا درجہ موضوع کے آخری طرح ہے۔

پڑھنے کے دوران کتاب کے متن پر لکیر کھینچ کر مدد لینا بھی ضروری ہے، پھر اس لکیر کو "کیف ما اتفق" کے طور پر کھینچ دینا درست نہیں ہے بلکہ جہاں ضرورت ہو وہیں کھینچے، ورنہ بعد میں دھوکہ ہو جائے گا۔

عبارتوں پر خط کشید کرنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب طالب علم دوبارہ پڑھے گا تو ان خط کشیدہ عبارتوں اور سطروں کو بنیادی افکار، اہم تفصیلات، اور فنی کلمات، اور علمی اصطلاحات سمجھے گا۔

لیکن لکیر کھینچنے کی کثرت بھی نہ ہو کہ آدمی لکیر کا فقیر ہو جائے، کیوں کہ اس طرح کرنے سے اس کی اہمیت مفقود ہو جائے گی، اور پوری کتاب کا ستیاناس بھی

ہو جائے گا۔

پڑھنے میں کہیں دشواری آئے تو پہلے خود خوب غور وفکر کر کے سمجھے، جب نہ حل ہو سکے تو ورق پلٹئے، ذرا ذرا سی دشواری پر صفحہ الٹ دینا اور آگے بڑھ جانا بھی صحیح نہیں ہے۔

۴۔استظہار

یہ تین مرحلے طے کر لینے کے بعد اب آپ چوتھے مرحلہ میں داخل ہو گئے، کتنی تکلیف دہ اور سوہان روح بات ہے کہ یہ سب کچھ کر لینے کے بعد آپ کے سامنے یہ انکشاف ہو کہ ہر پڑھا ہوا حصہ یاد نہیں ہے۔

آپ ناکامی سے دو چار نہ ہوں، اس کے لیے چوتھا قدم اٹھایئے استظہار کا، استظہار سے میری مراد یہ نہیں ہے کہ ہر پڑھی ہوئی چیز کو زبانی یاد کر لیں، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے بنیادی افکار، ضروری اور اہم تفصیلات سے واقف ہو جائیں، اور اپنے خاص اسلوب میں مافی الضمیر کی ادائیگی اور اس کی ترجمانی کر سکیں۔

ایسا اس وقت ہوگا جب آپ ہر فقرہ اور جملہ پر رکیں گے، ہر عنوان پر ٹھہریں گے، اور پڑھا ہوا حصہ اپنے ذہن میں مستحضر کریں گے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ خود اپنے آپ کو سنا دیں کہ کیا یاد کیا، کیا چھوڑ دیا اور کتنی غلطی کی اور کتنا صحیح کیا۔

۵۔مراجعت

چونکہ ہر فرد بشر پر نسیان کی آفت مسلط ہے اس لیے مراجعت کی ضرورت ہے، اور مراجعت ایسا کام ہے جس سے فراغ ممکن نہیں، لیکن مراجعت کب کریں؟

اس کا بہتر وقت وہ ہے جب کتاب کے ابواب میں سے کسی مکمل باب یا اس

کے مباحث پر کسی ہمہ گیر بحث کے مطالعہ سے فراغت ہو۔

مراجعت کیسے کریں؟

مراجعت مجموعہ ہے، سابقہ چار چیزوں (ورق گردانی، سوالات، قرأت، استظہار) کا۔

لیکن یہ اقدامات اس وقت پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں جب کوئی شخص مکمل بحث کو پڑھ لے، اسے یاد کرلے، اوراس کے بنیادی اور ثانوی افکار میں تمیز کرلے۔

اس پہلی مراجعت میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لگے گا، اور نہ زیادہ محنت لگے گی، کیوں کہ ابھی آپ نے تازہ تازہ مطالعہ کیا ہے، آفتِ نسیان اس پر طاری نہیں ہوئی ہے، اس مراجعت کی یہ شان ہونی چاہئے کہ وہ آپ کو اس مبحث کا نگراں بنادے، اور آپ کو اس کے مختلف اجزاء کو مربوط کرنے کی قدرت دے دے، جب کہ آپ کی واقفیت اس سے قبل جزوی طور سے ہوئی تھی تاکہ مطالعہ سے حاصل شدہ روح کی نمائندگی پر قابو حاصل ہوجائے۔

مفید اور بہتر ہے کہ اس مراجعت کے بعد امتحان والی مراجعت سے پہلے ایک مرتبہ اور مراجعت کرلیں، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معلومات ذہن میں زندہ اور تازہ رہیں گی۔

مطالعہ کے عوامل ومحرکات

بہترین اور ٹھوس معلومات جو دل میں راسخ ہوجاتی ہیں، وہ ہیں جو انسان اپنے ذاتی تجربات کی روشنی میں حاصل کرتا ہے، اس لیے اس پر ضروری اور اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے نظریاتی ثقافت کو اپنی روزمرہ کی زندگی اور ذاتی تجربات سے مربوط وہم آہنگ کرنے کی عادت ڈالے تاکہ ان معلومات کو ازخود

حاصل نے پر قادر ہو سکے، اور کتابی دنیا سے واقعاتی زندگی میں داخل ہو جائے۔

اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے کہ صالح مطالعہ کی ایک بنیادی شرط ہے جس کے سامنے مربیوں کی ساری نصیحتیں ہیچ ہیں اور ان کے مواعظ اس کے سامنے ماند ہیں، وہ بنیادی شرط ہے ''عوامل ومحرکات کا وجود'' وہ ہے تعلیم وتعلم اور کام کی تکمیل میں شوق ورغبت اور شدید دلچسپی اور عقلی امور کا اہتمام، اور مدرسہ کے کام کا شوق۔

جب یہ جاننا ہو کہ ہم کیسے پڑھیں؟ تو سب سے پہلے اپنے دل میں یہ شعور پیدا کریں کہ ہم اپنے اسباق پر قابو حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں، اور ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اغراض ومقاصد متعین نہ کیے جائیں اور مطالعاتی اعلیٰ نمونے سامنے نہ رکھے جائیں۔

مشاہدہ میں آتا ہے کہ بعض طلبہ ریاضیات سے بھاگتے ہیں، بعض تاریخ سے متنفر ہیں، بعض قواعد کو خشک سمجھ کر بدکتے ہیں، بعض طلبہ کے سامنے ایسی دشواریاں ہیں جن کو ان کی عقل سمیٹ نہیں سکتی وغیرہ وغیرہ۔

ان طلبہ پر جو بعض مضامین سے بیزار ہیں، ضروری ہے کہ اپنے اندر شوق کی چنگاری بھڑکائیں اور ان کے سیکھنے کا داعیہ پیدا کریں، اور اس کے لیے ان محرکات کو اختیار کریں اور وہ طریقے اپنائیں جو اس راہ میں مدد ومعاون ہوں، ان محرکات میں سرفہرست یہ ہیں:

پہلا محرک

جس موضوع کی آتش کو ہم اپنے اندر مشتعل کرنا چاہتے ہیں اس سے متعلق حتی الامکان معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ اور خاصی مقدار اکٹھی کرلیں، کیوں کہ جن چیزوں کے بارے میں آدمی کی معلومات زیادہ ہوتی ہیں، ان میں اسے لطف آتا ہے، اس وقت آپ کو معلوم ہوگا کہ عرب کس طرح بغیر قواعد کے درست اور صحیح بولتے تھے، اور

لحن کا رواج عربوں سے عجمیوں کے اختلاط سے ہوا ہے جس کی وجہ سے علم نحو کی ایجاد
کی ضرورت پڑی۔

دوسرا محرک

نئی معلومات کا پرانی معلومات سے ربط واتصال، اور گذشتہ اور موجودہ
واقعات کا باہم تعلق ہے۔

چنانچہ مردہ تاریخی واقعات قبروں سے زندہ ہوکر اس وقت سامنے آجاتے
ہیں جب انھیں موجودہ مسائل کے تناظر میں دیکھا جائے۔

کیمیا اور فزکس کے اسباق اس وقت دلچسپ اور پرلطف بن جائیں گے جب
انھیں اپنی روزمرہ کی زندگی سے مربوط کرلیں۔

تیسرا محرک

زیر مطالعہ کتاب یا زیر درس موضوع سے فعال، مثبت موقف اختیار کرنا، اور
یہ چیز جدید معارف ومعلومات کے استعمال اور ان کے متعلق سوالات ابھار کر ان کے
صحیح جوابات تلاش کرنے سے حاصل ہوگی۔

ان کوششوں کے باوجود پھر بھی بعض موضوعات سے دلچسپی پیدا نہیں ہو پاتی
ہے، اور نہ بعض طلبہ کے اندر ان کا شوق ہی پیدا ہو پاتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں کم از
کم اس موضوع کے متعلق اہم اور موٹی موٹی باتوں سے واقفیت پر اکتفا کیا جائے،
اور اپنی بھرپور کوشش کے باوجود یہ سمجھ لیا جائے کہ مشیت الٰہی یہی ہے، ہر ایک کو ہر فن
میں مہارت نہیں ہوسکتی ورنہ اختصاص کی اہمیت کم ہوجائے گی یا وہ بے معنی ہوکر رہ
جائے گا۔

❖-❖-❖

بعض قیمتی نصیحتیں

پہلی نصیحت

طالب علم اپنے اس واجب اور ذمہ داری کو پورا کرنے اور انجام دینے کا احساس رکھے جو اس پر ڈالی گئی ہے، خواہ مشکل اور دشوار دکھائی دے۔

اپنے لیے اس تعلق واتصال کو واضح کردے جو اس کی موجودہ ذمہ داری کی کامیابی کے درمیان اور اس کے بڑے اغراض ومقاصد کو پورا کرنے اور امید ومطامح بَرلانے کے درمیان ہے۔

یہ نصب العین بنائے کہ اس مضمون میں اس کی ناکامی اور اس میں کمزوری کی وجہ سے اس پر حاوی نہ ہوپانا، ہر چیز کے ضیاع تک پہنچا سکتی ہے۔

دوسری نصیحت

طالب علم اپنی ذمہ داری محدود کرے اور یہ طے کرے کہ کس کام کا کرنا اس کے لیے ضروری ہے، پھر کام شروع کردے، وہمی اور فرضی دشواریوں سے اپنی توجہ پھیر لے اور اپنے لیے صالح مطالعاتی فضا اور ماحول پیدا کرے۔

تیسری نصیحت

توجہ اور یکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرے، کیوں کہ ذہن کا منتشر ہونا یا ادھر ادھر بھٹکنا نتیجہ بخش درس کا پہلا دشمن ہے، ایک گھنٹہ توجہ ویکسوئی کے ساتھ مطالعہ کرلینا ان

دس گھنٹوں سے بہتر ہے جو طالب علم خواب یا نیم بیداری کے ساتھ کرتا ہے، یکسوئی کا سب سے خطرناک اور کٹر دشمن بعض ان مشکلات کا وجود ہے جن سے طلبہ دوچار ہوتے ہیں، اوران تفکرات اورالجھنوں کے گھنیرے بادل ہیں جوان کے حوصلوں اور دلوں پر سایہ فگن ہوجاتے ہیں، چنانچہ انھیں درس سے ہٹا کر تمام سرگرمیوں کا خون کردیتے ہیں۔

یہ الجھنیں کبھی ناکامی کے اندیشہ سے پیدا ہوتی ہیں، یا معاشرتی رسوائی کے احساس سے آتی ہیں، یا صحت مندی کے ہَوا وحِس نفس اور جذباتی رجحانات سے جنم لیتی ہیں۔

کامیاب طالب علم وہ ہے جوان تمام مشکلات کا سامنا جرأت ودلیری اور ہمت وجوانمردی سے کرے، اوران طلبہ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھے جنھیں اپنی رائے اور دانشمندی پر خوداعتمادی ہے، مسئلہ کا درست حل نکالنے کی انہیں صلاحیت ہے اور فہم و تفہیم کا سلیقہ ہے۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہوجائے

❖-❖-❖

آخری بات

اخیر میں فرزندان طلبہ کے کانوں میں تین سرگوشیاں ہوں:

۱- وہ اپنی امت کے ہراول دستہ اور لائق امانتدار قائدین اور رہنما ہیں، ان کے دوش ناتواں پر بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالا گیا ہے، اور ہر ایک کو اپنی قوم کے فرزندوں میں بڑی قیادت کا مقام ومرتبہ حاصل ہے۔

۲- ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے علم کی ایسی راہیں ہموار وآسان کردی ہیں، جتنا دوسروں کے لیے نہیں کیا، یہ ایسی بڑی نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے، اور اس کا شکر، یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ خیر خواہی کریں اس طور پر کہ اپنے آپ کو علم سے مالا مال اور آراستہ کریں، اور حق سے مسلّح ہوں، اور اپنی قوم کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں، خیر اور نیک راہوں اور صحیح خطوط پر قوم کی رہنمائی کریں۔

۳- ہر وقت ان کی نگاہ اپنی اپنی گھڑیوں پر ہو، وہ گھڑی کی چھوٹی (سکنڈ والی) سوئی پر نظر رکھیں اور غور کریں کہ وہ کس طرح اپنی تیز رفتاری میں سنجیدہ اور کوشاں ہے، اسے دیکھ کر یہ یاد کریں کہ اس کے ہر شوط (چکر) اور ہر پھیرے پر عمر کا ایک منٹ کم ہو رہا ہے، سچ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس: الصحة والفراغ" (بخاری وترمذی) (دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں: صحت اور فراغت)۔

صحت کی قدر اس وقت آتی ہے جب بیماری گھیر لیتی ہے اور دوسری نعمت کی

قدر ان لوگوں سے پوچھئے جو فراغت کی چند گھڑیوں کے منتظر اور فرصت کے لیے ترستے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''میری طبیعت پر یہ بات بڑی گراں گزرتی ہے جب میں کسی کو بالکل فارغ دیکھوں کہ وہ نہ دین کے کام میں مشغول ہوا نہ دنیا کے۔''

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"يا ابن آدم! إنما أنت أيام فإذا ذهب يوم ذهب بعضك."

(اے ابن آدم! تو ہی ایام کا مجموعہ ہے، جب ایک دن گزر جائے تو یوں سمجھ کہ تیرا ایک حصہ بھی گزر گیا)۔

....

استثمر وقتك البكور في:

☆ قراءة القرآن وحفظه. ☆ أذكار الصباح.

☆ المذاكرة والاستيعاب. ☆ إنجاز الأعمال الهامة.

(صبح کے اول وقت سے فائدہ اٹھاؤ اور اسے استعمال کرو):

☆ تلاوت قرآن اور اس کے حفظ میں۔

☆ صبح کے اذکار میں۔

☆ مذاکرہ اور آموختہ میں۔

☆ اہم کاموں کی انجام دہی میں۔

--- --- ---

آدابِ مطالعہ

سب سے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ اصل مطالعہ کی عمر چالیس سال تک ہوتی ہے، اس کے بعد مصروفیات ومشغولیات مطالعہ کا موقع نہیں دیتیں یا وقت کم مل پاتا ہے، جسمانی قوئ جواب دینے لگتے ہیں، بصارت کمزور ہوجاتی ہے اور طرح طرح کے عوارض لاحق ہونے لگتے ہیں۔

ہر چیز کے حصول کے لئے کچھ آداب واصول اور شرائط وضوابط ہوتے ہیں، مطالعہ جیسی مہتم بالشان چیز کے بھی کچھ آداب واصول ہیں، اگر ان کا خیال رکھا جائے گا تو مطالعہ مفید وکارآمد ہوگا، اور اگر اس پہلو سے غفلت برتی جائے گی تو نقصان ہوگا، چند آداب ذیل کی سطروں میں درج کئے جاتے ہیں:

۱- دورانِ مطالعہ مفید باتوں کو محفوظ کرلیا جائے

دورانِ مطالعہ قاری ایسی چیزوں کو جمع کرتا جائے جو اس کے لئے مفید ہوں اور اس کے دل ودماغ پر خوشگوار احساس چھوڑتی ہوں جیسے کوئی موثر قصہ، یا کوئی ایسی حکیمانہ بات جس کی اس کو تلاش تھی، یا کوئی تربیتی مواد، یا اچھا اقتباس وپیراگراف یا عمدہ جملے اور موثر وطاقتور عبارتیں وغیرہ، اس طرح آہستہ آہستہ اس کے پاس فائدہ مند عبارتوں کا ایک قیمتی خزانہ اور عمدہ ذخیرہ جمع ہوتا چلا جائے گا، پھر جب وہ اس کو جمع کرکے اس کی فہرست مرتب کرلے گا تو وہ بیش قیمت مواد اس کے پاس ایک رجسٹر میں محفوظ ہوگا، اب جب بھی اس پر نظر ڈالے گا انسیت محسوس کرے گا اور وہ باتیں یاد

رہیں گی، اس طرح وہ ان میٹھے پھلوں کو ہمیشہ چکھتا رہے گا اور ان سے فیض اٹھاتا رہے گا۔

بیشتر علماء کی تصنیفات ان ہی علمی معلومات وفوائد پر مشتمل ہیں، جو ان کو مطالعہ اور تحقیق کے دوران حاصل ہوئے، پھر انھوں نے ان کو جمع کیا، تحریر کیا یا ان سے متعلقہ جذبات وتاثرات کو محفوظ کر لیا، اور مرتب کر کے پیش کر دیا۔ (۱)

لوگوں کی عادت ہے کہ وہ انھیں چیزوں سے متعلق گفتگو کرتے ہیں جن کو اچھی طرح یاد کر لیتے ہیں، اور انہی چیزوں کو یاد کرتے ہیں جن کو اچھی طرح لکھ لیتے ہیں۔

فائدہ مند عبارتوں اور اہم معلومات کو اس طرح بھی محفوظ کیا جا سکتا ہے کہ صرف عنوان اور فائدہ کا خلاصہ اور صفحہ نمبر لکھ لیا جائے پھر اس کے بعد اس کی عام فہرست تیار کر لی جائے، یحییٰ بن معینؒ کا فرمان ہے کہ ''جو شخص حدیث طلب کر رہا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے محدث اور قلم سے ہرگز دوری نہ اختیار کرے اور جو بھی چیز اس نے سنی ہے اس میں سے کسی کو حقیر و معمولی نہ سمجھے بلکہ اس کو لکھ لے اور نوٹ کر لے۔''

ان کا راہِ علم میں محنت اور جد وجہد کا یہ عالم تھا کہ خود فرماتے ہیں:

''میں نے ایک اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث لکھیں اور ایک حدیث کو جب تک پچاس مرتبہ نہیں لکھتا، اطمینان نہیں ہوتا۔'' (۲)

علم کو نوٹ اور تحریر کے ذریعہ قابو میں کرنے کا فائدہ بتاتے ہوئے امام شافعیؒ

---

(۱) جیسے علامہ ابن قیمؒ کی ''بدائع الفوائد'' ابن الجوزی کی ''صید الخاطر'' ہے اور بعض علماء نے اپنے سفر حج وغیرہ کے دوران حاصل ہونے والے فوائد ونوادر بھی مدوّن کئے ہیں، جیسے مولانا علی میاں ندویؒ کی کتاب ''اپنے گھر سے بیت اللہ تک'' اور مولانا ناظم ندوی کی ''ہندوستان سے دیار حرم تک'' وغیرہ، عصر حاضر میں مفتی محمد تقی عثانی کی کتاب ''تراشے'' اور ان کے تلمیذ رشید مولانا ابن الحسن عباسی کی کتاب ''متاعِ وقت اور کاروانِ علم'' اور ''کتابوں کی درسگاہ میں''۔

(۲) سیر اعلام النبلاء، ج/۱، ص/۸۵، بحوالہ متاعِ وقت اور کاروانِ علم، ص/۱۵۵۔

نے طلبہ کو از راہِ نصیحت فرمایا ہے

الْعِلْمُ صَيْدٌ وَالْكِتَابَةُ قَيْدُهُ
قَيِّدْ صُيُودَكَ بِالْحِبَالِ الْوَاثِقَةِ
فَمِنَ الْحَمَاقَةِ أَنْ تَصِيدَ غَزَالَةً
وَتَتْرُكَهَا بَيْنَ الْخَلَائِقِ طَالِقَةً

(علم شکار ہے اور کتابت اس کو قابو میں کرنے اور باندھنے کا نام ہے،
تو اپنے شکار کو مضبوط رسیوں سے باندھے رکھ، یہ بڑی حماقت ہے کہ تو
کسی ہرنی کا شکار کرلے اور اسے لوگوں کے بیچ آزاد چھوڑ دے)۔

یعنی آدمی کو صرف اپنے حفظ پر اعتماد نہ کرنا چاہئے، علمی مسائل کو لکھ کر محفوظ کرنا چاہئے، ورنہ مرورِ زمانہ سے وہ ذہن سے نکل جائیں گے، اس لئے جس طرح شکاری اپنے شکار کو مضبوط رسی سے باندھ رکھتا ہے تم بھی علم کو محفوظ کرو۔(۱)

طالب علم کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ دور بین ہو اور لکھتا جائے کیوں کہ حافظے اکثر دھوکا دے جایا کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں آپ سے حدیث بیان کرنے والوں میں مجھ سے آگے کوئی نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کے، اور وجہ یہ بتائی کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے، اور میں نہیں لکھا کرتا تھا۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے جو مجموعۂ احادیث تیار کیا تھا اس صحیفہ کو "الصادقہ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

عربی کا مقولہ ہے:

"من حفظ فرّ ومن كتب قرّ."

---

(۱) دیوان الامام الشافعی مترجم ص/ ۱۹۸، و دیوان الامام الشافعی، ص/۸۴۔

(جو یاد کرتا ہے اس سے وہ چیز نکل جاتی ہے اور جو لکھ لیتا ہے تو تحریر اس کے پاس نقش ہوجاتی ہے)۔

طالب علم کے لئے یہ بات بھی مفید ہے کہ وہ بعض عبارتیں، قواعد اور اہم خلاصے ضرور یاد کرلیا کرے اور "بلغوا عني ولو آية" کی تعمیل میں ان کو دوسروں تک خدا کی رضا کے حصول کی غرض سے پہونچائے تاکہ دوسروں کو بھی فائدہ ہو اور جو کچھ اس نے یاد کیا ہے وہ اور زیادہ محفوظ ہوجائے، کیوں کہ حدیث میں آتا ہے "رُبّ مبلّغ أوعى من سامع" (بسا اوقات دوسرا شخص براہ راست سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے)۔

۲- مطالعہ میں تنوع پیدا کیا جائے

مطالعہ میں تنوع پیدا کیا جائے، وہ اس طرح کی جس کتاب کا مستقل مطالعہ کر رہے ہوں اس کو کسی اور کتاب سے بدل لیا جائے، یا موضوع تبدیل کرلیا جائے، حضرت ابن عباسؓ کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ جب اپنی مجلس میں اکتاہٹ محسوس کرتے تو فرماتے: "شاعروں کے دیوان لے آؤ" ان کے ذریعہ شگفتگی پیدا کرلیتے۔

امام محمد بن الحسنؒ راتوں میں بہت کم سویا کرتے تھے اور رات کا اکثر حصہ مطالعہ میں گزارتے اور اپنے پاس مختلف جلدیں رکھ لیا کرتے، چنانچہ جب ایک قسم کی کتابوں سے اکتاہٹ محسوس کرتے تو دوسری قسم کی کتابوں کا مطالعہ کرنے لگتے، اسی طرح اپنے نزدیک پانی بھی رکھ لیا کرتے جس سے نیند کو زائل کیا کرتے۔

جس طرح کام کاج سے آدمی کا بدن تھک جاتا ہے اور اسے آرام پہنچانے کی ضرورت پڑتی ہے، اسی طرح دل ودماغ بھی مسلسل پڑھنے لکھنے سے اکتا جاتے ہیں، اور ذہن تھک جاتا ہے، اسے بھی آرام پہنچانے کی ضرورت پڑتی ہے، بسا اوقات

افکار وخیالات کے ہجوم سے دور رکھ کر اور کبھی موضوع بدل کر عمدہ اشعار یا بہترین لطائف وظرائف کے ذریعہ یہ تکان دور ہوتی ہے، حضرت علی ؓ کا مقولہ ہے:

"روّحوا القلوب، واطلبوا لها طرف الحكمة، فإنها تملّ كما تملّ الأبدان."

(دلوں کو راحت بخشو اور ان کے لیے حکمت کے شہ پارے تلاش کرو، کیوں کہ دل اکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اُوب جاتے ہیں)۔

وقال أيضا: "إن هذه القلوب تملّ كما تملّ الأبدان فالتمسوا لها من الحكمة طرفاً."(۱)

یہ بھی فرمایا:

(یہ دل بدن کی طرح تھک جاتے ہیں، لہٰذا ان کے لیے حکمت پارے تلاش کرو)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے:

"روّحوا القلوب ساعة بعد ساعة فإن القلب إذا أكره عمي."

(لمحہ بہ لمحہ دلوں کو تسکین پہنچاؤ، اس لیے کہ دل پر جب جبر کیا جاتا ہے تو کند ہو جاتا ہے)۔

مقولہ ہے: **"أعطِ الكلام من المزاح بقدر ما يعطى الطعام من الملح."**

(جس طرح کھانے کو بقدر ضرورت نمک دیا جاتا ہے اسی طرح بات میں تفریح ومزاح کی مقدار بھی رکھو)(۲)

---

(۱) المهار المحقق والمطلبین، ص/۶-۷ (۲) الحلال والحرام فی الاسلام، ص/۲۶۶

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ محض تفریحی کتب ولٹریچر کا مطالعہ بھی نقصان دہ ہے، اس سے ذہن وفکر میں بلند پروازی کے بجائے سطحیت اور پستی پیدا ہوتی ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی تحریر فرماتے ہیں:

"محض تفریحی ادب کے مطالعہ سے ذہن میں سطحیت، علم اور فکر میں بے مغزی اور معلومات میں تہی مائیگی پیدا ہوتی ہے، اور ایسا آدمی کوئی وقیع اور موثر کام نہیں کرسکتا، تفریحی ادب کا وہی حصہ ہونا چاہئے جو نمکیات وفواکہ کا ہوتا ہے، اور بعض اوقات اس سے کہیں زیادہ فلسفیانہ اور فکر انگیز مباحث کا مطالعہ بھی ذہن میں تحریک پیدا کرتا ہے، اور اس کا کچھ نہ کچھ حصہ بھی شامل رہنا چاہئے۔"(۱)

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تفصیلی اور بہت زیادہ مسائل اور فقہی اختلاف والی کتابوں کے مطالعہ سے قلب میں شدت اور دماغ میں خشکی پیدا ہوتی ہے، اس لئے مناسب ہوگا کہ ان کے ساتھ کچھ دلچسپ اور ہلکی پھلکی کتابیں بھی پڑھ لی جائیں۔

۳۔ پڑھی ہوئی کتابوں کو دوبارہ پڑھا جائے

پڑھی ہوئی کتابوں کو دوبارہ پڑھا جائے تاکہ معلومات میں پختگی پیدا کی جاسکے، امام بخاریؒ سے جب ان کے غیر معمولی حافظہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا: "لا أعلم شيئاً أنفع للحفظ من نهمة الرجل ومداومة النظر."

"میں کسی بھی چیز کے حفظ اور یاد کرنے کے لئے آدمی کے شوق وحرص اور مداومت نظر سے زیادہ نفع بخش کسی بھی شی کو نہیں پاتا۔"(۲)

---

(۱) میری مطالعاتی زندگی، ص/۵۲، ۵۳۔

(۲) ہدی الساری مقدمہ فتح الباری، ص/۴۸۷، ۴۸۸۔

مطالعہ کے اعادہ سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے نئے نئے معانی سے استفادہ ہوتا ہے جن کو ہم اس سے قبل نہیں جانتے تھے، خاص طور پر قرآن کریم کے مطالعہ کے وقت۔ اس لئے کہ اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوتے، اور نہ ہی علماء کی طبیعتیں اس سے کبھی سیر ہوتی ہیں، چنانچہ قاری جب بھی غور وفکر اور تدبر کے ساتھ اس کا مطالعہ کرتا ہے اس کو نئے معانی ومطالب کی بصیرت حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح علمی کتابوں کے مطالعہ کا اعادہ گذشتہ یاد کی ہوئی چیزوں کو مزید پختگی عطا کرتا ہے، جس سے سوچنے اور غور کرنے کے لئے نئے دریچے کھلتے ہیں، بعض نے ایک تمثیل سے اسے یوں سمجھایا ہے:

> ”جب تم نئی کتاب کو پہلی مرتبہ پڑھتے ہو تو تم کو یہ احساس ہوتا ہے کہ میں نے ایک نیا دوست حاصل کیا ہے، اور جب تم اس کو دوبارہ پڑھتے ہو تو تم کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں پرانے دوست کا سامنا کر رہا ہوں اور اس کے روبرو ہوں۔“

امام شافعیؒ کے جلیل القدر شاگرد امام مزنیؒ نے اپنے استاد کی ایک کتاب کا پچاس مرتبہ مطالعہ کیا اور خود ہی ناقل ہیں کہ ہر مرتبہ کے مطالعہ میں مجھ کو نئے نئے فوائد حاصل ہوتے گئے۔

ارسطو کی ”کتاب النفس“ کا ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا، جس پر حکیم ابونصر فارابی کے قلم کی یہ عبارت تحریر تھی: "إني قرأت هذا الكتاب مائة مرة." (میں نے یہ کتاب سو بار پڑھی ہے)۔

مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی نے اس سلسلہ کا ایک حیرت انگیز واقعہ لکھا ہے کہ نامور سائنسداں عبدالسلام خورشید جو غیر مسلم ہے لیکن پاکستانی ہے اس کو کناڈا

سے ان کے کالج کے پرنسپل نے نوبل پرائز ونر کے بلایا، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے کہا کہ ”میں نے کیمسٹری کی ایک کتاب پڑھی وہ مجھے سمجھ میں نہیں آئی، میں نے پھر پڑھی، سمجھ میں نہ آئی، میں نے تیسری دفعہ پڑھی مجھے سمجھ میں نہ آئی، حتی کہ میں نے اس کتاب کو ۶۳ مرتبہ پڑھا، وہ کتاب مجھے تقریبا حفظ ہوگئی۔“ اس کی بات سن کر ہم حیران ہوئے کہ ایسا بھی کوئی بندہ ہوسکتا ہے کہ جسے ایک کتاب سمجھ میں نہ آئی تو وہ اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک تریسٹھ مرتبہ پڑھتا ہے، واقعی جس کے اندر اتنی محنت کا شوق ہو تو وہ مستحق ہے کہ اسے دنیا میں نوبل پرائز دیا جائے۔(۱)

۴۔ جب کسی چیز کے سمجھنے میں دشواری ہو تو......؟

جو چیزیں قاری کو کتاب سے بیزار کردیتی ہیں ان میں ایک اس کا ایسی عبارتوں سے گزرنا بھی ہے جن کو سمجھ نہیں سکتا، تو ایسے وقت کیا موقف اپنایا جائے؟ اہلِ علم کی سیرت کا مطالعہ بتاتا ہے کہ جب بھی ان کے لئے کوئی مسئلہ سمجھنا مشکل ہوجاتا یا کوئی دشوار معاملہ درپیش ہوتا تو وہ اللہ تبارک وتعالی کی طرف رجوع کرتے اور اس کے آگے گریہ وزاری کرتے ہوئے دعا کرتے کہ وہ ان کے لئے اس مشکل مسئلہ کو کھول دے اور اس کے سمجھنے کو آسان کردے۔

چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا معمول تھا کہ جب بھی کسی مسئلہ کے سمجھنے میں ان کو دشواری درپیش ہوتی تو خدا کے آگے یہ کہتے ہوئے التجا کرتے: ”یا معلم إبراهيم علمني ويا مفهم سليمان فهمني“ (اے ابراہیم علیہ السلام کے معلم! مجھے سکھادے اور اے سلیمانؑ کو سمجھانے والے مجھے سمجھادے)۔ اس لئے کہ اللہ تعالی نے خود فرمایا ہے ﴿ففهمناها سليمان﴾(۲) یعنی

(۱) ملاحظہ ہو: اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات ص/۳۱۹–۳۲۰

(۲) سورۂ انبیاء/۷۹۔

ہم نے علی سلیمان کو سمجھایا۔ یہ دعا اور مناجات کتاب کے کسی بھی مشکل کلمہ یا عبارت کے آسان ہو جانے یا کسی مسئلہ کی عقدہ کشائی کرنے یا کسی صحیح و درست سمت کی طرف رہنمائی کرنے کے ذرائع میں سے ایک مؤثر اور اہم ذریعہ ہے۔

اسی طرح علم میں زیادتی و اضافہ کے لئے بارگاہ عالم الغیب و الشهادة میں مستقل دعا بھی کرتا رہے، حضور اکرم ﷺ کو "ربِ زدنيْ علماً" کی دعا کرتے رہنے کا حکم دے کر امت کو اس کے مسلسل ورد کی تعلیم دی گئی ہے۔

اسی طرح "ربِ اشْرَحْ ليْ صدريْ ويسّرْليْ أمريْ واحللْ عقدة من لسانيْ يفقهوا قوليْ" اور "سبحانک لا علم لنا إلا ما علمتنا إنک أنت العزيز الحكيم" اور "ربِ يسّرْ ولا تُعسّرْ وتمّمْ بالخير" پڑھتے رہنا مفید ہے۔

۵- اہلِ علم سے رجوع

اگر کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہو، جس کے سمجھنے میں دشواری ہو رہی ہو تو اس کے لیے اہلِ علم سے رجوع کرنا چاہئے کیوں کہ فرمان نبویؐ ہے " ....

الاّ سألوا إذا لم يعلموا فإنما شفاء العِيِّ السوال ...... الخ" (جب کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کے بارے میں پوچھ لیا کرو، اس لئے کہ (کسی بھی چیز کے بارے میں جانکاری حاصل کرنے کے سلسلہ میں) عاجز ہونے اور تھک جانے کا علاج سوال ہے)۔(۱)

ایک خاص موقع پر ایک واقعہ پیش آجانے پر غلط مسئلہ بتادینے سے ایک صحابی کو نقصان پہونچ گیا تھا، اطلاع ہونے پر حضور ﷺ نے خفگی ظاہر کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ "انھوں نے پوچھا کیوں نہیں جب انھیں معلوم نہ تھا"۔

---

(۱) رواہ ابوداؤد، بحوالہ مشکوۃ ج/۱،ص/۵۵، عن جابرؓ۔

۶- ناقابل فہم مسائل کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیے

کبھی حکمت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ قاری جس چیز کو سمجھ نہ سکے اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائے اور اگلے حصے کا مطالعہ شروع کردے تاکہ نہ وقت ضائع ہو اور نہ بہت زیادہ غور وفکر (جس سے معانی سمجھ میں نہ آرہے ہوں) سے طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہو، کیوں کہ ممکن ہے وہ اس کے بعد اس کو سمجھ جائے یا اس کو دوسری جگہ پڑھ لے، یا اس کو کسی سے پوچھ کر سمجھنے کی فرصت حاصل ہو جائے جس سے مسئلہ حل ہو جائے، گتھی سلجھ جائے اور اس کے معنی اس پر کھل جائیں، اسی طرح ہمیشہ لکھنے ہی والے (مصنف) کو بری قرار دینا اور قاری کے فہم پر ہی الزام لگانا درست نہیں، اس لئے کہ کبھی کاتب (مصنف) اپنی فکر صحیح طریقہ سے پیش نہیں کر پاتا ہے اور مطلوبہ وضاحت کے درجہ تک اپنی بلاغت کی کمی اور تعبیر کے نقص کی بنا پر پہنچنے سے قاصر رہتا ہے، جس کی وجہ سے فہم کی راہ میں دشواری آتی ہے۔

۷- وسعتِ مطالعہ پر خصوصی توجہ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ طلبہ کو اپنے ایک خطاب میں تقریر وتحریر کا معیار بلند کرنے پر ابھارتے اور وسعتِ مطالعہ پر خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''آپ تقریروں کا معیار بلند کیجئے، تحریروں کا معیار بلند کیجئے، مطالعہ وسیع کیجئے اور اس کے لئے اساتذہ سے، خاص طور پر مربی الاصلاح سے اور ان اساتذہ سے جن سے آپ کا رابطہ ہے، ان سے مشورہ کیجئے، مطالعہ اتنا آسان نہیں ہے کہ جس کا جی چاہے بغیر کسی ترتیب کے پڑھنا شروع کردے، یہ دودھاری تلوار ہے اگر اس کا صحیح

استعمال نہ ہوا تو وہ نقصان بھی پہونچا سکتی ہے، یہ ایک پل صراط ہے اس پر بہت سبک روی اور بہت احتیاط کے ساتھ چلنے کی ضرورت ہے، اس کے لئے اپنے اساتذہ سے مشورہ کیجئے، وقت بہت کم، کام بہت زیادہ، پڑھنے کا سامان بھی روز بروز بڑھتا جارہا ہے، نہ ہر لکھی ہوئی اور چھپی ہوئی چیز پڑھنے کے قابل، نہ ہر رسالہ آپ کی میز پر آنے کے لائق۔"(۱)

چونکہ زمانہ بڑا برق رفتار واقع ہوا ہے، اس کا دامن سمٹتا اور پھیلتا رہتا ہے، زمانہ کی تبدیلیوں اور سرعت تغیرات سے اس کا معیار اور پیمانہ بدل گیا ہے، ماضی میں جو چیزیں کافی تھیں وہ اب بالکل ناکافی ہیں، پہلے استعداد ولیاقت کا جو معیار تھا وہ اب نہیں ہے، زمانہ قدیم میں بحث وتحقیق اور مطالعہ کا میدان محدود تھا، ذخائرِ علم سے استفادہ اتنا آسان نہ تھا جتنا آج ہے، لہٰذا بحث وتحقیق کی دنیا میں آج بڑی جگر سوزی اور پتہ ماری، زیادہ وسیع علم اور بہت محنت وکاوش کی ضرورت ہے۔"

حضرت مولانا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"تحقیق اور مطالعہ کا میدان بہت وسیع ہو چکا ہے، قدیم ذخیرے بلکہ قدیم دفینے جو پہلے علماء کے خواب وخیال میں بھی نہیں آتے تھے، اب عام ہو چکے ہیں، نشر واشاعت کے اداروں نے اور طباعت و اشاعت کی تحریک نے زمین کے جگر چاک کر دیئے ہیں، اور سمندروں کے اندر سے موتی نکالے ہیں، وہ چیزیں جن کا نام صرف

---

(۱) پاجا سراغ زندگی ص/۸۵۔

نام سنتے تھے، وہ آج بازاروں میں مل رہی ہیں، سوچنے کے طریقے اور مطمئن کرنے کی صلاحیت اتنی مختلف ہوگئی ہے کہ ان میں قدیم طرز کی بالکل تقلید نہیں کی جا سکتی۔"(۱)

ایک موقع پر طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"عزیزو! اس عہدِ انقلاب میں دین کی نمائندگی، تعلیماتِ اسلام کی ترجمانی اور نہ صرف ان کی تشریح و تفہیم بلکہ ان کی بلندی و برتری کا نقش قائم کرنے کے لئے بڑی وسیع تیاریوں اور متنوع صلاحیتوں کی ضرورت ہے۔"(۲)

۸- کتب خانہ - ایک اہم ضرورت

کتب خانہ کی ضرورت کے تعلق سے علامہ شبلی نعمانیؒ کی یہ تحریر کافی ہے:

"قومی و مذہبی ضروریات میں جس قدر قومی مدرسہ، ایک قومی کالج، ایک قومی یونیورسٹی کی ضرورت ہے، اسی قدر ایک کتب خانہ اعظم کی بھی ضرورت ہے، اگر مسلمانوں کے مذہب، مسلمانوں کے علوم، مسلمانوں کی قومی تاریخ کو زندہ رکھنا ہے تو ضرور ہے کہ ایک ایسا کتب خانہ بہم کیا جائے جس میں علوم مذہبی کے متعلق نادر اور بیش بہا تصانیف موجود ہوں جس میں مسلمانوں کے خاص ایجاد کردہ علوم و فنون کا کافی سرمایہ ہو جس میں ہر فن کے متعلق وہ تمام کتابیں موجود ہوں جو اس فن کے دور ترقی کے مدارج ہیں جس میں قدماء کے عہد کی یادگاریں ہوں اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ یہ کتب خانہ کسی کا ذاتی نہ ہو بلکہ وقف عام ہو تاکہ تمام ہندوستان کے مسلمان اور بالخصوص مصنفین اور اہل قلم اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔"

---

(۱) پاجا سراغ زندگی، ص/۷۹، ۸۰۔

(۲) ایضاً، ص/۱۱۲، ۱۱۳۔

۹- مطالعہ کی میز کیسی ہو؟

مطالعہ کی میز کیسی ہو؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا اپنے ایک خطاب میں فرماتے ہیں:

"یہ علم کا، تہذیب کا، خیالات کا اور مقاصد کا حرم ہے، اس حرم میں انھیں چیزوں کو آنا چاہیے اور ان چیزوں کو آنے کی اجازت دینی چاہیے جو آپ کے مقاصد سے مطابقت رکھتی ہوں، اور جو اس درسگاہ کے بانیوں کے مقاصد سے مطابقت رکھتی ہوں، جس طرح آپ یہاں کسی بدبودار چیز کو نہیں آنے دے سکتے، اسی طریقہ سے آپ کی میز پر کوئی ایسا رسالہ بھی نہیں آنا چاہیے جو اس سے زیادہ متعفن اور مضر ہے، اور یہاں کی فضا کو اس سے زیادہ متاثر کرسکتا ہے، یہ میز کسی پبلک لائبریری کی میز نہیں ہے، یہ ایک درسگاہ کی میز ہے، یہ ایک معمل ہے، ایک بہت بڑی کارگاہ ہے جہاں ان دماغوں کو ڈھلنا ہے جو امت کی رہبری کریں گے۔"(۱)

۱۰- دارالکتب کیسا ہو؟

حضرت مولانا سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے لائبریری کی الماریوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

"یہاں کی الماریوں میں کسی ایسی کتاب کو رہنے کا حق نہیں ہے جس کی بدبوان دیواروں کو توڑ کر باہر آتی ہو، جس کو ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد انسان کئی کئی ہفتے ذہنی انتشار میں مبتلا رہے، اور ان خیالات، مقاصد اور ان تعلیمات سے اس کو کوئی اتفاق باقی نہ رہے جو اس

(۱) پاجا سراغ زندگی، ص/۸۵۔

درسگاہ کے بنیادی مقاصد میں داخل ہیں، اس کے لئے آپ کے دل
اور ضمیر کا احتساب کافی ہے۔"(۱)

۱۱- مطالعہ میں نیت کیا ہو؟

مطالعہ خواہ کسی دینی کتاب ہی کا کیوں نہ ہو (درسی ہو یا غیر درسی)، دل بہلانے اور وقت گزاری کی نیت سے نہ ہو، بلکہ رضائے الٰہی، طلب آخرت، اپنے نفس اور تمام جاہلوں سے ازالۂ جہل، دین کا احیاء اور اسلام کا ابقاء، ذکر اللہ، قرب حق تعالیٰ اور حکم خداوندی اور ارشاد نبوی ﷺ کی تعمیل اور تبلیغ و تدریس اور حسن نیت وخلوص سے ہوتا کہ ثواب بن جائے اور عند اللہ مقبول ٹھہرے، اور مطالعہ کرنے والا اس پر خود اجر کا مستحق ہو، کیوں کہ حدیث میں آتا ہے: "إنما الأعمال بالنيات" کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔(۲)

اسی طرح علم ومطالعہ سے نعمت عقل اور صحت بدن پر شکر کی نیت بھی کرے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ کا مقولہ ہے:

> "میں نے دلائل عقلیہ ونقلیہ سے معلوم کیا ہے کہ ہمارا ایک مالک حقیقی ہے جو آسمان وزمین کا مالک ہے اور مالک کی اطاعت ضروری ہوتی ہے کہ اس کی مرضیات پر عمل کرے اور نامرضیات سے بچے، سو میں اس لئے پڑھتا ہوں کہ اس کی مرضیات ونامرضیات کی اطلاع حاصل ہو۔"(۳)

---

(۱) پاجا سراغ زندگی، ص/۸۵

(۲) مستفاد از" استاد وشاگرد کے حقوق، ص/۸۷، تعلیم المتعلم ص/۶۱

(۳) العلم والعلماء، ص/۱۳۶، یہ جملہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں زمانۂ طالب علمی میں انھوں نے بادشاہ کے اس سوال پر کہا تھا کہ علم کس لئے حاصل کرتے ہو؟ یہ جواب سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا، اور مدرسہ بند کر دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ (مؤلف)

کتب بینی میں حسن نیت کا اثر اور اس کا ثمرہ معلوم کرنے کے لیے یہ سبق آموز اور عبرت دلانے والا واقعہ پڑھیے:

کسی نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) سے سوال کیا، حضرت! دین کی جو کتابیں آپ نے پڑھی ہیں وہی آپ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی پڑھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے وہ کسی اور کو نہیں دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

حضرت نے بڑا عجیب جواب دیا، فرمایا: ہمارے ساتھیوں نے قرآن مجید کو اس کے علوم و معارف کو جاننے اور حقائق و لطائف سے واقف ہونے کی نیت سے پڑھا تھا، ان کو وہ چیز مل گئی مگر وہ نعمت نہ ملی جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی، سائل نے دریافت کیا، حضرت! یہ نعمت آپ کو کیسی ملی؟ فرمانے لگے کہ میں نے جب بھی قرآن کو پڑھا، ہمیشہ اس نیت سے پڑھا کہ اے اللہ! تیرا غلام حاضر ہے، تیرا حکم ماننا چاہتا ہے تاکہ اس سے اپنی عملی زندگی میں لے آئے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

یہی چیز صحابہ کرامؓ میں تھی، حضرت صدیق اکبرؓ نے ڈھائی سال میں سورۂ بقرہ مکمل کی، حالانکہ عربی زبان ان کی مادری زبان تھی، نحو و صرف کی ان کو کوئی ضرورت ہی نہ تھی، پھر اتنے سال کیسے لگے؟ معلوم ہوا کہ وہ حضرات ایک ایک آیت پڑھتے تھے اور ان پر عمل کرتے تھے، ادھر ان کی سورت مکمل ہوتی تھی اور ادھر ساتھ ساتھ ان کا عمل مکمل ہوتا تھا۔(۱)

❖-❖-❖

---

(۱) مستفاد از: اہل دل کے تڑپانے والے واقعات از مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی ص/۲۹۵-۲۹۶

مطالعہ کی اہمیت

طالب علم ملک وقوم کی بہترین امانت ہے، جس طرح اچھی آب وہوا سے ان کی صحت وتندرستی کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح معیاری، تعمیری کتابوں کا مطالعہ بھی کردار سازی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

ذہن وروح کے سکون کے لئے، نئی معلومات کے لئے، ملک وقوم اور پورے عالم کی معلومات کے لئے مطالعہ بہت ضروری ہے، اسی سے علم وفضل میں اضافہ ہوتا ہے، کتب بینی ایک اچھی عادت ہے جس سے فطری صلاحیتوں کونشوونما ملتی ہے، یہ فرحت کا سامان بھی ہے اور تسکین کا ذریعہ بھی اور بلندی کی راہ بھی ہے، اسی لئے مشہور انگریزی انشاء پرداز ''لارڈ بیکن'' نے کہا تھا کہ ''مطالعہ انسان کی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے۔''

لیکن جس طرح گندی آب وہوا، بیکار قسم کی اشیاء کی خوردنی، انسان کی صحت کو مضمحل کر دیتی ہیں، اسی طرح فحش لٹریچر، گندی کتابیں، سستی اور غیر معیاری تصانیف بھی اخلاق وعادات کو بگاڑ کر رکھ دیتی ہیں، اور پڑھا لکھا انسان بھی ایک چوپایہ سے گئے گزرے کام کرتا ہے، اس لئے بچوں کو شروع ہی سے ایسی معیاری کتابیں پڑھنی چاہئیں جن پر عمل پیرا ہو کر اخلاق وکردار میں سدھار اور شخصیت میں نکھار آئے۔

بہت سے مصنفین نے بچوں کے ادب وانشاء پر بہت کچھ لکھا ہے، جس کو نہ

صرف پڑھنا بلکہ اس پر عمل بھی کرنا چاہئے۔(۱)

''بصیرت واستدلال کو جلا دینے کا ایک اہم وسیلہ مطالعہ ہے.........انسان مطالعہ کرتا ہے تو اپنی جستجو کی تسکین بھی کرتا ہے، وہ بہتر سے بہتر کی تلاش کرتا ہے اور زندگی کے زیادہ روشن راستوں پر گامزن ہوتا ہے۔''(۲)

جس دن کوئی نئی بات معلوم نہ ہو وہ دن طالب علمانہ زندگی میں بیکار ہے، نئی نئی معلومات ذہن ودماغ کی گرہیں کھولتی اور روشنی عطا کرتی ہیں۔

علم کی ترقی اور مضبوط استعداد پیدا کرنے کے لیے مطالعہ وکتب بینی نہایت ضروری ہے، یہ ایک واقعی حقیقت ہے کہ جتنے بھی لوگ علمی میدان میں بام عروج پر پہنچے ہیں وہ مطالعہ کی راہ سے ہی پہنچے ہیں، اس کے بغیر نہ استعداد پیدا ہوسکتی ہے نہ علم میں کمال آسکتا ہے۔

لہٰذا طالب علم پر ضروری ہے کہ وہ مطالعہ وکتب بینی کو اپنے لیے لازم قرار دے، اپنی زندگی کا اہم معمول بنادے، اسی سے علوم تازہ رہتے ہیں، اسباق یاد رہتے ہیں، دن بہ دن ترقی ہوتی رہتی ہے۔

جن بچوں میں مطالعہ کی عادت نہیں ہوتی وہ ضدی ہوتے ہیں، بات بات پر لڑنا ان کا شیوہ ہوتا ہے اور بڑے ہوکر وہ کوئی ٹھوس، پختہ تعلیمی کام نہیں کرپاتے ہیں، اس لئے شروع ہی سے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے، یومیہ چند صفحات پڑھنے کا معمول ہو اور آہستہ آہستہ ان صفحات میں اضافہ ہوتا رہنا چاہئے۔(۳)

حضرت تھانویؒ نے مطالعہ کی اہمیت ایک حکیمانہ مثال سے اجاگر فرمائی ہے،

---

(۱) مثلاً عربی میں کامل گیلانی جو معلم الاطفال کہلاتے ہیں ان کا پورا سیٹ، اور اردو میں مائل خیرآبادی، مولوی محمد اسمٰعیل میرٹھی، اور محمد افضل حسین (ایم اے ایل ٹی) وغیرہ کا نام بجا طور پر لیا جاسکتا ہے۔(رحمت)

(۲) میر مطالعہ، ص/۱۳۲۔

(۳) گلدستۂ خطوط، اول، ص/۱۱۰-۱۱۱۔

فرماتے ہیں: مطالعہ کی مثال ایسی ہے جیسے کپڑا رنگنے کے لیے اس کو دھولیا جاتا ہے۔ پھر رنگ مٹکے میں ڈالا جاتا ہے، اگر پہلے دھویا نہ جائے تو کپڑے پر داغ پڑ جاتے ہیں، اسی طرح مطالعہ نہ کیا جائے تو مضمون اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔

"طالب علم کے لیے مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے جیسے کھیتی کے لیے پانی، کھیتی بغیر پانی کے نہیں اُگتی، اسی طرح مطالعہ کے بغیر علمی استعداد اور صلاحیت پیدا نہیں ہوسکتی، طالب علم کو چاہیے کہ گھنٹوں کے علاوہ دوپہر میں اور رات میں کتب بینی میں مشغول رہے، کوئی بھی اس کے بغیر ترقی نہیں کرسکتا۔"(۱)

مطالعہ کی شاہِ کلید- پاکیزہ ذوق

علم ومطالعہ کی کنجی اور شاہِ کلید پاکیزہ اور صاف ستھرا ذوق ہے۔

"آج ماہرین تعلیم کے سامنے یہ مسئلہ بڑا اہم ہے کہ نصاب تعلیم کے علاوہ طلباء کے لئے ایسی کیا چیز مہیا کی جائے جو زندگی اور منصب و مرتبہ کے تقاضوں کو پورا کرے اور جس ماحول میں ان تقاضوں کی تکمیل ہوتی ہو اس ماحول سے صحیح رابطہ پیدا کرسکے، یہ مسئلہ مغرب کے دانشوروں سے لے کر مشرق کے عالموں تک سب کے لئے ایک اہم اور مسئلہ بن گیا ہے۔"(۲)

اس مسئلہ کے حل اور اس کے علاج کی مختلف صورتیں اور شکلیں ہوسکتی ہیں۔

"ایک صورت تو یہ ہوسکتی ہے کہ طلباء کے لئے کتب خانے مہیا کئے

---

(۱) تحفۃ الطلباء والعلماء ص/۱۷۷

(۲) پاجا سراغ زندگی ص/۶۷-۶۸۔

جائیں اور پھر اساتذہ کتابوں کے مطالعہ میں طلباء کی رہنمائی کریں
تاکہ طالب علم زندگی کے کارواں سے بچھڑنے نہ پائیں اور جب وہ
کسی کتاب کا مکمل مطالعہ کرلیں اور اس پر حاوی ہو جائیں تو ان کو
زندگی سے اجنبیت محسوس نہ ہو۔" (۱)

مطالعہ کا ذوق کیسے پیدا ہو؟

"ذوق کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کے سامنے کوئی شعر پڑھا جائے تو
آپ اپنے ادبی ذوق سے یہ بتلا دیں کہ یہ فلاں کا شعر ہے، ایسا نہ ہو
کہ آپ کے سامنے انیؔس و دبیؔر کے اشعار پڑھے جا رہے ہوں اور
ان کو آپ غالبؔ و ذوقؔ کی طرف منسوب کر دیں، یا مومؔن کا شعر ہو
اور آپ اس کو کسی اور کا سمجھ رہے ہوں۔" (۲)

جہاں تک یہ سوال رہا کہ ذوق کیسے پیدا ہو؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ علم و فن کا ذوق مشاہیر اہلِ علم کی مجلسوں اور محفلوں میں شرکت کر کے اور ان سے ربط رکھ کر پیدا کیا جا سکتا ہے، اس کے بعد انسان بہت تھوڑے مواد سے کام لے سکتا ہے، لیکن ایسا ملکہ جب ہی پیدا ہوگا جب کہ مختلف مجالس اور محافل میں شرکت کی جائے، اعتماد، اعتقاد اور اتحاد کے ساتھ۔

"افسوس کہ آج تمام مدارس میں ایک خلا ہے اور طلبہ و اساتذہ میں
ربط نہیں ہے بلکہ ان کے درمیان ایک خلیج حائل ہے، خوب سمجھ لیجئے
کہ ان ہی اساتذہ کی محفلوں میں شرکت کر کے آپ صحیح ذوق و شوق
پیدا کر سکتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ اعتماد اور ایک حد تک اعتقاد

(۱) ماہنامہ الحق زندگی، ص/۶۸۔
(۲) ایضاً، ص/۶۹۔

اور اتحاد کے ساتھ بیٹھیں۔

یاد رکھئے! کہ مخلص و غیر مخلص، اچھے برے بلکہ انسان اور غیر انسان کا فرق سمجھنے کے لئے کہیں بھی اصول وضوابط منضبط نہیں ہوتے بلکہ یہ بات صرف ذوق ہی سے معلوم ہوتی ہے۔"(۱)

طالب علم اگر ایک ماہ ڈھنگ سے محنت کرلے تو انشاء اللہ مطالعہ کا ذوق پیدا ہو جائے گا اور آئندہ محنت بھی کم کرنی پڑے گی۔

....

وقت:

☆ "الوقت أغلى ما يملك الإنسان"

(وقت سب سے بیش بہا دولت ہے جو انسان کے پاس ہے)

☆ "الوقت مصدر السعادة أو الشقاء"

(وقت خوش بختی یا بد بختی کا سرچشمہ ہے)

☆ "الوقت ينقضي و لا ينتظر"

(وقت گزر جاتا ہے اور انتظار نہیں کرتا)

☆ "الوقت يمضي سريعا و لا يعود"

(وقت برق رفتاری سے گزر جاتا ہے اور واپس نہیں آتا) ع

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

❖-❖-❖

(۱) پاجا سراغ زندگی، ص/۷۱، ۷۲۔

علم کی خاطر مشقتیں برداشت کرنا

علم کی گراں مایہ دولت حاصل کرنے کے لیے ہر طرح کی تکالیف اور مشقتوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے رہنا چاہیے، اور تحصیل علم میں برابر لگے رہنا چاہیے کہ دنیا کی ادنیٰ شی بھی بدون محنت و مشقت کے حاصل نہیں ہوتی۔

عربی کا شاعر کہتا ہے:

تمنّیتَ أن تصبح فقیهاً مناظراً
بغیر عناء والجنونُ فنونٌ
ولیس اکتساب المال دون مشقة
تحمّلها، فالعلمُ کیف یکون

(تمہاری خواہش ہے کہ بغیر تکلیف اور مشقت اٹھائے ہوئے بڑے فقیہ اور عالم بن جاؤ، یہ پاگل پن اور جنون ہے کیونکہ جب مال و دولت کا حصول مشقت برداشت کیے بغیر نہیں ہوسکتا تو پھر علم جو اس سے بدرجہا بلند و بالا ہے اس کا حصول مشقت کے بغیر کیسے ہوسکتا ہے؟)

اصحاب صفہ نے اس راہ میں بڑی مشقتیں جھیلی ہیں اور بڑی تلخیاں برداشت کی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد ان کے پاس آتے تو تسلی دیتے ہوئے فرماتے:

"لو تعلمون ما لکم عند الله تعالیٰ لأحببتم أن تزدادوا فاقةً و حاجةً."

(اگر تم جان جاؤ کہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے کیا اجر وثواب ہے تو خواہش کرو گے کہ فقر وفاقہ میں اور زیادہ مبتلا رہو)۔

حضرت امام شافعیؒ نے تحصیل علم میں چھ اہم امور کو ضروری قرار دیتے ہوئے انھیں اپنے اشعار میں یوں بیان فرمایا ہے: ؎

أخي! لن تنال العلم إلا بستة
سأنبيك عن تفصيلها ببيان
ذكاءٌ وحرصٌ واجتهادٌ وبُلْغَةٌ
وصحبةُ أستاذٍ وطولُ زمانٍ

(اے بھائی! تو علم حاصل نہیں کرسکتا مگر چھ چیزوں کے ذریعہ، میں تجھے وہ تفصیلاً بتانا چاہتا ہوں: ذکاوت، علم کی حرص، محنت، اور گزارے کا سامان، استاد کی صحبت، اور زمانہ دراز تک حصول علم)۔

بلاشبہ امام موصوف کی یہ نصیحت بڑی قیمتی ہے اور چشم کشا حقائق پر مبنی بھی کاش! ہم اسے حرز جاں بنالیں۔

مؤرخ یوں جگہ دیتا نہیں تاریخِ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

❖-❖-❖

ذوقِ علم اور شوق مطالعہ

اسلاف کے چند واقعات

☆ امام مسلمؒ کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ رات میں کھانے سے فارغ ہو کر باہر ٹہل رہے تھے کہ کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا اتفاق سے امام صاحب کو معلوم نہ تھا، گھر آکر کتابوں کی ورق گردانی اور مسئلہ کی تحقیق میں مصروف ہو گئے، اسی اثناء میں باندی نے کھجور کا ایک ٹوکرا لاکر رکھ دیا، آپ کھاتے جاتے اور مسئلہ تلاش کرتے جاتے، انہماک کی وجہ سے پتہ نہ چل سکا کہ کتنی کھجور کھا گئے، صبح ہوتے ہوتے بحث و تحقیق میں استغراق، علم کی تلاش و جستجو میں یکسوئی اور مطالعہ کے ذوق میں مشغول رہ کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ بڑے نامور اور مشہور محدث ہیں، ان کے پاس علم حدیث کے شیدائیوں اور شمع علم نبوت کے پروانوں کا اتنا ازدحام ہوتا کہ ایک دفعہ ان کی تعداد گنی گئی تو چالیس ہزار نکلی، اس دور میں لاؤڈ اسپیکر تو تھا نہیں، جب وہ حدیث سناتے تو نماز میں مکبر کی طرح بعض لوگ ان کے الفاظ کو اونچی جگہ سے بلند آواز کے ساتھ دہرا دیتے تا کہ پورے مجمع تک آواز پہنچ جائے، صرف مکبر حضرات کی تعداد بارہ سو ہوا کرتی تھی، آخر اتنے بڑے مجمع کے اندر بیٹھ کر علم حدیث پڑھانے اور بیان کرنے کا مرتبہ انھیں کیوں کر ملا؟ کیا بغیر مطالعہ اور محنت کے؟

☆ حضرت امام محمدؒ کے شوق علم کا حال اور ذوق مطالعہ کی داستان ان کے عزیز

شاگرد حضرت امام شافعیؒ سے سنئے، فرماتے ہیں:

مجھے امام محمدؒ کے پاس ایک رات گزارنے کا موقع ملا، انھوں نے عشاء کے بعد چراغ کے سامنے کتاب کھولی اور اس میں سے کچھ پڑھا، پھر چراغ بجھا دیا اور لیٹ گئے، تھوڑی دیر بعد اٹھے، چراغ جلایا، پھر کتاب دیکھی اور پھر لیٹ گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد اٹھے، چراغ جلایا، کتاب دیکھی، پھر لیٹ گئے، فرماتے ہیں: میں ساری رات جاگا اور گنا، انھوں نے سترہ مرتبہ اٹھ کر چراغ جلایا، سترہ مرتبہ کا کیا مطلب؟ اگر آٹھ گھنٹے کی رات ہو تو ہر آدھ گھنٹہ بعد چراغ جلایا، اب سوچئے کہ وہ سوئے کہاں؟ دراصل وہ چراغ بجھاتے اس لیے تھے کہ فالتو تیل نہ جلے اور اسراف نہ ہو جائے، پھر وہ جب لیٹتے تھے تو نیند نہیں ہوتی تھی بلکہ وہ غور وخوض اور تفکر وتدبر کیا کرتے تھے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب صبح اٹھے تو میں نے عرض کیا، حضرت! آپ رات کو سترہ مرتبہ اٹھے تھے، آپ کتنا سوئے ہوں گے؟ امام محمدؒ نے جواب دیا، میں رات سویا نہیں، بلکہ میں نے ایک ہزار مسائل کے جواب تلاش کر لیے، اللہ اکبر!

☆ حصول علم کی برق رفتاری جو ہمارے سلف صالحین کی زندگیوں میں تھی آج عوام الناس ان واقعات کو سن کر حیران رہ جاتے ہیں اور علماء بھی ان کو مبالغہ سمجھتے ہیں جبکہ وہ حقیقت ہیں، آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام شافعیؒ تیرہ سال کی عمر میں امام شافعی بن چکے تھے، اور مسند درس وافتاء کی زینت بن چکے تھے، یہ ان کی محنت اور ان کا شوق علم تھا کہ اتنی کم عمری میں انھوں نے علم کے بڑے بڑے ہفت اقلیم سر اور سمندر عبور کر لیے تھے۔

☆ حضرت امام ابو یوسفؒ سے کون ناواقف ہے، فقہ حنفی کے اہم ستون اور حضرت امام اعظم کے جلیل القدر شاگرد اور خلیفہ ہارون رشید کے عہد کے چیف جسٹس

ہیں، ''کتاب الخراج'' جیسی اہم شاہکار تصنیف کے مؤلف ہیں، جب ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی، ہوش آیا تو اس وقت انھوں نے ایک شاگرد قاضی ابراہیم بن جراح جوان کی عیادت کے لیے گئے تھے، ان سے مسئلہ پوچھا کہ ''رمی جمار'' راکبا (سوار ہوکر) افضل ہے یا ماشیا (پیدل) افضل ہے، اس نے کہا کہ راکبا، فرمایا: لا (نہیں) اس نے کہا، ماشیاً، فرمایا: نہیں، پھر بتایا کہ جس رمی کے بعد کوئی رمی نہ ہو اس کو سوار ہوکر کرنا افضل ہے اور جس رمی کے بعد کوئی اور رمی ہو اس کو ماشیا کرنا افضل ہے۔ (۱)

☆ حافظ ابن طاہر مقدسی نے جتنے سفر طلب حدیث میں کیے ان میں کبھی انھوں نے سواری کا سہارا نہیں لیا، سواری اور بار برداری دونوں کا کام وہ اپنے نفس ہی سے لیتے تھے، سفر پیادہ پا کرتے اور کتابوں کا پشتارہ پشت پر ہوتا، مشقت پیادہ روی کبھی کبھی یہ رنگ لاتی تھی کہ پیشاب میں خون آنے لگتا تھا

ضعف ہو لاکھ مگر دشت نوردی نہ چھٹے
حشر تک چاہیے مجنوں کی طرح نام چلے

☆ فتح بن خاقان کو خلیفہ متوکل کا وزیر خاص ہونے کے باوجود کتابوں سے اتنا عشق تھا کہ مطالعہ کے لیے کوئی نہ کوئی کتاب ہمیشہ ان کے پاس رہتی، موقع ملتے ہی فوراً مطالعہ میں مصروف ہو جاتے حتی کہ راستہ چلتے ہوئے بھی مطالعہ کرتے تاکہ آمد و رفت کا یہ وقت ضائع نہ ہو۔

☆ علامہ ابن الجوزیؒ نے اپنے بارے میں خود لکھا ہے کہ میری طبیعت کتابوں کے مطالعہ سے کسی طرح سیر نہیں ہوتی، جب کوئی نئی کتاب نظر پڑ جاتی تو ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا، زمانہ طالب علمی میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا تھا، ہر روز چار جزء لکھنا ان کی زندگی بھر کا معمول تھا، وہ خود فرماتے ہیں ''میں نے خود اپنی

---

(۱) مستفاد از: اہل دل کے تڑپانے والے واقعات از مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی

انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھیں ہیں۔"

☆ شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب دارالعلوم دیوبند کے مقبول ترین اساتذہ میں سے تھے، کثرت مطالعہ، کتب بینی، درس وتدریس کی شبانہ روز مشغولیت میں منفرد تھے، ان کی کثرت کتب بینی کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک ہفتہ مسلسل وہ قطعاً نہ سوتے تھے اور شب وروز کتاب کے سوا کوئی اور چیز ان کے ہاتھوں میں آنکھ کے سامنے نظر نہ آتی تھی۔

☆ حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ کا مطالعہ اور علمی انہماک بڑا مشہور تھا، طالب علمی میں قلب کے دورے کی شکایت ہوگئی، اکثر بے ہوش ہوجاتے، جوں ہی ہوش آتا مطالعہ میں مشغول ہوجاتے، وہ علم کے لیے پیدا کیے گئے تھے اور علم ان کی پوری زندگی کا اوڑھنا بچھونا رہا، فرماتے تھے: "ہر وقت دماغ کسی علمی مسئلہ میں مشغول رہتا ہے، گھر سے دارالحدیث تک آتا ہوں تو کئی احادیث کی تشریح اس دوران کرلیتا ہوں۔"(۱)

☆ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا علیہ الرحمہ نے رات کا کھانا نیند کے غلبہ اور مطالعہ میں حرج کے خوف سے ترک کردیا تھا، مطالعہ کا ایسا چسکہ پڑگیا تھا کہ عشاء کے بعد بیٹھتے تو رات تین چار بجے تک ترمذی اور بخاری کا مطالعہ دیکھا کرتے۔

☆ نامور اور مشہور ادیب جاحظ جبکہ زندگی کے آخری ایام میں جسم کا آدھا دھڑ مفلوج ہوگیا تھا اس حال میں بھی مطالعہ کا محبوب مشغلہ جاری رہا، کتابوں کے جمگھٹے میں پڑے مطالعہ کرتے رہتے کہ ایک دن آس پاس رکھی کتابیں ان پر آگریں، مفلوج و بیمار جسم اٹھنے کی تاب نہ لاسکا، بالآخر اپنی محبوب کتابوں میں دب کر جان دے دی اور اس طرح ۔

مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

---

(۱) ملاحظہ ہو متاع وقت اور کاروان علم

کے مصداق ہوگئے۔

☆ محمد بن سحنون پایہ کے محدث اور فقہ مالکی کے جلیل القدر عالم ہیں ان کے علمی انہماک کا واقعہ بڑا عجیب ہے، عشاء کے وقت ان کی باندی کھانا لے کر حاضر ہوئی، یہ تالیف میں مشغول تھے، باندی کافی دیر انتظار سے جب اکتا گئی تو از خود لقمے بنا کر انھیں کھلانے لگی، پوری رات مشغولیت رہی جب صبح کی اذان ہوئی تب کھانے کا خیال آیا، باندی سے کھانا طلب کیا، وہ کہنے لگی، حضور! کھانا تو میں نے آپ کو کھلا دیا تھا، کہنے لگے، مجھے تو اس کا احساس تک نہیں ہوا۔(۱)

☆ ایک بڑے محدث عبید بن یعیش گزرے ہیں جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے اساتذہ میں ہیں، ان سے حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے کہ تیس سال تک رات میں اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھایا بلکہ خود حدیث لکھنے میں مصروف رہتے اور بہن منھ میں لقمہ دیتی جاتیں۔

☆ احمد بن یحییٰ شیبانیؒ عربی لغت، ادب، گرامر اور قرأت وغیرہ کے بڑے نامی گرامی عالم تھے اور ثعلب کے نام سے مشہور تھے، ان کا حال یہ تھا کہ اگر دعوت دی جاتی تو داعی سے فرماتے کہ کھانے کے وقت ان کے لیے چمڑے کے تکیہ کی مقدار جگہ خالی رکھی جائے، جس میں وہ کتاب رکھ کر مطالعہ کریں۔

امام ثعلب کا معمول تھا کہ راستہ چلتے ہاتھ میں کتاب رہتی اور مطالعہ کرتے جاتے چنانچہ اسی طرح چل رہے تھے کہ گھوڑے نے ٹکر دی، گڈھے میں گر پڑے اور ایسی چوٹ آئی کہ دوسرے ہی دن وفات ہوگئی۔

☆ حافظ منذریؒ ساتویں صدی کے جلیل القدر محدثین میں سے ہیں، ان کے شاگرد ابراہیم بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ میں قاہرہ میں شیخ کے پڑوس میں بارہ سال تک رہا،

---

(۱) ملاحظہ ہو متاع وقت اور کاروان علم

ہمارا گھر ان کے گھر کی اوپر والی منزل میں تھا، میں نے رات کو جس کسی حصہ میں بھی اٹھ کر دیکھا تو چراغ کی روشنی میں ان کو مطالعہ میں مشغول پایا۔

☆ امام نوویؒ صحیح مسلم کے عظیم شارح اور ساتویں صدی کے جلیل القدر محدث ہیں، تعلیم کے زمانہ میں محنت اور جدوجہد کا یہ عالم تھا کہ دو سال تک پہلو کے بل زمین پر نہیں سوئے، بیٹھے بیٹھے ہی کچھ آرام کر لیتے اور پھر مطالعہ میں مشغول ہو جاتے تھے، آتے جاتے بھی وقت بچاتے اور راہ چلتے مطالعہ کرتے تھے، دن رات میں صرف ایک بار کھانا کھاتے تھے، پھل فروٹ نہیں کھاتے تھے اس اندیشہ سے کہ اس سے جسم میں رطوبت پیدا ہو جائے گی اور پھر نیند کا غلبہ علم اور مطالعہ میں مخل ہوگا، علمی مصروفیات کی وجہ سے شادی بھی نہ کی اور پوری عمر لکھنے پڑھنے میں گزار دی۔ (۱)

☆ حضرت مولانا الحاج شاہ محمد اسعد اللہ صاحب ناظم اعلیٰ مظاہر علوم نے فرمایا کہ فراغت کے بعد بھی میرے مطالعہ کا اوسط ایک ہزار صفحات یومیہ ہوتا تھا۔

☆ حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر چالیس سال اس حال میں گزرے ہیں کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینے پر رہتی تھی۔

☆ شیخ ابن سینا کے حالات میں لکھا ہے کہ جب کوئی کتاب ہاتھ میں آتی تھی تو بغیر اس کو پورا کیے نہیں رکھتے تھے اور یہی نہیں کہ پڑھ کر رکھ دی بلکہ اس کو پورے طور پر سمجھ کر اور اس کا تمام مطلب و ماحصل گنجینۂ دماغ میں بھر کر چھوڑتے تھے، راتیں جاگ کر کتب بینی میں بسر کرتے اور جب نیند کا غلبہ ہوتا تو پانی پیتے اور تازہ دم ہو کر پھر کتاب دیکھنے لگتے۔

☆ امام جاحظ لیثی کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ کتب بینی کے بڑے شوقین تھے،

---

(۱) ملاحظہ ہو متاعِ وقت اور کاروانِ علم

جو کتاب ہاتھ میں آتی اسے ختم کرنے سے قبل ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے، کاتبوں اور کاغذ فروشوں کی دکانیں کرایہ پر لیتے اور ان میں بیٹھ کر مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔

☆ امام محمدؒ کے مطالعہ کا یہ حال تھا کہ پوری پوری رات علمی کتابوں کے پیچھے گزارتے تھے، بہت تھوڑی دیر آرام کر کے فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتے اور مطالعہ میں مشغول ہوجاتے، آپ کی والدہ نے ایک مرتبہ کہا کہ اپنے نفس پر ظلم و زیادتی کیوں کرتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ امی جان! لوگوں نے اپنے علم کے لیے مجھ پر اعتماد کیا ہے اور وہ سو گئے ہیں اور یہ سمجھ لیا ہے کہ جب کسی مسئلہ کی ضرورت ہوگی تو مجھ سے پوچھ لیں گے اس لیے میں رات کو سو نہیں سکتا۔

امام موصوف پوری رات کبھی اس کتاب کو کبھی اس کتاب کو دیکھنے میں گزار دیتے۔

☆ حضرت گنگوہیؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ اس قدر محنتی تھے کہ شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں شاید سات آٹھ گھنٹے بہ مشکل سونے، کھانے اور دیگر ضروریات میں خرچ ہوتے تھے اس کے علاوہ سارا وقت ایسی حالت میں گزرتا تھا کہ کتاب نظر کے سامنے ہے اور خیال مضمون کی تہہ میں ڈوبا ہوا ہے، مطالعہ میں آپ اس درجہ محو ہوتے تھے کہ پاس رکھا ہوا کھانا کوئی اٹھا کر لے جاتا تو خبر نہ ہوتی، بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ کتاب دیکھتے دیکھتے آپ سو گئے اور صبح کو معلوم ہوا کہ رات کا کھانا نہیں کھایا تھا۔

☆ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کو جب مطالعہ کرتے کرتے آدھی رات سے زیادہ گزر جاتی تو والد صاحب از راہ شفقت فرماتے: بابا! کیا کر رہے ہو؟ فرماتے ہیں: میں جلدی سے لیٹ کر کہتا کہ سویا ہوا ہوں، کیا ارشاد ہے؟ اس کے تھوڑی دیر بعد اٹھ جاتا اور پھر مطالعہ میں لگ جاتا، شیخ نے یہ بھی فرمایا کہ چراغ بعض

مرتبہ میری دستار اور بال میں لگ جاتا اور مجھے پتہ بھی نہ چلتا۔(۱)

☆ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کا علم و مطالعہ مشغلہ نہیں غذا بن گیا تھا، یہ آتش لگی تو پھر بجھائے نہ بجھی، شیخ سراج الدین فرماتے ہیں:

"وکان العلم قد اختلط بلحمه و دمه وسائره فانه لم یکن مستعارا بل کان له دثارا."

(علم ابن تیمیہ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا اور گوشت و پوست بن گیا تھا، علم ان کے لیے کوئی عارضی اور مانگنے کی چیز نہیں تھی بلکہ ان کا اوڑھنا بچھونا تھا)

ایک مرتبہ بیمار ہوئے، طبیب نے مطالعہ سے منع کر دیا، فرمانے لگے: "میرا جی علم و مطالعہ ہی سے مسرت و راحت محسوس کرتا ہے" طبیب نے کہا تو پھر یہ مرض ہمارے دائرۂ علاج سے باہر ہے۔(۲)

☆ ابن الاعرابی نے محض اپنی یادداشت سے اتنا کثیر علم لکھا کہ کئی اونٹوں کے بوجھ کے برابر ہے، ان کے ذوق کتب بینی کا یہ حال تھا کہ کتابوں کا انبار سامنے لگا ہے، جس کتاب کو دیکھتے بس وہ کتاب اٹھا لیتے، ان کے یہ اشعار حرز جان بنانے اور آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں ؎

لنا جلساء ما نمل حدیثهم
ألباء مامونون غیبا و مشهدا
یفیدوننا من علمهم علم ما مضی
عقلا و تادیبا و رایا مسددا

(ہمارے ہم نشین ایسے ہیں کہ ان کی گفتگو ہمیں اکتاتی نہیں، یہ لوگ دانشمند

---

(۱) یہ تمام واقعات حذف و اختصار کے ساتھ "اسلاف کی طالب علمانہ زندگی" سے ماخوذ ہیں۔
(۲) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "متاع وقت اور کاروان علم" ص/۲۰۱

اور ہر حال میں بے ضرر ہیں، یہ ہم نشین ہمارے دامن کو علم وادب اور عقل کی دولتوں سے بھرتے رہتے ہیں)۔

☆ امام زہریؒ کا مطالعہ کے وقت یہ عالم ہوتا تھا کہ ادھر ادھر کتابیں ہوتی تھیں اور وہ مطالعہ میں ایسے مصروف ہوتے تھے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہتی، بیوی کو کب گوارہ ہوسکتا تھا کہ اس کے سوا کسی اور کی دل میں اس قدر گنجائش ہو، ایک روز بگڑ کر کہا "والله لهذه الكتب أشد عليّ من ثلاث ضرائر" (اللہ کی قسم! یہ کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں)۔

☆ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ نے دارالعلوم دیوبند کے ناظم کتب خانہ کو باصرار اس پر آمادہ کرلیا تھا کہ دوپہر کو کھانے اور آرام کے وقفہ میں جب وہ گھر جانے لگیں تو مجھے کتب خانہ کے اندر چھوڑ کر باہر سے تالا لگا جائیں، فرماتے ہیں: چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے اور میں ساری دوپہر علم کے اس رنگارنگ باغ کی سیر کرتا رہتا تھا، فرماتے تھے کہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ کی کوئی کتاب ایسی نہیں تھی کہ میری نظر سے نہ گزری ہو، اگر کسی کتاب کو میں نے پورا نہیں پڑھا تو کم از کم اس کی ورق گردانی ضرور کرلی تھی۔(۱)

☆ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلویؒ دونوں ہم درس ساتھی تھے، انھوں نے آپس میں یہ طے کرلیا تھا کہ رات کے ابتدائی نصف حصہ میں ہم میں سے ایک مطالعہ کرے گا اور دوسرا سوئے گا، آدھی رات ہوجانے پر مطالعہ کرنے والا چائے بنائے گا اور دوسرے ساتھی کو اٹھا کر چائے پی کر سوجائے گا، اب دوسرے کے ذمہ فجر کی نماز باجماعت کے لیے اپنے سونے والے ساتھی کو اٹھانا ہوگا، ایک دن شروع رات میں مولانا یوسف صاحب مطالعہ کرتے اور

---

(۱) تفصیل "میرے والد میرے شیخ" از مفتی تقی عثانی میں ملاحظہ ہو۔

کے برعکس ترتیب رہتی تھی۔
مولانا انعام الحسن صاحب سوتے اور دوسرے دن اس
کے علمی شغف کا تذکرہ کرتے
☆ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ
ہوئے مفتی محمد شفیع دیو بندی تحریر فرماتے ہیں:
"بعض دوستوں نے مجھے بتلایا کہ وفات سے پہلے بھی ایک فتویٰ ہاتھ
میں تھا، جس کو موت ہی نے ہاتھ سے چھڑا کر سینہ پر ڈال دیا تھا۔"(۱)

☆ مطالعہ میں انہماک کا ایک انگریز کا سبق آموز واقعہ علامہ شبلیؒ نے لکھا ہے کہ:
"ہم دونوں (شبلی و آرنلڈ) جہاز میں سفر کر رہے تھے، یکم مئی کی صبح کو میں سونے سے
اٹھا تو ایک ہم سفر نے کہا کہ جہاز کا انجن ٹوٹ گیا ہے، میں نے دیکھا تو واقعی کپتان
اور جہاز کے ملازم گھبرائے پھر رہے تھے اور اس کی درستی کی تدبیریں کر رہے تھے،
انجن بالکل بیکار ہو گیا تھا، اور جہاز نہایت آہستہ آہستہ ہوا کے سہارے چل رہا تھا، میں
سخت گھبرایا، نہایت ناگوار خیالات دل میں آنے لگے، اس اضطراب میں اور کیا کر سکتا
تھا، دوڑا ہوا مسٹر آرنلڈ کے پاس گیا وہ اس وقت نہایت اطمینان کے ساتھ کتاب کا
مطالعہ کر رہے تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے؟ فرمایا: ہاں! فرمایا کہ
اگر جہاز کو برباد ہی ہونا ہے تو یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے اور ایسے قابل
قدر وقت کو رائیگاں کرنا بے عقلی ہے، ان کے استقلال اور جرأت سے مجھے اطمینان
ہوا، آٹھ گھنٹے بعد انجن درست ہوا اور جہاز بدستور چلنے لگا۔"

☆ حضرت امام شافعیؒ سے پوچھا گیا: آپ کے علم کا شوق کیسا ہے؟
آپ نے فرمایا: جب میں کوئی ایسی علمی بات جو پہلے نہیں سنی تھی، سنتا ہوں تو
میرے تمام اعضاء کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے بھی کان ہوں جن سے وہ اس علمی
بات کو سن کر لطف اندوز ہوں، جس طرح کان لطف اندوز ہوتے ہیں۔

---

(۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/۳۸

پھر پوچھا گیا: آپ کو تحصیل علم کا شوق کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا: جس طرح ایک دنیادار کنجوس کو مال جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے۔

مزید پوچھا گیا: آپ علم کس طرح حاصل کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: جس طرح کوئی ماں اپنے کھوئے ہوئے اکلوتے بیٹے کو تلاش کرتی ہے۔

حمیدیؒ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اور امام شافعیؒ مصر گئے، ہم دونوں ایک ہی مکان میں ٹھہرے، میں بیچ کی منزل میں اور شافعی بالائی منزل میں، کبھی میں رات میں اٹھتا تو بالائی منزل پر چراغ جلتا ہوا دیکھتا، میں خادم کو پکار کر پوچھتا یہ چراغ کیوں جل رہا ہے؟ وہ کہتا کہ آپ ہی اوپر جا کر دیکھئے کیا ماجرا ہے؟ میں اوپر چڑھتا، دیکھتا تو امام شافعیؒ قلم کاغذ لیے بیٹھے ہیں، میں کہتا ابو عبداللہ! اب لکھنا پڑھنا بند کرو، رات بہت ہوگئی ہے، وہ کہتے میں نے فلاں حدیث میں غور کیا، کچھ مسائل ذہن میں آئے میں نے سوچا کہیں یہ ذہن سے نکل نہ جائیں اس لیے چراغ جلا کر انھیں قلم بند کرنے لگا۔

☆ امام بخاریؒ رات میں اٹھتے، چراغ جلاتے اور ذہن میں جو علمی مسئلہ آتا اسے قلم بند کرتے، پھر چراغ بجھا کر لیٹ جاتے، پھر اٹھتے اور چراغ جلا کر لکھتے، اسی طرح تقریباً بیس مرتبہ تک آپ اٹھ کر لکھتے۔

یہ چند مؤثر واقعات جذبہ و ولولہ پیدا کرنے اور عبرت حاصل کرنے کی غرض سے تحریر کر دیئے ہیں، ترتیب ملحوظ نہیں ہے، فاعتبروا یا أولی الأبصار.

❖-❖-❖

مطالعہ کی افادیت

مطالعہ کی اہمیت وافادیت ہمیشہ اور ہر دور میں مسلّم رہی ہے، اس سلسلہ میں کسی بھی نقطۂ نظر یا مدرسۂ فکر کو کوئی اختلاف نہیں، بلکہ مطالعہ ہی سے نقطہ ہائے نظر اور مدارسِ فکر کی شناخت ہوتی ہے، اور مطالعہ ہی کی مدد سے ان کے روشن یا تاریک پہلو سامنے آتے ہیں، سماج یا معاشرہ کی تعمیر وتطہیر میں مطالعہ کا بڑا اہم اور واضح رول ہوتا ہے، دنیا کی تمام مخلوقات میں انسان کے شرف وتفوق کی بنیاد علم پر ہے، اور علم صرف اور صرف مطالعہ ہی سے حاصل ہوتا ہے، اس صورت میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مطالعہ انسانی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور مطالعہ کے بغیر انسان اپنی اُس منزل کو نہیں پاسکتا، جس کے لئے خالق کائنات نے اس کی تخلیق فرمائی ہے، بعض دانشوروں کے نزدیک جو اہمیت انسانی زندگی کے لئے پانی، ہوا اور غذا کی ہے، وہی اہمیت مطالعہ کی بھی ہے، اس لئے کہ پانی، ہوا اور غذا سے جسم انسانی کو نشو ونما ملتی ہے، اور مطالعہ سے ذہن وفکر میں گیرائی وبالیدگی اور روح میں تازگی وروشنی پیدا ہوتی ہے۔(۱)

مطالعہ اور کتب بینی کرنے والا علم وحکمت کے بیش قیمت گوہر اپنے دل و دماغ میں بھر لیتا ہے اس سے علم میں وسعت پیدا ہوتی ہے، استعداد ٹھوس اور مضبوط ہوتی ہے، قوت فکریہ تیز ہوتی ہے اور علم کے دروازے کھلتے ہیں، بہت سی نامعلوم چیزیں معلوم ہوتی رہتی ہیں، تحقیق کا مادہ پیدا ہوتا ہے اور لاعلمی دور ہوتی ہے۔

---

(۱) میرا مطالعہ، ص/۲۔

مطالعہ کرنے والا طالب علم درجۂ کمال تک پہنچ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ علم کا آفتاب وماہتاب بن جاتا ہے اور انسانی معاشرہ میں اعلیٰ مقام حاصل کرتا ہے۔

اس کے برخلاف جو طلبہ مطالعہ نہیں کرتے ان میں استعداد پیدا نہیں ہوتی، علم ناقص رہتا ہے، معلومات سطحی ہوتی ہیں، علمی نکات اور رموز واسرار سے محروم رہتے ہیں، دماغ میں پھیلاؤ نہیں ہوتا بلکہ وہ جمود وتعطل کا شکار ہو جاتا ہے۔

مطالعہ کی برکت سے استعداد اور فہم پیدا ہوتا ہے اس کے بغیر مضمون اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا، یہ مفتاحِ استعداد (قابلیت کی کنجی) ہے، اگر مطالعہ کی استعداد پیدا ہوگئی تو سبق کو بدون استاد کے بھی سمجھ لے گا۔(۱)

کتابوں کے مطالعہ سے معلومات ٹھوس، دلائل اور بات کرنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے، کتب بینی اور کتابوں ہی کی بدولت آج دنیا بتدریج راہِ ترقی پر گامزن ہے، کسی مفکر کا قول ہے کہ اگر دو دن تک کتابوں کا مطالعہ نہ کیا جائے تو تیسرے دن گفتگو میں شیرینی نہیں رہتی، مطالعہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ عادت تنہائی کا بہترین ساتھی ہے جو ہر صورت میں مفید ہے اور وقت کو ضائع ہونے سے بچالیتا ہے۔

مطالعہ یا سبق میں جی نہ لگنا

مطالعہ یا سبق میں جی نہ لگنا صرف حیلہ، بہانہ ہے اور لاپروائی کی دلیل ہے، جی لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ تصور کرے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے، جس طرح اگر کسی پر مقدمہ فوجداری کا قائم ہو جائے اور وہ سن لے کہ قانون میں کوئی نظیر میرے لئے مفید ہے تو اگرچہ قانون کے دیکھنے میں جی نہ لگے بلکہ سمجھ میں بھی نہ آئے مگر جان مارے گا اور دیکھے گا، اس وقت یہ نہ ہوگا کہ بجائے قانون کے دلچسپ کتاب مثلاً ”الف لیلہ“ یا کوئی ناول وافسانہ لے کر کے بیٹھے۔(۲)

---

(۱) مستفاد، از ”استاد وشاگرد کے حقوق، ص/۵۷۔ (۲) ایضاً ص/۷۶۔

کسی کام میں جی نہ لگنے کے اسباب:

☆ کاہلی اور سستی۔

☆ بڑے کاموں سے فرار۔

☆ ناکامی کا خوف اور اندیشہ۔

☆ کسی خوشگوار اور مناسب وقت کا انتظار۔

جبکہ یہ طے ہے کہ ۹۰ فیصد اہم اور شاندار کام مشغولیت اور مصروفیت کے دوران ہی انجام پاتے ہیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے اسم گرامی سے بھلا عرب و عجم بلکہ پورے عالم کا کون پڑھا لکھا شخص ناواقف ہوگا؟ آپ نے اپنی تمام تر یا اکثر اہم کتابیں ریل گاڑی کے تھرڈ کلاس میں دوران سفر تصنیف فرمائیں۔

مطالعہ کا کیف اور اس کی لذت

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ روزانہ اگلے پچھلے اسباق کا پابندی سے مطالعہ اپنے اوپر لازم کرلے، اس کے علاوہ خارجی کتب کا مطالعہ بھی کرتا رہے، اس کے لیے کچھ صفحات کی ایک مقدار طے کرلے اور اس کو پورا کرنے پر مواظبت کرے، حتی الامکان ناغہ نہ ہونے دے، جب اس کی عادت ہو جائے گی تو علمی ذوق پیدا ہوگا، مطالعہ کرنے میں عجیب کیف اور لذت حاصل ہوگی، پھر رات کے سناٹے میں جب لوگ سو رہے ہوں گے یہ طالب علم اپنی کتابیں لیے مطالعہ میں محو ہوگا اور کتاب کو حل کرنے کے درپے ہوگا اور مشکل عبارتیں بڑی محنت ومشقت اور کدو کاوش کے بعد جب حل ہوں گی تو اس پر اس کو جو فرحت حاصل ہوگی اور لذت وسرور کی جو کیفیت پیدا ہوگی وہ الفاظ سے بالاتر ہے اس کو تو وہی جان سکتا ہے جس کو یہ لذت حاصل ہو۔

امام محمدؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ رات رات بھر مطالعہ کے لیے جاگتے تھے، ان کے سامنے کتابوں کے ڈھیر لگے ہوتے تھے جب ایک فن کی کتابوں سے طبیعت اکتا جاتی تو دوسرے فن کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے، مطالعہ ان کی طبیعت ثانیہ بن چکا تھا، اسی کا نتیجہ تھا کہ نو سو ننانوے کتابیں لکھیں اور قرآن وحدیث اور اجماع سے دس لاکھ ستر ہزار ایک سو مسائل مستنبط کیے۔

جب آپ راتوں کو جاگتے اور کوئی مشکل مسئلہ حل ہوتا تو بڑے مسرت بھرے انداز میں فرماتے: بھلا شہزادوں کو یہ لذت کہاں نصیب ہو سکتی ہے؟

ابوالقاسم اسماعیل بن ابی الحسن عباد کو جو ایک بڑے عالم و فاضل تھے خلیفہ نوح بن منصور نے جو شاہان بنی ساسان سے تھا وزارت کی درخواست کرتے ہوئے ایک مرتبہ لکھا کہ: ''میں تمہیں اپنا وزیر بنانا چاہتا ہوں اور ملک کے انتظامات تمہارے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔'' تو ابوالقاسم نے جواباً لکھا کہ ''مجھے وزارت سے معاف رکھئے، کتابوں ہی میں مجھے وزارت کیا بادشاہی کا مزہ آرہا ہے۔''

جب مطالعہ کی لذت اور مزہ حاصل ہو جاتا ہے تو پھر مطالعہ کے بغیر چین نہیں آتا، جب تک مطالعہ نہ ہو اور مطالعہ کے لیے طے کردہ صفحات کی مقدار پوری نہ ہو طبیعت اچاٹ سی رہتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ کچھ کھو گیا ہے، اے کاش! ہمارے طلبہ بھی مطالعہ کے اس کیف و سرور سے بہرہ ور ہو جائیں۔

◆-◆-◆

مطالعہ کرنے کا طریقہ

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خاں صاحب شیروانیؒ نے فرمایا:

''مطالعہ طلوع سے مشتق ہے، جس کے معنیٰ ہیں نکلنا، اور باب مفاعلہ کا ایک خاصہ ہے تعدیہ، یعنی متعدی بنانا، لہٰذا مطالعہ بمعنیٰ نکالنا ہوا، ایک خاصہ باب مفاعلہ کا مبالغہ ہے، اس اعتبار سے مطالعہ خوب خوب نکالنے کے معنیٰ اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

اس لیے نقوش کتاب جو پہلے سے ذہن و دماغ پر مختلف وجوہ سے مخفی ہیں ان کے سمجھنے اور جاننے کے لیے مختلف قسم کا غور وفکر کرنا اور فکر و سوچ کی محنت کرنا ضروری ہوگا۔

اول تو لغت اور صرف کے اعتبار سے سوچنا اور سمجھنا ہوگا کہ کون سا صیغہ ہے اور کیا معنیٰ ہیں، دوسری محنت علم نحو اور ترکیب کے اعتبار سے دیکھنا اور سوچنا ہوگا کہ ترکیب میں کیا واقع ہے اور اعرابی لحاظ سے کس طرح پڑھا جائے، تنوین کے ساتھ یا بلا تنوین، حرکات ثلاثہ میں سے کس حرکت کے ساتھ پڑھنا صحیح ہوگا، تیسری فکری محنت یہ ہوگی کہ ماقبل و مابعد کے اعتبار سے ترجمہ کس طرح کرنا صحیح ہوگا اور اس جگہ اس کا کیا مطلب ہوگا، مصنف کیا بتلانا اور سمجھانا چاہتے ہیں؟ تو مختلف احتمالات نکالتے ہوئے ان تینوں مرحلوں کو طے کرنے کا نام مطالعہ ہے، صرف کتاب کے نقوش پر نگاہ ڈالنا اور بے سوچے سمجھے کیف ما اتفق زبان سے تلفظ کر لینے کا نام ہرگز مطالعہ نہیں، اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے مطالعہ کیا جائے، اس کے لیے جتنا ذہن یکسو ہوگا اتنی ہی سوچ و فکر صحیح ہوگی۔

اس طرح غور وفکر سے کام لینے میں طالب علم کو اول اول تو بہت تعب (تھکن) ومشقت محسوس ہوگی اور وقت زیادہ خرچ کرنے کے باوجود کام کی مقدار بہت کم ہوگی، یعنی کافی دیر میں ایک آدھ سطر حل ہو سکے گی، لیکن کرتے کرتے روز بروز قوت فکریہ میں تیزی وترقی اور مقدار میں بھی روز بروز اضافہ اور زیادتی ہوتی چلی جائے گی، نیز اس طرح مطالعہ کرکے سبق پڑھنے میں لطف اور مزہ بھی آتا چلا جائے گا، اور سبق ذہن نشین اور محفوظ رہے گا، استعداد علمی حاصل ہونے اور ترقی کا ذریعہ بھی مطالعہ ہے اس لیے اس پر محنت ضروری ہے، سستی اور آرام طلبی کو اس پر قربان کردینا چاہیے اور حتی الامکان کوئی سبق بلا مطالعہ نہ پڑھے۔"(۱)

مطالعہ کے سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کی مندرجہ ذیل دو ہدایتیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں اور انھیں ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے:

۱- ایک دفعہ دیکھنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ روزانہ مطالعہ دیکھیں، تجربہ شاہد ہے کہ ایک دفعہ کا دیکھا ہوا بہت کم یاد رہتا ہے، بلکہ اکثر ذہن سے نکل جاتا ہے، پس اگر کسی نے ایک دفعہ دیکھ کر کتاب کو اٹھا کر طاق میں رکھ دیا تو اس کو دیکھنے سے کیا نفع ہوا؟

۲- کتابیں دیکھیں، دو چار ورق روزانہ بالالتزام مطالعہ کریں اور خلجان کے موقعہ پر خود رائی سے کام نہ لیں، بلکہ جس مقام پر شبہ ہو وہاں پنسل وغیرہ سے نشان بنا کر اس وقت اس کو چھوڑ دیں اور جب بھی ماہر عالم میسر ہو اس سے تحقیق کرکے حل کرلیں، یا کسی عالم کے پاس لکھ کر بھیج دیں وہ اس کا مطلب لکھ کر بھیج دے گا۔(۲)

آج کل استفادہ کے طریقے متعدد ہو گئے ہیں، فون، انٹرنیٹ اور کمپیوٹر، سیڈیز وغیرہ نے بڑی سہولت پیدا کردی ہے، جا بجا مدارس ومراکز قائم ہیں،

---

(۱) تحفۃ الطلباء والعلماء ص/۱۸۱،۱۸۲

(۲) مستفاد از- استاد وشاگرد کے حقوق ص/۷۸۔

لائبریریاں اور دار المطالعے ہیں۔

روٹی کھانے کے متعلق ایک موٹا سا اصول ہے کہ ہر لقمہ اچھی طرح چبا کر کھائیں، لعابِ دہن میں اسے خوب حل ہونے دیں تاکہ معدے پر زیادہ بوجھ نہ پڑے اور اس کی غذائیت برقرار رہے۔

پڑھنے کے لئے بھی یہ موٹا سا اصول ہے کہ ہر لفظ کو، ہر سطر کو، ہر خیال کو اچھی طرح ذہن میں چبائیں، اس لعاب کو جو پڑھنے سے دماغ میں پیدا ہوگا، اچھی طرح حل کرلیں تاکہ جو کچھ پڑھا ہے، اچھی طرح ہضم ہوسکے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس کے نتائج بُرے ہوں گے، جس کے لئے لکھنے والے کو ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا، وہ روٹی جو اچھی طرح چبا کر نہ کھائی گئی ہو بدہضمی کی ذمہ دار کیسے ہوسکتی ہے۔

اسی طرح جو مطالعہ، آداب و اصول اور طریقے کا لحاظ کیے بغیر کیا گیا ہو اس کے مفید اور ہضم ہونے کی ضمانت کیسے لی جاسکتی ہے؟

☆☆☆☆☆

☆☆ من یُتلف کتابا کمن یقتل نفسا ☆☆

(کسی کتاب کو ضائع کرنے والا کسی شخص کے قاتل کی طرح ہے)

☆☆ الکتاب صدیق لا یخون ☆☆

(کتاب خیانت نہ کرنے والا دوست ہے)

☆☆ بیت بلا کتب جسد بلا روح ☆☆

(بغیر کتاب کے گھر بے جان جسم ہے)

❖-❖-❖

کتابیں، رسالے اور اخبار وغیرہ

مطالعہ کیسے کریں؟

بہت خوب! آپ کو مطالعہ کا شوق ہے، یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ مطالعہ کرنے کا شوق رکھتے ہیں لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ روزنامہ، ہفت روزہ، ماہانہ رسالے اور کتابیں خرید خرید کر جمع کرتے رہتے ہیں، اور ان پر نظر ڈالنے کا وقت آپ کے پاس نہیں ہے، آپ ہر اخبار اور رسالے کو یہ کہہ کر کہ کل پڑھوں گا ڈھیر بڑھاتے رہتے ہیں، اگر ایسا ہے تو آپ مندرجہ ذیل کام کیجیے:

☆ اگر آپ کے پاس ہفت روزہ آتے ہیں اور ہفت روزہ ایک ماہ سے زیادہ پرانے ہو چکے ہیں تو انھیں نکال دیجیے۔

☆ اگر کوئی ماہنامہ آپ باقاعدگی سے خرید رہے ہیں لیکن گزشتہ تین چار مہینے سے اسے پڑھنے کی نوبت نہیں آئی تو اسے خریدنا بند کر دیجیے الا یہ کہ آپ اپنے بجائے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے خرید رہے ہوں۔

☆ آپ کوئی رسالہ خریدتے ہیں لیکن اسے یکسوئی سے پورا پڑھنے کا موقع نہیں مل رہا ہے تو جب بھی رسالہ آئے اسی وقت اس کی فہرست مضامین پر نظر ڈالیے جو مضامین آپ کے مطالعہ کے قابل ہوں انھیں فوٹو کاپی کر کے الگ کر لیجیے اور انھیں ایک ''مطالعہ فائل''(Reading file) میں رکھ لیجیے، یہ مطالعہ فائل آپ اگلے ''تجارتی سفر''(Business) میں اپنے ساتھ لے جائیے، اگر آپ تجارتی سفر پر

نکل جائے، چھوٹے سفر کے دوران بھی اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

☆ روزنامہ (اخبار) پڑھتے ہوئے تیزی سے اخبار کی خبروں پر نظر ڈال لیجیے۔ ہر خبر نہ تو آپ کے مطلب کی ہوتی ہے اور نہ دلچسپ، پھر اکثر خبروں کی شہ سرخیوں ہی میں پوری خبر کا خلاصہ موجود ہوتا ہے۔ اس لیے پوری خبر پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ سرسری نظر کے دوران جو مضمون یا خبر آپ تفصیل سے پڑھنا چاہتے ہوں، اسے اپنی مطالعہ فائل میں رکھ لیجیے، پھر بعد میں وقت ملنے پر مثلاً دوران سفر یا دوران استراحت اسے پڑھیے۔

جب بھی اخبار یا رسالہ یا کتاب پڑھیں اپنے ہاتھ میں سرخ یا نیلا قلم ضرور رکھیے، جب کوئی اہم نقطہ یا عبارت وغیرہ پڑھیں تو اسے قلم کے ذریعہ دائرہ کھینچ کر نمایاں کر لیجیے، کچھ عرصہ میں آپ کے پاس غیر معمولی معلومات کا ذخیرہ جمع ہو جائے گا۔

کم وقت میں مطالعہ کا مؤثر طریقہ

کتاب کا مطالعہ نہ صرف آپ کی شخصیت کو جلا بخشتا ہے بلکہ آپ کی خود اعتمادی کو بھی بڑھاتا ہے، اس لیے بھرپور اور کامیاب شخصیت کے لیے سنجیدہ کتابوں کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ کم وقت میں کتابوں کا بہتر اور مؤثر مطالعہ کرنے کے لیے درج ذیل نکات کو ذہن نشین کر لیجیے:

☆ روزانہ کم از کم تیس منٹ یا پندرہ منٹ ضرور کسی کتاب کا مطالعہ کیجیے۔

☆ ایک وقت میں ایک ہی کتاب کا مطالعہ کیجیے، دو چار کتابیں ایک ساتھ مطالعہ میں نہ رکھیے، ورنہ آپ کی معلومات گڈمڈ ہو جائیں گی۔

☆ کتاب پڑھتے ہوئے نیلا یا سرخ قلم اپنے پاس ضرور رکھیے تاکہ اہم اور یاد رکھنے والے جملوں کو نشان زد کر سکیں، اس طرح آپ جب بھی وہ کتاب دوبارہ اٹھائیں گے آپ کے سامنے کتاب کی اہم باتیں فوراً آ جائیں گی۔

☆ ایسے وقت پڑھے جب یکسوئی ہو، شور و شغب یا کسی سے بات کرتے ہوئے پڑھنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

علمی انحطاط کے اسباب

طلبۂ مدارس میں علمی انحطاط اور استعداد پیدا نہ ہونے کے اہم اسباب اور وجوہات حسب ذیل ہیں:

(۱) اخلاصِ نیت کا فقدان۔ (۲) حقیقت علم اور اس کے اہداف و مقاصد اور تعلیم سے ناواقفیت۔ (۳) علم کے مطابق عمل کا عدم وجود۔ (۴) جہد مسلسل کی ناپیدگی۔ (۵) ادب کا فقدان۔ (۶) سنن، مستحبات حتی کہ بسا اوقات فرائض سے اعراض۔ (۷) وقت کو صحیح طریقہ پر استعمال میں نہ لانا۔ (۸) اخلاق حمیدہ سے فرار۔ (۹) صحیح توجہ اور سچی طلب کی کمی یا فقدان۔ (۱۰) ادائگی حقوق سے صرف نظر۔ (۱۱) مطالعہ کی قلت۔ (۱۲) کھیل کود سے از حد دلچسپی۔ (۱۳) موبائل میں انہماک۔ (۱۴) اساتذہ کی غیبت اور ان پر نقد و تبصرہ۔ (۱۵) فسادانہ اور مفسدانہ بلکہ باغیانہ ذہنیت۔ (۱۶) بازاروں کے طواف اور شاپنگ کا بڑھتا ہوا رجحان۔ (۱۷) بروں کی صحبت اور دوستی کا رواج۔ (۱۸) متکبرانہ اور خود پسند ذہنیت۔ (۱۹) انتظامیہ سے بے جا گلہ اور شکوہ و شکایت۔ (۲۰) سہولت پسندی اور راحت طلبی۔ (۲۱) ذہنی و جسمانی صحت و تندرستی کا خیال نہ رکھنا۔ (۲۲) زیب و زینت کی عادت۔ (۲۳) آزادانہ طبیعت اور کسی کی ماتحتی اور سرپرستی قبول نہ کرنا۔

◆—◆—◆

علمی مذاکرہ - مطالعہ کا ایک ذریعہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات ہم ساٹھ ساٹھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رہا کرتے تھے آپؐ ہم سے حدیث بیان کرتے تھے، آپؐ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم لوگ آپس میں ان حدیثوں کا مذاکرہ و مراجعہ کیا کرتے تھے اور اس حال میں مجلس مذاکرہ سے اٹھتے تھے کہ گویا وہ حدیثیں ہمارے دلوں میں پودے کی طرح جڑ پکڑ گئی ہیں۔

علی بن الحسن بن شقیقؒ راوی ہیں کہ ایک رات میں عشاء کی نماز پڑھ کر حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کے ساتھ مسجد سے باہر نکلا، شدید سردی کی رات تھی، دروازے پر پہنچ کر ابن مبارک نے ایک حدیث کا ذکر چھیڑا اور ہم دونوں میں اس حدیث پر برابر مذاکرہ و مباحثہ ہوتا رہا یہاں تک کہ مؤذن نے آکر فجر کی اذان دیدی۔ (تذکرۃ الحفاظ)

اصمعیؒ سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ سب علم کیونکر محفوظ رکھا حالانکہ آپ کے ساتھی بھول گئے؟ کہنے لگے میرے ساتھیوں نے علم کو حاصل کرنے کے بعد اس کو چھوڑ دیا اور میں برابر اس کا چرچا کرتا رہا۔

امام ابوحنیفہؒ کے کثرت تفقہ کا سبب اہل علم سے مذاکرہ و مناظرہ بتایا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ امام صاحب جب کپڑوں کی تجارت کرتے تھے اس وقت بھی ان کا محبوب ترین مشغلہ علمی مذاکرہ ہی رہتا تھا۔

امام صاحبؒ اور امام مالکؒ کا تو مشہور قصہ ہے کہ مسجد نبوی میں عشاء کے بعد

سے ایک مسئلہ میں گفتگو شروع کرتے اور صبح کی اذان ہو جاتی، نہ ان میں کوئی طعن و تشنیع ہوتا نہ کوئی اور نامناسب بات۔ (آپ بیتی)

امام ابو یوسفؒ کے متعلق بھی لکھا کہ فقہاء کے ساتھ فقہ کا مذاکرہ بڑی رغبت اور بشاشت کے ساتھ کرتے تھے، کئی کئی روز کے مسلسل فاقوں کے باوجود اس میں فرق نہ آتا تھا۔

صاحب تعلیم المتعلم لکھتے ہیں کہ ہمارے استاد شیخ برہان الدینؒ فرماتے تھے کہ میں اپنے تمام ساتھیوں پر اس وجہ سے فوقیت لے گیا کہ تکرار و مذاکرہ کبھی نہیں چھوڑتا تھا۔

ایک مرتبہ عبداللہ بن المقفع (معرب کلیلہ و دمنہ) خلیل بن احمد (علم عروض کے تخلیق کار) کے پاس آئے دونوں پوری رات علمی گفتگو کرتے رہے، صبح لوگوں نے خلیل سے عبداللہ کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے ”ان کا علم ان کی عقل سے زیادہ ہے“ پھر عبداللہ سے خلیل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ ”ان کی عقل ان کے علم سے زیادہ ہے۔“ (۱)

ابو ریحان بیرونیؒ کی وفات کے وقت اس زمانہ کے مشہور فقیہ ابوالحسن ولوالجی گئے، بیرونی نزع کی حالت میں تھے اور سینے میں گھٹن محسوس کر رہے تھے، اس وقت انھوں نے علامہ ولوالجی سے ”جدات فاسدہ“ (نانیوں) کے حق میراث کا مسئلہ پوچھا، ولوالجی کو رحم آیا، کہنے لگے کہ اس وقت بھی آپ کو فکر پڑی ہے؟ بیرونی نے کہا کہ دنیا سے اس مسئلہ سے واقف ہو کر جانا بہتر ہے یا ناواقف رہ کر؟ ولوالجی نے مسئلہ کی وضاحت کر دی اور واپس ہوئے، کچھ دور آئے تھے کہ رونے دھونے کی آواز آئی اور معلوم ہوا کہ علامہ بیرونی کا انتقال ہو گیا ہے۔ (۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو متاع وقت اور کاروان علم ص/۱۳۶،۱۳۲

(۲) مضمون مولانا خالد سیف اللہ رحمانی بحوالہ المؤمنات لکھنؤ فروری ۲۰۰۹ء

مطالعہ کا ایک نیا طریقہ

کم وقت میں معلومات کا اچھا ذخیرہ جمع کرنے کا ایک سہل اور آسان طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پانچ سے دس تک کی تعداد میں طلبہ باہم ایک جماعت بنالیں اور ہر ایک کے ذمہ کوئی کتاب مطالعہ کے لیے کر دیں، ہر ایک کے ذمہ جو کتاب مطالعہ کے لیے کی گئی ہے اس کا بغور مطالعہ کر کے دس بیس صفحے میں تلخیص کرے، اور آئندہ نشست میں (جو ہفتہ یا عشرہ کے وقفہ کے بعد ہوگی) اپنا ملخص مقالہ سنائے، اس کے بعد دس پندرہ منٹ حسب موضوع اور بقدر گنجائش مناقشہ کے لیے رکھا جائے، اس طریقہ سے بیک وقت کئی کتابوں کی معلومات حاصل ہو جائیں گی، اور تحریر و مطالعہ کی صلاحیت بھی پروان چڑھے گی، دوران طالب علمی ہم کئی رفیقوں نے اس طریقہ کو اپنایا اور بڑا مفید پایا۔

ہر کتاب مطالعہ کے لائق نہیں ہوتی

بغیر تحقیق کے ہر کتاب کا مطالعہ مفید ہونے کے بجائے نقصان دہ ہوتا ہے، آجکل لوگ کثرت سے یہ غلطی کر رہے ہیں کہ جو کتاب دین کے نام سے دیکھی یا سنی خواہ اس کا مضمون حق ہو یا باطل، خواہ اس کا مصنف ہندو ہو یا عیسائی یا دہری ہو یا مسلمان، پھر مسلمان بھی گو صاحب بدعت ہی ہو، غرض بلا تحقیق و تفتیش ہر کس و ناکس کی کتاب کا مطالعہ شروع کر دیتے ہیں، جب کہ ہر کتاب باالفت معتبر نہیں ہوتی بلکہ بہت سی کتابوں اور لغات میں مضامین غلط ہوتے ہیں اور اس کے چند نقصانات ہیں:

۱- بعض اوقات کم علمی کی وجہ سے یہی امتیاز نہیں ہوتا کہ ان میں کون مضمون صحیح ہے کون غلط ہے۔

۲- نتیجتاً کسی غلط بات کو صحیح سمجھ کر عقیدہ یا عمل میں خرابی کر بیٹھتا ہے۔

۳- بعض اوقات پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر غلط ہے مگر بعض مصنفین کا طرز بیان ایسا تلبیس آمیز یا دل آویز ہوتا ہے کہ دیکھنے والا فی الفور اس سے متاثر ہو جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں اپنے پہلے اعتقاد کو ضعیف اور بے وقعت خیال کر کے اُس کو غلط اور اس کو صحیح سمجھنے لگتا ہے۔

۴- اور بعض دفعہ اس کو گو قبول نہیں کرتا مگر تردد و تذبذب اور شش و پنج میں پڑ جاتا ہے اور یہ شک دل میں رکھ کر پریشان ہوتا ہے۔

۵- اور کبھی دوسروں سے تحقیق کرنا چاہتا ہے مگر چونکہ اس میں کچھ غموض ہوتا ہے جس کے ادراک کے لئے اس کا علم اور ذہن کافی نہیں ہوتا اس لئے سمجھ میں نہیں آتا اور لایعنی سوال کر کے دوسروں کو پریشان کرتا ہے اور جواب دینے والوں کو عاجز سمجھ کر ان کے علم یا اخلاق میں تنگی کا حکم لگا کر ان سے بدگمان ہو جاتا ہے۔

اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ جیسے راسخ العلم والعمل شخص کو تورات کے مطالعہ سے روک دیا، باوجودیکہ فی نفسہٖ وہ آسمانی کتاب تھی گو اس میں تحریف بھی ہو گئی تھی، پھر مطالعہ بھی تنہا نہ تھا بلکہ خود حضور پرنور ﷺ کو سنا رہے تھے اس میں محرّف حصہ کا متعین ہو جانا ظاہر تھا، اس کے بعد کسی فساد کے ترتب کا احتمال نہ تھا، اس کے باوجود پھر بھی اس مصلحت سے کہ آئندہ کو یہ عمل مفاسد کا دروازہ کھل جانے کا سبب نہ بن جائے، سختی سے منع فرمایا اور بڑی ناخوشی کا اظہار کیا اور آپ کو سخت ناگوار ہوا۔

جب توریت جو آسمانی کتاب تھی لیکن تحریف کی آمیزش تھی اس کو دیکھنے سے

منع فرمادیا گیا تو جو کتابیں صرف الحاد وزندقہ کی ہوں ان کا حکم ظاہر ہے اور جب حضرت عمرؓ کو منع فرمادیا گیا تو ہم کیا ہیں، اپنی کتابوں کو دیکھئے، یہاں تو اتنے علوم ہیں کہ عمر بھر ان کے دیکھنے سے فرصت نہ ملے۔

ناقدانہ ومحققانہ اور تقابلی مطالعہ

ناقدانہ ومحققانہ مطالعہ کے متعلق حضرت مولانا علی میاں ندویؒ فرماتے ہیں:

”............ضرورت ہے کہ ماہرین فن اور اہل نقد ونظر کی نگرانی میں ان کا (نئی تحریکوں اور نظاموں) کا مطالعہ کیا جائے اور اسلام کے نظام کی برتری ثابت کی جائے، یہ کام مشکل ہے، لیکن ضروری ہے، اگر یہ مدارس کے اہتمام میں منظم طریقہ پر نہ ہوا تو وہ غیر منظم طریقہ پر ہوگا۔“(۱)

بغیر سنجیدگی وگہرائی کے مدارس میں نئے مطالعہ کا بڑھتا ہوا رجحان دیکھ کر اس پر اظہار تأسف کرتے ہوئے فرمایا:

”میں عصری مطالعہ کا بڑا داعی ہوں، مگر بے تکلف کہتا ہوں کہ وہ اس قدر آسان اور سرسری کام نہیں، جتنا سمجھ لیا گیا ہے، اس کے لئے کتابوں کے صحیح انتخاب وترتیب پر پوری رہنمائی اور کسی اچھے مشیر کی رفاقت کی ضرورت ہے، پھر اس سے پہلے اس کی ضرورت ہے کہ وہ ذہن تیار ہوجائے جو اس مطالعہ سے فائدہ اٹھاسکے، اگر یہ ذہن صحیح تعلیم وتربیت اور اساتذہ کی صحبت سے تیار ہوگیا تو وہ ہر طرح کی پڑھی ہوئی چیزوں سے کام لے گا اور معلومات کے مواد خام سے کار آمد مصنوعات اور عظیم نتائج پیدا کرے گا۔“(۲)

---

(۱) پاجا سراغ زندگی ص/۱۱۳۔ (۲) ایضاً ص/۱۱۴

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

آجکل اسکول و مدارس میں تقابلی مطالعہ یا تقابلِ ادیان و مذاہب کے مضمون کو بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ بھی بغیر کڑی نگرانی اور سخت توجہ کے مضر ہے، اہل باطل کے اقوال وافعال اور حالات میں گفتگو یا اس پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ، مناظرہ کی ضرورت سے کبھی کبھی اگر دیکھنا پڑے تو ضرورت سے تجاوز نہ ہونا چاہئے، کیوں کہ قلب کے لئے سخت مضر ہے، کیوں کہ ان کے کلام میں ظلمت ہوتی ہے، اس کے برعکس بزرگوں کی عبارت گو سادی ہو اور عبارت آرائی بالکل نہ ہو مگر ان کے مطالعہ سے قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔ اہل باطل کی کتابوں کا اثر بعض علماء پر بھی ہو جاتا ہے، تو عوام کی ان کے مطالعہ سے کیا حالت ہوگی، لہٰذا عوام کو کوئی کتاب علماء کے مشورہ کے بغیر ہرگز نہ دیکھنا چاہئے۔

البتہ دوسرے مذاہب یا تقابلی مطالعہ وہی شخص کر سکتا ہے جو جامع ہو اور اپنے مذہب کی پوری معلومات رکھتا ہو، عام لوگ جو اپنے مذہب کی پوری معلومات نہیں رکھتے ان کے لئے غیر مذہبوں کی کتابوں کا مطالعہ بہت خطرناک ہے، وہ ایسی نازک کتابوں سے اپنا ایمان خراب کر لیتے ہیں۔

غیر علماء کی کتابیں رکھنا ایسا ہی جرم ہے جیسا کہ باغیانہ کتابیں اپنے گھر میں رکھنا قانونِ سلطنت کی رو سے بڑا جرم ہے، اور حکومت ایسے شخص کو سزا دے گی۔

لہٰذا تفصیل مذکور سے معلوم ہوا کہ مطالعہ صرف مستند و معتبر محققین کی تصنیف کا رکھے، ہر زید و عمرو و بکر کی تصنیف کا مطالعہ نہ کرے۔ (۱)

مطالعہ کس کتاب کا کرے؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مقولہ ہے کہ جب کسی کتاب کے مطالعہ کا ارادہ کرو تو پہلے اس کے نام کو دیکھو، اگر نام ہی اصل مضمون کے مناسب نہ ہو تو

(۱) مستفاد، از- استاد و شاگرد کے حقوق، ص/۸۲تا۸۸۔

اس کو چھوڑ دو، پھر تمہید کو دیکھو، اگر وہ کتاب کے مضمون کے مناسب نہیں ہے تو چھوڑ دو، اس کے مطالعہ میں وقت ضائع نہ کرو، جب نام اور تمہید میں مناسبت دیکھ لو تب آگے پڑھو۔(۱)

کتاب کی قدر و قیمت کا فیصلہ کیسے کریں؟

کسی کتاب کی اصلی قدر و قیمت اس کے نرخ کی زیادتی یا طباعت کی عمدگی یا اس کے خوبصورت گٹ اپ میں نہیں بلکہ ان افکار و خیالات پر منحصر ہوتی ہے جو اس کے مشمولات ہوتے ہیں، چنانچہ کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ ان افکار و خیالات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو کتاب میں شامل ہوتے ہیں، لیکن یہ کیسے معلوم ہو کہ کون سی کتاب اہم افکار اور گرانقدر خیالات پر مشتمل ہے؟

تو کتاب میں موجود افکار کی اہمیت کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ جس ماحول، مقام اور سوسائٹی میں وہ کتاب منظر عام پر آئی ہے اس سوسائٹی اور وہاں کے ماحول پر کتاب کا کیا اثر مرتب ہوا ہے، چنانچہ اگر کسی کتاب کے بارے میں بحث و مباحثہ چھڑ گیا اور لوگ اس کے مداحوں اور مخالفین میں تقسیم ہو گئے تو اس کا مطلب ہے کہ کتاب میں موجود افکار نے اس کے قارئین کو متاثر کیا ہے، لیکن اگر کتاب کی اشاعت پر پابندی لگ گیا یا ضبط کر لی گئی یا اس کی فروخت پر پابندی لگا دی گئی تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے افکار و خیالات اس زمانے کے لیے قبل از وقت یا فرسودہ ہیں یا جس سوسائٹی کے لیے وہ لکھی گئی ہے اس سے میل نہیں کھاتے۔ اسی طرح اگر کتاب پر اخبارات نے تبصرے کیے یا اس کے بارے میں مضامین شائع ہوئے تو اس سے بھی کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ایک اور پہلو جس سے کتاب کی قدر و قیمت کا ثبوت مل سکتا ہے وہ یہ ہے کہ

---

(۱) حوالہ سابق ص ۱۸۵، آداب تقریر و تصنیف ص ۱۸۶-۱۸۷۔

کتاب میں وارد خیالات و نظریات لوگوں میں فروغ پانے لگیں، بعض کتابیں اپنے معاشرے اور زبان سے ہٹ کر ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک قوم سے دوسری قوم تک جا پہنچتی ہیں، قلمکاروں میں سے کچھ لوگ اس کی تقلید کرنے لگتے ہیں جبکہ کچھ دوسرے اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں اور اس طرح یہ کتابیں لوگوں کے ذہن و دماغ میں گردش کرتی ہیں، یہاں تک کہ وہ ان کی سوچ اور ان کے نفسیاتی و معاشرتی وجود اور ڈھانچہ کا اٹوٹ حصہ بن جاتی ہیں۔

مطالعۂ قرآن کریم

قرآن کریم کا مطالعہ کثرت سے کرنا چاہئے کیوں کہ وہ کتاب الٰہی اور تحفۂ ربانی ہے، سراپا ہدایت اور نور ہے، اللہ نے انسانیت کو یہ بہترین سوغات اور تحفہ قیامت تک کے لئے عطا فرمادیا ہے، اس کا مطالعہ انسانی ذہن وفکر میں صالح انقلاب پیدا کردیتا ہے، اور جب آدمی کا جی اس میں لگ جاتا ہے تو انسانی تصنیفات اور تحریریں، نگارشات اور تقریریں اس کے سامنے ہیچ معلوم ہونے لگتی ہیں۔

> "قرآن پاک کے بھرپور مطالعے کے بعد انسان کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے اور اس کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی نشوونما صحیح سمت میں ہونے لگتی ہے، قرآن پاک کی تعلیمات دنیا وآخرت دونوں کے لئے نعمت کا درجہ رکھتی ہیں۔" (۱)

حضرت مولانا علی میاںؒ مطالعہ قرآن کریم کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:

> "سنا ہے کہ جب قرآن مجید میں آدمی کا جی لگنے لگتا ہے، تو انسانی تصنیفات سے جی گھبرانے لگتا ہے، انسانی کتابیں، انسانی تحریریں، انسانی تقریریں پست اور بے مغز معلوم ہونے لگتی ہیں، ادباء اور حکماء

---

(۱) گلدستہ مضامین وانشاءپردازی ص/۱۰۶

اور مفکرین کی باتیں طفلانہ اور عامیانہ نظر آتی ہیں، جن میں کوئی گہرائی اور پختگی نہیں معلوم ہوتی، سفید کاغذ پر چھپے ہوئے سیاہ نقش ونگار کاغذی پھول معلوم ہوتے ہیں، جن کا رنگ ہے خوشبو نہیں، انسان کا علم اتھلا اور خالی معلوم ہونے لگتا ہے، اور اس کا دیر تک پڑھنا ذوق اور روح پر بار ہوتا ہے، ہر وہ چیز جو علومِ نبوت کے سرچشمہ سے نہ آئی ہو، مشتبہ اور الفاظ کا طلسم معلوم ہوتی ہے، تسکین صرف وحی ونبوت کے راستہ سے آئے ہوئے علم سے ہوتی ہے، جس کو رسول اللہ ﷺ نے دنیا تک پہنچایا، اور جو وحی کی زبان میں قرآن مجید میں اور عربی زبان میں حدیث میں محفوظ ہے۔"

دادیم ترا از منزل مقصود نشان ۔۔۔ گر ما نہ رسیدیم شاید تو رسی (۱)

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر مجھے کبھی پورے ذخیرہ علمی سے محروم کردیا جائے اور صرف دو کتابوں کی اجازت دی جائے، تو میں "کتاب اللہ" اور "زادالمعاد" اپنے ساتھ رکھوں گا، اس نے مجھے نماز سکھائی، دعائیں اور اذکار یاد کرائے، سفر کے آداب بتائے، روزمرہ زندگی کے مسنون قواعد واحکام سکھائے، اور سنت کا ضروری علم بخشا۔" (۲)

ہمارا انتخاب کیسا ہو؟

طباعت کی سہولتوں اور تعلیم کی توسیع کے باعث بری بھلی ہر طرح کی کتابیں چھپتی اور مفید ومضر ہر طرح کے اخبارات ورسائل شائع ہوتے ہیں، اس لئے ان کے

(۱) میری علمی ومطالعاتی زندگی ص/۳۱، ۳۲۔ (۲) ایضاً ص/۱۹

شعر کا ترجمہ: منزل مقصود کا نشان ہم نے تم کو دے دیا کہ اگر ہم نہ پہنچیں تو شاید تم ہی پہنچ جاؤ۔

انتخاب میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، مدرسہ میں وہی چیزیں آنی چاہئیں جو پاکیزہ، معیاری اور مفید ہوں، ان کا انتخاب کسی ایک فرد پر نہیں ڈالنا چاہئے بلکہ مطالعہ کا ذوق اور انتخاب کی صلاحیت رکھنے والے مختلف اساتذہ کے مشورہ سے ہونا چاہئے، انتخاب میں مختلف عمر، ذوق اور صلاحیت کے طلبہ کی دلچسپیاں اور ضروریات نیز مختلف مضامین پیش نظر رہنے چاہئیں، بڑے بڑے مکتبوں کی طرف سے سال بہ سال کتابوں کی مفصل فہرست شائع ہوتی ہے، انتخاب میں ان سے بڑی مدد ملتی ہے۔(۱)

کتابوں کا انتخاب اور ترتیب بڑا نازک فن ہے، کتابوں کی تعداد بہت بڑی ہے اور انسان کی عمر بہت محدود اور مختصر، اور اس مختصر عمر میں بہت سے مفید کام کرنے ہیں، کتابیں مختلف اغراض سے لکھی جاتی ہیں، ہر شخص مفید اور کارآمد کتابیں نہیں لکھ سکتا، اس لئے ہر چھپی ہوئی کتاب پڑھنے کی نہیں ہوتی اور پڑھنے والی کتابیں سب کے پڑھنے کی نہیں ہوتیں اور ہر کتاب، عمر کی ہر منزل اور استعداد کے ہر درجہ میں پڑھنے کی نہیں ہوتی، اس لئے زیادہ علم رکھنے والے خیر خواہ لوگوں کے مشورہ کے ضرورت ہے، کیوں کہ تجربہ کار، صاحب نظر، اہل علم حضرات کے مشورہ سے تقسیم و ترتیب کے ساتھ پڑھنا انشاء اللہ بہت مفید اور نتیجہ خیز ہوگا۔(۲)

کیوں کہ "کہتے ہیں کہ کوئی پڑھی ہوئی چیز خواہ بھلادی جائے، بے کار و بے اثر نہیں رہتی، اپنا اچھا برا اثر ضرور کرتی ہے۔"(۳)

مطالعہ کسی کی ماتحتی و نگرانی میں کرے

کتاب کا از خود انتخاب کرکے مطالعہ کرنا نقصان دہ ہے، جو کتاب ہاتھ لگ

---

(۱) فن تعلیم و تربیت، از- افضل حسین صاحب، ص/۳۶۷۔

(۲) اس کتاب کے آخر میں ہر فن کی بنیادی کتب کی ایک مختصر فہرست دی جارہی ہے۔

(۳) میری علمی و مطالعاتی زندگی، ص/۱۲۔

گئی اس کا مطالعہ شروع کر دینا فائدہ مند نہیں ہے، بلکہ جس طرح دنیوی معاملات میں مصلحت کے لیے کسی کا تعین کیا جاتا ہے، اسی طرح مطالعہ جو ایک دینی معاملہ ہے اس میں بھی کسی کا تعین کرلے، پھر جس کا تعین کرلیا ہے، اس کو بلا دکھلائے اور اس سے بغیر مشورہ کیے کسی کتاب کا مطالعہ ہرگز نہ کرے، وہ اجازت دے تو دیکھے اور پڑھے، ورنہ رکھ دے، اس کی رائے میں مناقشہ نہ کرے کیوں کہ ایسا کرنا خلاف ادب ہے اور فائدہ سے محرومی بھی ہے۔

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے استاد کا پورے طور پر معتقد ہو جائے اور استاد کی رائے و تدبیر کا اپنے آپ کو پورا پابند بنالے اور اس کے سامنے ایسا رہے جیسے مریض ماہر طبیب کے سامنے رہتا ہے کہ وہ اپنی دوا اور علاج کے سلسلہ میں اس کے مشورہ کا پابند رہتا ہے، اس کی پوری بات دھیان سے سنتا ہے اور خوشی سے قبول کرتا ہے۔

اسی طرح اپنے آپ کو استاد کے تابع بنالے، اس کی خدمت کرے، اس کا احترام کرے اور یہ یقین کرلے کہ استاد کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل بنانا عزت کا باعث ہے اور فروتنی کرنا باعث فخر ہے اور اس کے سامنے تواضع سے پیش آنا باعث رفعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مقولہ ہے کہ "علم کا احاطہ نہیں ہو سکتا لہٰذا علم میں انتخاب سے کام لو۔" اور آپؓ کے یہ اشعار بڑے حق خیز اور معنی‌نما ہیں:

ما أكثر العلم و ما أوسعه

من ذا الذی یقدر أن یجمعه

إن کنت لا بد له طالبا

محاولا فالتمس أنفعه

(علم کی کثرت و وسعت کا کیا ٹھکانہ؟ کون اسے جمع کرسکتا ہے، جب علم حاصل کرنا ہے تو زیادہ سے زیادہ مفید علم کی تلاش کرو)۔

علم کا انتخاب استاد سے کروانا چاہیے

تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ علم کا انتخاب خود اپنی رائے سے نہ کرے بلکہ استاد ہی سے انتخاب کروانا چاہیے اس لیے کہ استاد اپنے طویل تجربہ کی بناء پر بہت صحیح انتخاب کرے گا جو شاگرد کی صلاحیت وقابلیت اور اس کے مذاق کے مطابق ہوگا۔

ہمارے شیخ برہان الدین صاحب ہدایہ فرماتے تھے کہ پہلے زمانہ میں طلبہ اپنے پڑھنے پڑھانے کا معاملہ استاد پر معلق رکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے تھے اور جب خود انتخاب کرنا شروع کردیا تو علم سے بھی محروم رہنے لگے۔

استاد کی کیا اہمیت اور اس کا کیا مرتبہ ہے، احمد شوقی سے پوچھئے۔

وہ فرماتے ہیں:

قُمْ للمعلّم وَفِّهِ التبجيلا

كاد المعلم أن يكون رسولاً

أعلمتَ أشرفَ أو أجلَّ من الذي

يَبني ويُنْشِئ أنفساً وعقولاً

(کھڑے ہو کر استاد کی تعظیم بجالاؤ، کیونکہ وہ رسول بننے کے قریب (نائب رسول) ہے، کیا تم اس سے بزرگ یا برتر کسی کو جانتے ہو جو عقل و جان کی تعمیر اور پرورش کرتا ہے)۔

بعض امراء کی عادت ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے ڈاکٹر یا حکیم سے پوچھ لیتے ہیں، اسی طرح بعض مریضوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ دوا بغیر اپنے ڈاکٹر کے

مشورہ کے نہیں کھاتے، مطالعہ جو عملی، فکری اور روحانی غذا ہے اس کا معاملہ اس سے زیادہ اہم اور نازک ہے۔(۱)

کسی کی سرپرستی اور رہنمائی میں مطالعہ کیا جائے حتیٰ کہ لغت بھی پوچھ کر دیکھی جائی اور دیکھنے کا طریقہ معلوم کیا جائے۔

حضرت اقدس شاہ وصی اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں مدارس عربیہ کے طلبہ میں بھی آزادی آگئی ہے، کسی کے تابع رہنا نہیں چاہتے، نہ کسی قاعدہ قانون کی پابندی کرنا چاہتے ہیں، خود بینی، خودرائی کے شکار ہو چکے ہیں، ان کے نزدیک نہ کوئی چھوٹا ہے اور نہ بڑا، ان کو کسی کا ادب ہے نہ لحاظ، اپنے نفس کے گھوڑے پر سوار ہیں جدھر لے جاتا ہے ادھر چلے جاتے ہیں، گویا ان پر ان کا نفس مستولی ہے، طبیعت ان پر غالب ہے، جو اس کا تقاضہ ہوتا ہے اسی کے مطابق عمل کرتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر سال باوجود صدہا طلبہ کی فراغت کے کام کے عالم نظر نہیں آتے، نہ تو علمی استعداد معلوم ہوتی ہے اور نہ عملی قوت وصلاحیت کا پتہ چلتا ہے، غرض قوت علمیہ وعملیہ دونوں ہی کا فقدان ہے تو پھر کام ہو تو کیسے ہو، العیاذ باللہ! (تذکرہ مصلح الامت)

سرپرست اور مشیر کی مثال وکیل جیسی ہے جس کے یہاں ہمیشہ مقدمات لے کر آتے جاتے ہیں، جیسی وہ عنایت کرے گا دوسرا نیا آدمی نہیں کر سکتا۔

حضرت جعفر صادقؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ کو نصیحت کی تھی کہ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ لیتے رہا کرو جن کے قلوب اللہ خوف سے لبریز ہوں۔

مطالعہ کے لئے مشیر یا سرپرست کس کو بنائے؟

کسی ایک عالم، متبع سنت کو اپنا مقتدا اور ہادی بنالے، جو شفیق، خیر خواہ، ہمدرد، اور تجربہ کار ہو، اس انتخاب میں بڑے سلیقہ کی ضرورت ہے، دیکھ بھال کر، خوب سمجھ

(۱) مستفاد از- استاد و شاگرد کے حقوق، ص ۸۰-۸۱۔

بوجہ کرکسی ایک کو متعین کیا جائے خواہ تھوڑی دیر لگے، پھر اس سلسلہ کے جملہ امور میں اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔(۱)

البتہ اس سلسلہ میں اعلم (زیادہ واقف کار) اَوْرَعْ (زیادہ پرہیزگار) اور اسن (عمر دراز) کو ترجیح حاصل ہوگی۔

ہدایات برائے نگراں وسرپرست

بازار میں درسی وغیر درسی کتب تو طرح طرح کی ملتی ہیں لیکن مختلف حیثیتوں سے موزوں ان میں بہت کم ہوتی ہیں، طلبہ کے لئے وہی کتب منتخب کی جائیں:

۱- جو تعصب وتنگ نظری اور کفر وشرک سے پاک ہوں۔
۲- جن سے اعلیٰ نصب العین اور پاکیزہ نظریۂ حیات بنانے، سیرت کو سنوارنے اور خیالات کو بلند کرنے میں مدد ملے۔
۳- جن کی زبان سلیس وبامحاورہ، طرزِ بیان شگفتہ اور طالب علم کے لئے دلچسپ اور قابل فہم ہو۔
۴- جو عمر، نفسی کیفیات، میلانات ورجحانات اور فطری دلچسپیوں کو ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہوں۔
۵- جن کی تیاری میں حالات وضروریات کا پورا لحاظ رکھا گیا ہو اور جن کا مواد تجربات ومشاہدات اور روزمرہ کی زندگی سے متعلق اور مربوط کرکے پیش کیا گیا ہو۔
۶- جن کے اسباق تجسس ابھارنے، انہیں پڑھنے پر آمادہ کرنے، ان کی توجہ کو کھینچنے اور ان کی دلچسپی کو برقرار رکھنے میں معاون ہوں۔(۲)

---

(۱) مستفاد از- استاد وشاگرد کے حقوق، ص/۸۱-۸۲۔

(۲) مستفاد از- فن تعلیم وتربیت، ص/۳۱۴-۳۱۵۔

حضرت مولانا علی میاں ندوی ؒ کی نصیحت

"مدارس عربیہ کے طلباء کو حضرت مولانا ہمیشہ فرماتے تھے کہ کسی کتاب کا سرسری مطالعہ کافی نہیں ہوتا بلکہ اس طرح مطالعہ کریں گویا پوری کتاب کو آپ نے چاٹ لیا ہے، اور فرماتے تھے کہ ہم نے احمد امین کی "فجر الاسلام، ضحیٰ الاسلام، اور ظہر الاسلام" کو اتنا پڑھا ہے کہ اس کے صفحات ازبر ہوگئے، اس دور میں جو سرسری مطالعہ کی عادت ہوگئی ہے، اس سے مطالعہ کرنے والوں کو کما حقہ نفع نہیں پہنچتا۔" (۱)

لیکن اگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے کسی کتاب کو بالاستیعاب پڑھنے اور بنظر غائر مطالعہ کرنے کا موقع نہ ملے تو سرسری مطالعہ اور مضامین کتاب اور مشمولات کو ایک نظر دیکھ لینا بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

◆-◆-◆

(۱) نقوش و آثار مفکر اسلام ص/۴۱

مطالعہ پر ایک عمومی نظر

مطالعہ کا ذوق وشوق اور اس میں انہماک قدرت کی جانب سے انسان کے لئے ایک عظیم نعمت ہے اس کے بغیر روحانی ترقی اور علمی استعداد حاصل نہیں ہوسکتی، کوئی بھی شخص اس کے بغیر نہ ترقی کے منازل طے کرسکتا ہے اور نہ کسی مقامِ بلند پر فائز ہوسکتا ہے۔

امام محمدؒ کے حالات میں ہے کہ طالب علمی کے بعد بھی کتابوں کے مطالعہ میں منہمک رہتے تھے اور کبھی تو یہ انہماک اتنا بڑھ جاتا کہ مطالعہ کی حالت میں کسی کے سلام کا جواب دینے کے بجائے اس کے لئے دعائے خیر کرنے لگتے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"میں ایک دفعہ تمام رات امام محمدؒ کے یہاں رہا، آپکی ساری رات اس طرح گذری کہ کچھ دیر مطالعہ کرتے پھر لیٹ جاتے پھر اٹھ جاتے اور مطالعہ کرنے لگتے، جب صبح ہوئی تو آپ نے نماز فجر پڑھی، جس سے معلوم ہوا کہ ساری رات باوضو رہے اور جاگتے رہے۔"

حکیم جالینوس سے پوچھا گیا کہ تم نے اپنے ساتھیوں سے زیادہ حکمت کیسے حاصل کرلی؟ جواب دیا، میں نے کتب بینی کے لئے چراغ پر اس سے زیادہ خرچ کیا جتنا لوگ (بیوقوف) شراب پر خرچ کرتے ہیں۔(۱)

---

(۱) گلدستہ خلوط حصہ اول، آخری صفحہ۔

مولانا محمد علی جوہر کا اداریہ

مولانا محمد علی جوہر بعض مرتبہ دس کتابیں پڑھنے کے بعد ایک اداریہ لکھتے تھے اور اگر کوئی مضمون لکھنا ہوتا تو وہ رات اس طرح گذارتے کہ ان کے بستر پر کتابوں، رسالوں اور تراشوں کا ایک انبار لگا رہتا تھا۔

آجکل بدذوقی اور علمی انحطاط کا یہ عالم ہے کہ بغیر مطالعہ کے اہتمام کے مضمون لکھ دیا گیا، اسی لئے اس میں کوئی دم نہیں ہوتا، اور حیرت وتعجب اس پر ہے کہ ناداں اسے بڑا کمال سمجھتا ہے۔

تصنیف وتالیف کا مذاق

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ندوۃ العلماء کی اصلاحِ نصاب وتعلیم کی مناسبت سے فرمایا تھا:

> ''تصنیف وتالیف کا مذاق بہت سی چیزوں کا طالب ہے، تعلیم وطرزِ تعلیم کے بعد علمی صحبت ومجامع، مذاکرات ومباحثات علمیہ، مطالعہ ونظر، شوق ومزاولت اور سب سے زیادہ کسی مصنف کے زیرِ نظر کام کرنے سے قدرتی قابلیتوں کو تربیت میسر آتی ہے، قدیم مدارس میں اس کا سامان ناپید ہے، خود مدرسین ہی کو ذوق نہیں، تا بہ دیگر چہ رسد؟ وسعتِ مطالعہ ونظر کا جب سامان ہی نہ ہو تو دماغ میں استعداد، اخذ وترتیب وبحث کیونکر کام دے؟ اسی کا نتیجہ ہے کہ صدہا متخرجین مدارسِ عربیہ میں دو چار صاحبِ نظر مصنف بھی نظر نہیں آتے۔''(۱)

(۱) اس سلسلہ میں حضرت تھانویؒ کی کتاب ''آداب تقریر وتصنیف'' کا مطالعہ مفید ہوگا۔ ''رہنمائے مطالعہ اور مضمون نگاری'' اور ''آؤ قلم پکڑنا سیکھیں'' وغیرہ جیسی کتابوں کا مطالعہ بھی مناسب ہوگا۔

مطالعہ پر ایک اہم نوٹ

عمر کے ایک خاص مرحلہ تک طالب علم فطرۃً قصوں اور کہانیوں کا خوگر ہوتا ہے، انھیں بغور پڑھتا، بصد شوق یاد کرتا اور بے حد توجہ کے ساتھ ان کے سننے پر کان دھرتا ہے، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر و بیشتر وہ ان کتابوں کے انتخاب میں غلطی کر بیٹھتا ہے، جسے وہ پڑھنا اور ان سے شاندار، دل چھو لینے والا اسلوب اور من موہ لینے والا عمدہ طرز اور قلب کے نہاں خانہ میں پیوست ہو جانے والا ڈھنگ سیکھنا چاہتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ کسی مکتبہ یا لائبریری میں داخل ہوتا ہے، اور کتابوں کے ان ذخائر اور الماریوں پر نظر ڈالتا ہے جو رنگ برنگ اور انواع و اقسام کی کتابوں سے بھری پڑی ہیں تو وہ حیران و ششدر رہ جاتا ہے، اور مبہوت کھڑا غور و فکر کرنے میں لگ جاتا ہے، اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کون سی کتاب لے اور کون سی چھوڑ دے، پھر وہ بغیر غائرانہ نظر ڈالے اور مشتملات پر اچھی طرح غور و فکر کیے اس کتاب کا انتخاب کرتا ہے جس کا ٹائیٹل جاذبِ نظر اور پرکشش ہو، یا اس کا عنوان و موضوع اسے بھائے اور پسند آئے، خواہ اس کے پڑھنے کے لائق ہو یا نہ ہو۔

وہ یہ نہیں جان پاتا کہ یہ قصے اور کہانیاں اپنے اندر عبارتوں میں کیا سقم رکھتی ہیں اور ان کی تراکیب اور ناپسندیدہ اور غیر مناسب کلمات میں کیا کمزوری اور خامی ہے، اس کے پیشِ نظر اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا کہ وہ کتاب اس کے ذوق کو اپیل کرتی ہے اور اس کے جذبات سے ہم آہنگ ہے، اور اس کا فہم اس کے لئے آسان

ہے، لیکن وہ اسی کتاب سے ایسی چیزیں سیکھتا ہے جو اس کے اسلوب کو بگاڑ دیتی ہیں۔

اگر اس کی نظرِ انتخاب ایسی کتابوں پر پڑ گئی جو عمدہ اور نازک اسلوب میں تالیف کی گئی ہیں لیکن اس میں ایسے موضوعات چھیڑے گئے ہیں جو اس کے فہم و ادراک سے بالاتر ہیں تو وہ ان سے بھاگتا اور گریز کرتا ہے، کیوں کہ وہ انھیں سمجھ ہی نہیں سکتا چہ جائیکہ وہ ان کا چٹخارہ لے اور ان کا صحیح لطف اٹھائے، یہ چیز اس کو کمزور ہمت اور پست حوصلہ بنا دیتی ہے، اور اس کے پڑھنے کی دلچسپی ختم کر کے اس کا تعلق ورشتہ کتابوں اور مکتبوں سے توڑ دیتی ہے۔

چنانچہ شعور کے بلوغ، فکر کی پختگی اور معیار کی بلندی کے وقت وہ اس غلط انتخاب کے نتیجہ میں ان پھلوں سے محروم ہو جاتا ہے جنکی خوشہ چینی وہ سنجیدہ، با مقصد اور علمی کتابوں میں کر سکتا تھا۔

اسلئے ہر طالب علم پر ضروری ہے کہ کسی کتاب کو ہاتھ لگانے اور پڑھنے کے لئے اٹھانے سے پہلے حسب ذیل ان چند امور کا خیال رکھے:

۱۔ وہ اپنے پڑھنے اور مطالعہ کرنے کے لئے کسی کتاب کا انتخاب بغیر اپنے استاد یا مربی کے مشورہ کے از خود نہ کرے۔

۲۔ مطالعہ کے دوران کتابوں میں آنے والے اشعار، امثال، حِکَم، اور ادبی شہ پارے، بلیغ جملے اور طاقتور و مؤثر عبارتیں یاد کرتا جائے جو قصوں، کہانیوں کے دوران آجایا کرتے ہیں، تا کہ انھیں اپنی تحریر و نگارش میں استعمال کرے۔

۳۔ کسی بھی کتاب کی ورق گردانی کرتے وقت طالب علم کے لئے یہی مناسب ہے کہ جو بھی خیال اور عمدہ فکر بھا جائے انھیں ساتھ ساتھ نوٹ کرتا جائے۔

۴۔ کسی کتاب کے مطالعہ سے جب فارغ ہو تو اپنے پڑھے ہوئے کی تلخیص اپنے اوپر لازم سمجھے، اس لئے کہ تلخیص کا کام ہی تحریری ملکہ کو پروان چڑھانے کا پہلا

مرحلہ اور لیاقت وصلاحیت کو جلا بخشنے کا پہلا اسٹیج ہے، اس مرحلہ کو عبور کئے بغیر نامور ادباء اور ممتاز انشاء پردازوں کے مقام تک پہنچنا اور انکی صف میں کھڑا ہونا دشوار ہی نہیں بلکہ خواب وخیال ہے۔

۵- تلخیص اپنے استاد یا مربی کے سامنے پیش کرے تا کہ اس کی رائے معلوم کر سکے اور اپنی فکر یا نتیجہ، یا اشکال جو پڑھ کر اخذ کیا ہے، ان سب کی تصحیح وتصویب ہو سکے۔

اگر مطالعہ کے مذکورہ بالا اصول وآداب کا خیال رکھتے ہوئے مطالعہ کیا جائے گا تو انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا اور طالب علم کو ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، اور نہ ہی مستقبل میں حسرت وندامت کا منہ دیکھنا پڑے گا جو بغیر مشورہ از خود انتخاب کر لینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔(۱)

مَن طلبَ العلومَ بغیر درسٍ
سَیُدرکھا إذا شابَ الغرابُ

(جو علوم کو بغیر مطالعہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ ایسا ہی محال ہے جیسے کوے کا سفید ہونا)۔

(۱) تحریر مولانا سید جعفر مسعود حسنی ندوی، ترجمہ وتلخیص از مؤلف، (الرائد ۱۰-۲۵/صفر ۱۴۲۵ھ)

مطالعہ محفوظ کیسے رکھا جائے؟

یہ ایک اہم سوال ہے، اکثر طلبہ یہ شکایت کرتے ہیں کہ جب پڑھا ہوا بھول جاتا ہے اور کچھ یاد نہیں رہتا تو پھر مطالعہ کرنے سے کیا فائدہ؟

دراصل یہ ایک بہت بڑی بھول ہے ورنہ حقیقت اس کے برعکس ہے، انسان کا ذہن کیسٹ کے مانند ہے جو معلومات کو اپنے کسی نہ کسی گوشہ میں محفوظ کر لیتا ہے، اور ضرورت پڑنے پر سامنے لے آتا ہے، اس کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب کوئی علمی مباحثہ پیش آتا ہے، یا اس موضوع سے متعلق گفتگو چھڑتی ہے، تو دماغ کی ریل (Reel) گھوم جاتی ہے اور مطالعہ کی ہر بات سامنے آتی جاتی ہے، اس وقت آدمی کو مطالعہ کا فائدہ محسوس ہوتا ہے، ظاہری بات ہے کہ پڑھی ہوئی ہر چیز، ہر وقت یا اکثر وقت من وعن محفوظ نہیں رہ سکتی، سوائے ان اقتباسات کے جنہیں حفظ کر لیا جائے، البتہ اس کا خلاصہ اور نچوڑ یاد رہتا ہے۔

طلبہ کو یہ شکایت عموماً اس لئے ہوتی ہے کہ ان کا مطالعہ غیر مرتب اور ناقص ہوتا ہے، کم عمری میں بعض ایسی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے ہیں جو اس عمر میں ان کے پڑھنے کی نہیں ہوتیں، کیوں کہ ذہن ودماغ اور فکر ونظر محدود اور چھوٹا ہوتا ہے، اس لئے اکثر باتیں سر سے گذر جاتی ہیں، اور عقل وشعور کی گرفت میں نہیں آتیں، اور بسا اوقات تو کچھ بھی پلے نہیں پڑتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔

اسی طرح آداب مطالعہ کا خیال رکھے بغیر من مانی مطالعہ یا سرسری مطالعہ بھی اس شکایت کا باعث ہے، اس کتاب میں درج شدہ آداب مطالعہ اور اس کے طریقہ کار کے مطابق اگر مطالعہ کیا جائے گا تو پڑھا ہوا محفوظ رہے گا، اور یہ شکایت یا تو بالکل

نہ ہوگی یا اسمیں بڑی حد تک کمی آجائے گی۔

ہاں! ایک چیز قابلِ ذکر معلوم ہوتی ہے، وہ یہ کہ مطالعہ کئی بار کیا جائے اور اس کا خلاصہ بھی لکھا جائے یا کم از کم کتاب بند کر کے ذہن میں پڑھی ہوئی باتوں کا خلاصہ مستحضر کیا جائے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کتاب کو اپنی سہولت کے لحاظ سے کئی حصوں میں تقسیم کر لیا جائے، یا ہر باب اور ہر فصل کو الگ کر کے ایک ایک باب اور فصل کو کئی بار پڑھا جائے اور اتنا ہی پڑھا جائے جتنا بآسانی ہضم ہو جائے اور ذہن قبول کر لے، آخر میں کتاب بند کر کے پڑھے ہوئے حصہ کا ذہن میں اعادہ کیا جائے، انشاء اللہ یہ طریقہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

کیوں کہ مطالعہ کا تسلسل ہی حافظہ کو تیز کرتا ہے، اور بغیر مطالعہ و مذاکرہ کے اہتمام کے نہ علم محفوظ رہ سکتا ہے اور نہ ہی علمی باتیں دماغ میں مستحضر رہ سکتی ہیں، بلکہ اگر مطالعۂ کتب چھوٹ جائے یا تسلسل ٹوٹ جائے تو دماغ میں محفوظ علوم بھی رفتہ رفتہ رخصت ہو جاتے ہیں۔

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ سے پوچھا گیا کہ قوتِ حافظہ تیز ہونے کے لئے کیا تدبیر اپنائی جائے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ "کتابوں کا مطالعہ مسلسل جاری رکھا جائے۔" (اسی سے حافظہ مضبوط ہوگا)۔(۱)

اسی طرح اگر قوت ناطقہ (زبان) قوت باصرہ (آنکھ) اور قوت سامعہ (کان) تینوں صلاحیتوں کا بیک وقت استعمال ہو تو قوت حافظہ اپنا کام کرتی ہے اور پڑھے ہوئے کو محفوظ کر لیتی ہے۔

پڑھنے میں قراءۃ جہریہ یعنی اتنی آواز سے پڑھے کہ خود سن سکے، پر عمل ہو کیونکہ قراءۃ سریہ (آہستہ پڑھنا) مفکرین اور بڑے علماء کے لیے ہے۔

❖-❖-❖

---

(۱) ماہنامہ "ندائے شاہی" مرادآباد، جنوری ۲۰۰۵ء۔

تعطیلات کیسے گزاریں؟

طلبہ چاہے مدارس کے ہوں یا عصری درسگاہوں کے، وہ عام طور پر اپنی زندگی کے قیمتی اوقات خاص طور سے تعطیل کے ایام کو یوں ہی ضائع کردیتے ہیں، تو آیئے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں کہ تعطیلات کو ثمر آور اور کارآمد کس طرح بنایا جائے تاکہ ہم دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں۔

تعطیلات میں فرصت کی گھڑیاں خوب ہوتی ہیں، ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کے لیے تو زندگی اور وقت آخرت بنانے کے لیے ہی ہے، لہٰذا ہمیں اور بھی زیادہ وقت کی قدر و قیمت کو جان کر اس کو آخرت کی کامیابی کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

تو آیئے ان تعطیلات کے فارغ اوقات کے مشاغل کو جان کر اس پر عمل پیرا ہوکر اپنے مستقبل کو تابناک بنانے کی کوشش کریں، اللہ ہماری مدد فرمائے۔

یہ ضروری نہیں کہ تعطیلات میں بھی آپ مکمل طور پر صرف اور صرف تعلیمی کام ہی میں مشغول رہیں بلکہ تعطیلات میں کچھ تفریحی مشاغل بھی اپنا سکتے ہیں، مگر ساتھ ساتھ یہ بھی خیال رہے کہ کیا آپ جس تفریحی کام میں لگے ہوئے ہیں وہ شرعاً جائز بھی ہے یا نہیں، جو کھیل آپ کھیل رہے ہیں وہ کہیں منکرات کا مجموعہ تو نہیں اور بے معنی اور بے سود تو نہیں؟ یا فرائض و واجبات میں کوتاہی کا ذریعہ تو نہیں؟ اگر شرعاً وہ مشغلہ جائز ہو، بدنی ورزش ہوتی ہے تو فطرت کی تسکین کے لیے آپ کچھ وقت اس میں بھی صرف کرسکتے ہیں مگر زیادہ نہیں۔

وقت کو کام میں لینے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ وقفہ وقفہ سے

اپنے آپ سے سوال کریں: اے نفس! تو نے فارغ وقت میں کیا کیا؟ کیا فرصت کی گھڑی میں کوئی علمی یا بدنی یا مالی یا کوئی بھی مفید اور کارآمد کام کیا؟ اگر نہیں تو استغفار کریں اور فوراً کام میں لگ جائیں۔

اب آیئے تعطیلات کے مشاغل کو سنتے چلیں:

۱- تلاوت قرآن: قیامت کے دن انسان کو سب سے زیادہ خوشی، زندگی کے ان لمحات پر ہوگی جو عبادت میں گزارے ہوں گے اور عبادات میں سب سے عظیم عبادت نماز کے بعد تلاوت قرآن ہے، یومیہ حفاظ طلبہ کو کم از کم ہر نماز کے وقت ایک پارہ اور غیر حفاظ کو آدھا پارہ پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، اور رمضان المبارک میں کم از کم دو قرآن اور ہوسکے تو دس پندرہ بیس جتنے زیادہ ہوں مکمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

رمضان المبارک میں تلاوت قرآن کے ساتھ قرآن کی تفسیر کی طرف بھی توجہ ہونی چاہیے اور عربی سوم چہارم پنجم سے لے کر دورۂ حدیث شریف تک کے طلبہ کو مسجدوں میں درس قرآن اور درس حدیث کا بھی اہتمام کرنا چاہیے، خاص طور پر عصر حاضر میں سورۃ الانعام، سورۃ الحجرات، سورۃ الاعراف وغیرہ کی تفسیر بیان کرنی چاہیے، کیونکہ آج امت عقائد سے بھی نابلد ہے اور ان سورتوں میں عقائد سے تفصیلی بحث کی گئی ہے، خاص طور پر اول الذکر میں۔ ساتھ ہی ساتھ کسی نماز کے بعد فقہی مسائل کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کا بھی اہتمام ہونا چاہیے۔(۱)

۲- حفظ المتون: طالب علم کے لیے یہ بھی ازحد ضروری ہے کہ ہر فن کے کچھ متون یاد ہوں، اگر وقت کو صحیح استعمال میں لایا جائے تو طالب علم دو ماہ کی اس طویل تعطیل میں متون یاد کرسکتا ہے، مثلاً عقائد میں عقیدۃ الطحاویۃ جو عقائد کے

---

(۱) "المسائل المهمة" جو آج کل کو اسے شائع ہوئی ہے اس سلسلہ میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

باب میں کلیدی اور بہت مختصر کتاب ہے، اسے یاد کرلے، حدیث میں اربعین نووی، نحو میں ہدایۃ النحو، الفیہ ابن مالک، فقہ میں نورالایضاح، اصول حدیث میں نخبۃ الفکر وغیرہ، اگر طالب علم ہرفن کی اہم کتابوں کو حفظ کرلیتا ہے تو اس کے لیے آئندہ بڑی آسانی ہوسکتی ہے اور استعداد انتہائی مضبوط بن سکتی ہے، عربوں کے یہاں حفظ متون کا کافی رواج ہے، ہمارے یہاں بالکل نہیں ہے، حالانکہ یہ بھی ایک اچھی چیز ہے۔

۳- اصلاح معاشرہ: عام طور پر طالب علم کو دوران تعلیم مدرسہ میں لوگوں کو اصلاح کی طرف بلانے کا موقع نہیں ملتا ہے، لہٰذا تعطیلات کو غنیمت جان کر لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے، برائی سے روکے، اپنی بستی اور اپنے اطراف کی بستیوں میں بھی اس کے لیے کوشاں ہو، مگر اخلاص نیت کے ساتھ، اس کام کے مختلف طریقے ہوسکتے ہیں:

(الف) مساجد میں تقریر کے ذریعہ۔

(ب) نوجوانوں کو الگ سے جمع کرکے۔

(ج) علاقائی زبان میں اسلامی کتابوں کو تقسیم کرکے۔

(د) علماء کے بیانات کی سیڈیاں اور کیسٹیں تقسیم کرکے۔

۴- کمزور مضامین پر محنت: بہت سے طلبہ ایسے ہوتے ہیں جن کے بعض مضامین بالکل کمزور ہوتے ہیں، مثلاً نحو، صرف، بلاغت وغیرہ، تو ان کمزور مضامین کی کمزوری کو دور کرنے کا بھی تعطیلات سنہرا موقع ہیں، کیونکہ سال بھر دیگر درسی مصروفیات کی وجہ سے ان پر توجہ نہیں ہو پاتی اور آئندہ بھی امکان کم ہوتا ہے، لہٰذا اپنی اس کمزوری کو تعطیلات میں محنت کرکے دور کرنے کی کوشش کریں، عام طور پر ہمارے زمانہ میں طلبہ کا نحو، صرف، اصول فقہ، منطق، ریاضی، انگریزی، بلاغت، املاء کمزور ہوتے ہیں، لہٰذا ان کی جانب خاص توجہ دینی چاہیے۔

۵- آئندہ سال کی تیاری: طالب علم کو چاہیے کہ رمضان میں گھر جانے سے پہلے اپنی آئندہ سال کی کتابیں اگر ممکن ہو تو سب، ورنہ ان میں سے چند اہم خرید لے اور تعطیلات میں اس کو دیکھنا شروع کر دے تاکہ رمضان کے بعد پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری نہ ہو، ورنہ بعض مرتبہ لمبی تعطیل میں تعلیم و تعلم اور مطالعہ سے کٹ جانے کی وجہ سے دل پڑھنے میں نہیں لگتا اور طالب علم کچھ دنوں بعد مدرسہ سے راہ فرار اختیار کر لیتا ہے۔

۶- صالحین کی صحبت: تعطیلات میں صلحاء، علماء اور اتقیاء کی مجلسوں میں حاضری دے اور ان کی صحبت میں کچھ عرصہ گزارے، ہو سکے تو خانقاہ میں یا جماعت میں کچھ مدت لگا دے تاکہ باطن کا تصفیہ ہو سکے۔

۷- از خود عبادات کی عادت: عام طور پر ہر مدرسہ میں طلبہ کو جگانے اور اٹھانے کے لیے نگراں حضرات ہوتے ہیں، جو نماز وغیرہ پر نگرانی رکھتے ہیں، خصوصاً صبح میں بیدار کرتے ہیں، نماز نہ پڑھنے پر سزا بھی ہوتی ہے، اس لیے بہت سے طلبہ عبادت میں اضطراراً مشغول ہوتے ہیں، تعطیلات میں خود سے اپنے اوپر محنت کر کے صبح اذان سے پہلے اٹھنے کی عادت ڈالیں، تمام اوقات میں وقت سے پہلے مسجد میں آنے کی کوشش کریں اور مسجد میں آکر ذکر و اذکار یا تلاوت میں مشغول ہو جائیں، تہجد، چاشت، اشراق، پیر اور جمعرات کے روزے وغیرہ کی عادت ڈالیں تو اس سے جہاں خود کا فائدہ ہے وہیں عوام پر بھی اس کا اچھا اثر پڑے گا۔

۸- مضمون نگاری: تعطیلات میں طالب علم کو مقالات و مضامین لکھنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ لکھنے کا ذوق پیدا ہو، کم از کم روزنامچہ ہی لکھے۔

۹- مشہور و نامور قراء کی کیسٹیں سننا: تعطیلات میں عمدہ قرآن پڑھنے والے مشہور قراء کی کیسٹیں سن کر اچھے لہجے میں قرآن پڑھنے کا اپنے آپ کو عادی

بنائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اقرؤا القرآن بلحون العرب" (قرآن کو عربی لب ولہجہ میں پڑھو)۔

۱۰- دعاؤں کا اہتمام: دعاء عبادتوں کا مغز ہے، عام طور پر ہمارے طلبہ دعاء سے گھبراتے اور کتراتے ہیں بلکہ بوجھ سمجھتے ہیں، حالانکہ دعاء ایک طالب علم اور عالم ہی نہیں بلکہ مسلمان کی زندگی کا جزء لاینفک ہونا چاہیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت دعائیں کیا کرتے تھے، مغرب سے بیس منٹ قبل مسجد میں آ کر دعاء میں مشغول ہونے کا عادی بننا چاہیے۔

اسی طرح تہجد میں اٹھ کر، نمازوں کے بعد، تلاوت کے بعد، اپنے لیے، امت کے لیے، اپنے مرحومین کے لیے، عافیت، سلامتی اور مغفرت کی دعائیں کرنی چاہیے، اپنے والدین کے لیے، اپنے بھائی بہنوں کے لیے، اپنے اساتذہ کے لیے، اپنے مدرسہ کے لیے، اسی طرح تمام مریضوں، مقروضوں اور ضرورت مندوں کے لیے دعا کا اہتمام کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کا عادی بنادے۔ (آمین یارب العالمین)۔

• "تلک عشرۃ کاملۃ" (یہ دس کام تھے) جو طلبہ کو تعطیلات سودمند بنانے کے لیے ضرور بجالانا چاہیے، امید ہے کہ طلبہ ضرور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔

تعطیلات میں کیا نہ کریں؟

طلبہ کو تعطیلات میں ہر ایسے کام سے اجتناب کرنا چاہیے جو بے سود، بے کار، لغو اور بے ہودہ ہو، اللہ کی ناراضگی یا معصیت یا اس کا سبب ہو، مثلاً گانے سننا، فلمیں دیکھنا، بازاروں میں چکر کاٹتے رہنا، کثرت سے سونا، کھیل کود میں اکثر اوقات ضائع

کرنا، برے دوستوں سے یاری کرنا اور ان کے ساتھ محفلیں جمانا، راتوں کو جاگنا اور بے سود باتوں اور غیبت، ہنسی مذاق میں وقت ضائع کرنا، پان، گٹکھا، تمباکو وغیرہ کی عادت ڈالنا، ٹیلی فون اور موبائل پر لمبی لمبی باتیں کرنا، موبائل گیم کھیلنا، بدنظری کرنا، ٹی وی سیریل وغیرہ یا ٹی وی پر کرکٹ میچ یا کوئی بھی ناجائز پروگرام دیکھنا، اخبار بینی میں اپنا وقت ضائع کرنا، ناول افسانے یا کہانی وغیرہ بے فائدہ کتابوں کا مطالعہ کرنا، فحش تصاویر والے میگزین کو دیکھنا، کرکٹروں، فلم اسٹاروں کے انٹرویو اور سوانح پڑھنا، تفریح گاہوں مثلاً سمندر کے کنارے، چڑیا گھروں وغیرہ میں وقت ضائع کرنا، جادوگرانہ کرتوتوں اور میلے وغیرہ میں شرکت کرنا، فضول اسفار کرنا، راستوں اور چوراہوں پر چکر لگاتے رہنا یا بیٹھنا، یہ سب کارہائے معاصی ہیں، ایک صالح اور نیک بخت طالب علم کے لیے یہ چیزیں کسی صورت میں مناسب نہیں اور نہ ہی زیب دیتی ہیں بلکہ "خسر الدنیا والآخرة" کا مصداق ہیں۔

خلاصہ یہ کہ معصیت اور فضول امور میں اپنے قیمتی اوقات اور فانی زندگی کے لمحات کو ضائع کرنا، اپنے آپ کو ضائع کرنے اور جہنم کی طرف ڈھکیلنے کے مترادف ہے، لہٰذا "فمن زُحزِح عن النار و أدخل الجنة فقد فاز" (جو جہنم سے ورے یعنی دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً کامیاب ہوگیا) کو پیش نظر رکھ کر تعطیلات بسر کرے، آج ہی عزم مصمم کر لیں، اللہ ہم کو توفیق خیر عطا فرمائے، ہمیں اپنی مرضیات پر چلا کر نامرضیات سے بچائے اور دنیا و آخرت میں ہمارے لیے عافیت، سلامتی اور سرخ روئی مقدر فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)۔

◆-◆-◆

دھیان سے پڑھیے!

- ☆ ادبی کتابوں کو غور سے پڑھیں اور ان کی عبارتوں کو زبان سے ادا کریں۔
- ☆ علمی اور تاریخی کتابوں کو سمجھنے کے بعد مفید معلومات کو ذہن میں ترتیب کے ساتھ محفوظ کریں۔
- ☆ اچھے جملے، محاورے اور حکمت کی باتیں دو تین بار پڑھیں ہو سکے تو نوٹ کرلیں۔
- ☆ کتاب کے آخر میں مطالعہ کا خلاصہ اپنے ذہن میں تازہ کرلیں یا اپنی ڈائری میں نوٹ کرلیں۔
- ☆ اگر تفصیلی مطالعہ کا موقع نہ ملے تو کم از کم کتاب کی فہرست اور مقدمہ ضرور پڑھ لیں۔
- ☆ کتاب پڑھ کر اس کے بارے میں اپنی رائے ضرور قائم کریں۔

(مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری)

❖-❖-❖
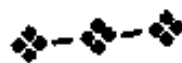
کیا پڑھیں؟

حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ فرماتے تھے کہ "ہر فن کی کوئی مختصر، جامع اور عام فہم کتاب ضرور پڑھ لینی چاہیے۔"

اس لیے یہاں مختصر و مفصل اور آسان و مشکل کے لحاظ سے چند فنون کی کچھ اہم کتابوں کی ایک مختصر فہرست دی جارہی ہے، امید ہے کہ یہ فہرست ذہن سازی کرنے اور فن سے واقفیت کرانے نیز اس کے متعلق تمام گوشوں کو سمیٹنے میں بنیادی کردار ادا کرے گی لیکن اپنے مشرف کے مشورہ سے ہی پڑھیں۔

عقائد

۱- عقائد الاسلام	شاہ ولی اللہ دہلویؒ
	ترجمہ: مفتی محمد خلیل خاں برکاتی
۲- قبلہ نما	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ
۳- اسلامی عقیدے	شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ
	ترجمہ: مولانا انظر شاہ مسعودیؒ
۴- اسلامی عقیدے	مولانا عبد السلام بستویؒ
۵- عقائد علمائے دیوبند	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
اور	مولانا حسین احمد مدنیؒ
حسام الحرمین	مولانا محمد منظور نعمانیؒ

۶- عقیدۃ الاسلام — علامہ انور شاہ کشمیریؒ

۷- عقائد الاسلام — مولانا عبدالرحمٰن کمرائیؒ

۸- العقیدۃ الاسلامیۃ — امام حسن البنا شہیدؒ

۹- الایمان والحیاۃ — ڈاکٹر یوسف القرضاوی

۱۰- تقویۃ الایمان — شاہ اسماعیل دہلوی شہیدؒ

۱۱- اسلام کے تین بنیادی عقائد — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

اصول تفسیر

۱- مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

۲- علوم القرآن — مفتی محمد تقی عثمانی

۳- قرآن فہمی کے بنیادی اصول — مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

۴- الروض النضیر شرح الفوز الکبیر — مولانا حنیف گنگوہی

۵- الفوز العظیم — ابو محمد خورشید انور قاسمی

تفسیر

۱- تفسیر عثمانی — مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

۲- بیان القرآن — حضرت تھانویؒ

۳- معارف القرآن — مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

۴- ترجمان القرآن — مولانا ابوالکلام آزادؒ

۵- تفسیر ماجدی — مولانا عبدالماجد دریابادیؒ

۶- روح القرآن — مولانا عبدالسلام قدوائی ندویؒ

۷- قصص القرآن — مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

۸- قرآنی افادات — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
۹- قرآن آپ سے کیا کہتا ہے؟ — مولانا محمد منظور نعمانی
۱۰- قرآن آپ سے مخاطب ہے — مولانا محمد الحسنی
۱۱- امانت کا قرآنی تصور — مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۱۲- قرآن کریم تاریخ انسانیت کا سب سے بڑا معجزہ — مولانا عبداللہ عباس ندوی
۱۳- تاریخ القرآن — مفتی عبداللطیفؒ
۱۴- ارض القرآن — علامہ سید سلیمان ندوی
۱۵- تدوین قرآن — مولانا مناظر احسن گیلانی
۱۶- قرآن اور علم جدید — ڈاکٹر محمد رفیع
۱۷- قرآن کا دعوتی نظام صلاح و اصلاح — مولانا عبدالباری ندوی

اصول حدیث

۱- آئینہ اصول حدیث — مفتی انعام الحق قاسمی
۲- رہبر علم حدیث — مولانا الطاف حسین نقشبندی
۳- مبادیات حدیث — مفتی احمد خانپوری
۴- حدیث کا دینی معیار — مولانا محمد تقی امینی
۵- مفتاح الحدیث — مفتی عبدالجلیل قاسمی
۶- مطالعۂ حدیث کے اصول و مبادی — مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
۷- مقدمہ علم حدیث — مولانا محمد زکریا کاندھلوی
۸- خیر الاصول فی حدیث الرسولؐ — مولانا خیر محمد جالندھری

۹- اصطلاحات اصول حدیث — مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحی
۱۰- رسالہ اصول حدیث — اقبال احمد
۱۱- قاموس اصطلاحات علم الحدیث — ڈاکٹر ساجد الرحمٰن
۱۲- علوم الحدیث — مولانا عبید اللہ اسعدی

حدیث

۱- حجیت حدیث — مفتی محمد تقی عثمانی
۲- حدیث کا بنیادی کردار — مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
۳- حدیث نبویؐ کے چند اسباق — مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۴- معارف الحدیث (مکمل) — مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۵- زادِ سفر (اول، دوم) — سیدہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ
۶- ترجمان السنۃ — مولانا بدر عالم میرٹھیؒ
۷- تحقیق معنی السنۃ — علامہ سید سلیمان ندویؒ
۸- خصائل نبویؐ شرح شمائل ترمذی — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
۹- اخلاق و شمائل نبویؐ — مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۱۰- تدوین حدیث — مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
۱۱- تاریخ تدوین حدیث — مولانا عبد الرشید نعمانی ندوی

فقہ

۱- فقہ اسلامی، تعارف اور تاریخ — مفتی نعیم اختر ندوی
۲- تاریخ فقہ اسلامی — مولانا عبد السلام ندویؒ
۳- تاریخ علم فقہ — مفتی عمیم الاحسان

۴- فقہ اسلامی	مولانا مجیب اللہ ندویؒ
۵- اسلامی فقہ	مولانا محمد یوسف اصلاحی
۶- فقہ السنہ	عاصم الحدادؒ
۷- اغلاط العوام فی باب الاحکام	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۸- اسلام میں اختلاف کے اصول و آداب وحدود	مفتی محمود حسن گنگوہیؒ
۹- قانون اسلامی کا ارتقاء	مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۱۰- راہ اعتدال	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۱۱- خواتین کے احکام	ڈاکٹر عبدالحی
۱۲- بچوں کے احکام و مسائل	فیصل احمد ندوی
۱۳- گلدستہ علم ونظر	مولانا برہان الدین سنبھلی
۱۴- موجودہ زمانے کے مسائل کا شرعی حل	مولانا برہان الدین سنبھلی
۱۵- معاشرتی مسائل	مولانا برہان الدین سنبھلی
۱۶- فقہی اختلافات اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا موقف	مفتی فہیم اختر ندوی
۱۷- فقہ حنفی کے اصول وضوابط	مفتی محمد زید مظاہری
۱۸- اجتہاد اور تقلید کا آخری فیصلہ	مفتی محمد زید مظاہری
۱۹- جدید فقہی مسائل	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۲۰- اسلام میں نومولود بچہ کے احکام ومسائل	ناصح علوان
۲۱- اسلام میں حلال وحرام	ڈاکٹر یوسف القرضاوی
۲۳- حلال وحرام	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اصول فقہ

۱- آسان اصول فقہ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
۲- اصول الفقہ	مفتی عبید اللہ اسعدی
۳- تسہیل اصول الفقہ	مفتی عبید اللہ اسعدی
۴- مختصر الاصول	مولوی نجم الغنی خاں رامپوری
۵- امداد الاصول	مولانا مہربان علی بڑوتوی
۶- اصول فقہ اسلامی	ڈاکٹر طٰہٰ جابر فیاض علوانی
۷- فقہ میں اجماع کا مقام	مفتی محمد رفیع عثمانی
۸- اصول شرح محمدیؒ ۱-۳	مترجم: مولوی سید علی رضا

سیرت

۱- رحمۃ للعالمینؐ	قاضی سلیمان منصور پوریؒ
۲- دریتیم	مولانا ماہر القادریؒ
۳- سیرت رسول اکرمؐ	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۴- نبی رحمتؐ	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۵- یتیم کا راج	مولانا عبد الماجد دریابادیؒ
۶- محسن انسانیتؐ	محمد نعیم صدیقی
۷- النبی الخاتمؐ	مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
۸- ذکر رسولؐ یا مردوں کی مسیحائی	مولانا عبد الماجد دریابادیؒ
۹- مقالات سیرت	ڈاکٹر محمد آصف قدوائی
۱۰- خطبات مدراس	علامہ سید سلیمان ندویؒ

۱۱- الرحیق المختوم	مولانا صفی الرحمن مبارکپوری
۱۲- کاروان مدینہ	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
۱۳- سیرۃ النبی	علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی
۱۴- اسوۂ حسنہ کے آئینہ میں	مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی
۱۵- تاریخ تدوین سیرت	ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
۱۶- رہبر انسانیت	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

سوانح

۱- خلفائے راشدین	مولانا عبدالشکور فاروقی
۲- خلافت راشدہ	مولانا غلام رسول مہر
۳- اسوۂ صحابہ	مولانا عبدالسلام ندوی
۴- سیرت صحابہ کے چند نقوش	مولانا عبداللہ عباس ندوی
۵- محدثین عظام	ڈاکٹر تقی الدین مظاہری ندوی
۶- تذکرۃ المحدثین	مولانا ضیاء الدین اصلاحی
۷- تذکرۃ الشیخین	مولانا ابو حبان روح القدس ندوی
۸- امام بخاری اور ان کی جامع صحیح	مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۹- سیرت ائمہ اربعہ	مولانا رئیس احمد جعفری ندوی
۱۰- المرتضیٰ	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
۱۱- الفاروق	علامہ شبلی نعمانی
۱۲- سوانح مولانا روم	علامہ شبلی نعمانی
۱۳- النعمان	علامہ شبلی نعمانی
۱۴- الغزالی	علامہ شبلی نعمانی

۱۵- سیرت ٹیپو سلطان — مولانا محمد الیاس ندوی
۱۶- تذکرہ شاہ علم اللہ حسنی — مولانا محمد الحسنیؒ
۱۷- سیرت سید احمد شہید — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۸- مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۹- تذکرہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۲۰- سوانح مولانا عبد القادر رائے پوری — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۲۱- حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی — مولانا محمد ثانی حسنی ندویؒ
۲۲- نقش حیات — مولانا حسین احمد مدنیؒ
۲۳- پرانے چراغ — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۲۴- معاصرین — مولانا عبد الماجد دریابادیؒ
۲۵- سیرت مولانا محمد علی مونگیری — مولانا محمد الحسنیؒ
۲۶- بڑوں کا بچپن — مولانا محمد اسلم شیخوپوری
۲۷- آپ بیتی — مولانا عبد الماجد دریابادیؒ

تاریخ

۱- مختصر تاریخ اسلام — مولانا غلام رسول مہرؒ
۲- تاریخ اسلام — مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ
۳- تاریخ اسلام (مکمل) — مولانا اکبر شاہ نجیب آبادیؒ
۴- مختصر تاریخ ہند — مولانا سید ابوظفر ندویؒ
۵- تحریک آزادی اور مسلمان — امیر ادروی
۶- علمائے ہند کا شاندار ماضی — مولانا محمد میاں دہلویؒ

۷- آزادیٔ ہند۔حقیقت یا سراب	مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۸- بابری مسجد، تاریخی پس منظر	سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ
۹- تاریخ اخلاق یورپ	(لیکی) ترجمہ۔مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۱۰- معرکۂ مذہب وسائنس	(ڈریپر) ترجمہ۔مولانا ظفر علی خاںؒ
۱۱- داستان تاریخ اردو	سید حامد حسین قادری
۱۲- تاریخ ادب اردو	ڈاکٹر جمیل جالبی
۱۳- اردو تنقید کی تاریخ	مسیح الزماں
۱۴- تاریخ دعوت وعزیمت	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۵- تحریک آزادی میں علماء کا کردار	مولانا فیصل احمد ندوی بھٹکلی

دینیات

۱- دستور حیات	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۲- اسلام کا تعارف	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۳- اصلاح الرسوم	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۴- اسلام کیا ہے؟	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۵- سچی باتیں	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۶- دین وشریعت	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۷- تراشے	مفتی محمد تقی عثمانی
۸- اسلام کے بنیادی احکام	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۹- اسلام کی انسانیت نوازی	مفتی محمد سلمان [illegible]پوریؒ
۱۰- اسلام کا نظریہ جنگ	مولانا ابوالکلام آزادؒ

کتاب	مصنف
۱۱- تجدید تعلیم و تبلیغ	مولانا عبدالباری ندویؒ
۱۲- نظام صلاح و اصلاح	مولانا عبدالباری ندویؒ
۱۳- تجدید دین کامل	مولانا عبدالباری ندویؒ
۱۴- اصلاح معاشرہ	مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی

اردو ادب

کتاب	مصنف
۱- تعمیری ادب (نثر)	افضل حسینؒ
۲- تعمیری ادب (نظم)	افضل حسینؒ
۳- مضامین عبدالماجد	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۴- مضامین آزاد	مولانا ابوالکلام آزادؒ
۵- نشریات ماجدی	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۶- مقالات شبلی	علامہ سید سلیمان ندویؒ
۷- نقوش سلیمانی	علامہ سید سلیمان ندویؒ
۸- انشائے ماجدی	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۹- طنز و مزاح	مشتاق احمد یوسفی
۱۰- نگارشات	مولانا عبداللہ عباس ندویؒ
۱۱- مقدمہ شعر و شاعری	مولانا الطاف حسین حالیؒ
۱۲- موازنۂ انیس و دبیر	علامہ شبلی نعمانیؒ
۱۳- لو آپ بت کدہ (طنز و مزاح)	ابوالخیال فرضی
۱۴- مسجد سے میخانے تک	مولانا محمد عامر عثمانیؒ
۱۵- پطرس کے مضامین	پطرس بخاری

۱۶- بال جبریل، ضرب کلیم، بانگ درا	علامہ اقبالؒ
۱۷- گل رعنا	مولانا حکیم عبدالحی حسنیؒ

مختلف فنون

۱- یادِ رفتگاں	علامہ سید سلیمان ندویؒ
۲- نقوشِ رفتگاں	مفتی محمد تقی عثمانی
۳- نقوشِ راہ	سید قطب شہیدؒ
۴- مکتوبات ماجدی	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۵- مشاہیر کے خطوط	علامہ سید سلیمان ندویؒ
۶- سفرِ حجاز	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۷- مکتوبات مفکر اسلام	مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی
۸- ماہر القادری کے تبصرے	طالب الہاشمیؒ
۹- سماج کی تعلیم وتربیت	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
۱۰- امت مسلمہ	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
۱۱- حالاتِ حاضرہ اور مسلمان	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
۱۲- جادۂ فکر وعمل	مولانا محمد الحسنی ندویؒ
۱۳- دعوت فکر وعمل	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۴- نقوش فکر وعمل	مولانا امین الدین شجاع الدین
۱۵- طوفان سے ساحل تک	محمد اسد
۱۶- مسلم پرسنل لاء اور اس کا عائلی نظام	ڈاکٹر شمس تبریز خاں
۱۷- مغربی میڈیا اور اس کے اثرات	مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری

ادب عربی

الكتاب	المؤلف
١- القصص العربية	كامل كيلاني
٢- القصص الأدبية	عطيه ابراشي
٣- العبرات	للمنفلوطي
٤- النظرات	للمنفلوطي
٥- صور و خواطر	علي طنطاوي
٦- روائع إقبال	السيد ابوالحسن علي الحسني الندوي
٧- الطريق إلى المدينة	السيد ابوالحسن علي الحسني الندوي
٨- قصص من التاريخ الإسلامي	على طنطاوي
٩- ذكريات	على طنطاوي
١٠- حياتي	احمد امين
١١- كتاب الحيوان	جاحظ
١٢- البيان والتبيين	جاحظ
١٣- الأغاني	أبو الفرج أصفهاني
١٤- المثل السائر	ابن الأثير
١٥- فقه اللغة	للثعالبي
١٦- الفروق اللغوية	أبو هلال العسكري
١٧- مصادر الأدب العربي	السيد محمد الواضح الرشيد الندوي
١٨- أعلام الأدب العربي	السيد محمد الواضح الرشيد الندوي
١٩- لغتنا العربية	عبدالمقيت قاضيا الندوي
٢٠- اللغة العربية الوظيفية	پروفیسر شفيق أحمد الندوي

سفرنامہ

کتاب	مصنف
۱- سفرنامہ افغانستان	علامہ سید سلیمان ندویؒ
۲- مبارک سفر	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۳- سفرنامہ ابن بطوطہ	ابن بطوطہ - مترجم: سید رئیس احمد جعفری
۴- جہان دیدہ	مولانا تقی عثمانی
۵- دنیا میرے آگے	مولانا تقی عثمانی
۶- اندلس میں چند روز	مولانا تقی عثمانی
۷- ناقابل یقین جاپان اور چین	مولانا محمود الرحمٰن فاروقی ندوی
۸- سفرنامہ مصر و شام	مولانا فیصل احمد ندوی
۹- دہلی اور اس کے اطراف	علامہ حکیم عبدالحی حسنیؒ
۱۰- شرق اوسط کی ڈائری	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۱- دریائے کابل سے دریائے یرموک تک	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۲- دو ہفتہ ترکی میں	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۳- ایک ہفتہ ریاست میسور میں	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۴- اپنے گھر سے بیت اللہ تک	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۵- سفر حجاز	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۱۶- دو مہینے امریکا میں	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
۱۷- سمرقند و بخارا کی بازیافت	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
۱۸- سفرنامہ اسیر مالٹا	مولانا حسین احمد مدنیؒ

مناظرہ

۱- بریلوی فتنہ کا نیا روپ	مولانا محمد عارف سنبھلی ندوی
۲- عیسائیت کیا ہے؟	مولانا تقی عثمانی
۳- قادیانیت- تحلیل و تجزیہ	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی
۴- بائبل سے قرآن تک (اظہار الحق کا ترجمہ)	مولانا رحمت اللہ کیرانوی
۵- انوار الحسنات فی رد البدعات	مولوی غلام احمد سنبھلی
۶- قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	صلاح الدین محمد الیاس برنی
۷- قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ	مولانا محمد منظور نعمانی
۸- قاتلان حسین کی خانہ تلاشی	مولانا عبدالشکور فاروقی
۹- تحقیق و انصاف کی عدالت میں مظلوم اہل بیت کا مقدمہ	سید حسین موسوی
۱۰- رضا خانیت کی ننگی تصویر	محمد صدیق اترانوی
۱۱- شیخ محمد بن عبدالوہاب کے خلاف پروپیگنڈہ	مولانا محمد منظور نعمانی

فکر اسلامی

۱- تاریخ فکر اسلامی	مولانا محمد اجتبا ندوی
۲- تاریخ افکار اسلامی	راغب الطباخ
۳- معجزات انبیاء اور عقلیات جدیدہ	مولانا عبدالباری ندوی
۴- مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

۵- انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۶- ارکان اربعہ	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۷- جادہ و منزل	سید قطب شہیدؒ

مواعظ و خطبات

۱- خطبات بنگلور	مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۲- خطبات سیرت	مولانا سید سلمان حسینی ندوی
۳- اصلاحی خطبات	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی
۴- ندائے منبر و محراب	مولانا محمد اسلم شیخوپوری
۵- شاہکار تقریریں	مولانا محمد ناظم ندوی
۶- تقریر یکیجے	مفتی جمیل احمد نذیری
۷- اصلاح اللسان	ضیاء الدین قاسمی ندوی
۸- خطبات حکیم الاسلامؒ	قاری محمد طیبؒ
۹- خطبات مفکر اسلامؒ	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۱۰- خطبات رحمت	مفتی رحمت اللہ ندوی

رسائل و جرائد (عربی)

۱- البعث الاسلامی (لکھنؤ)　　۲- الدعوة (ریاض)

۳- العالم الاسلامی (ریاض)　　٤- المجتمع (ریاض)

۵- الرابطة (ریاض)　　٦- الرائد (لکھنؤ)

۷- الرائد (المانیا)　　۸- اقرأ تتحسن لغتك (نئی دهلی)

رسائل وجرائد (اردو)

۱- تعمیر حیات (لکھنؤ)
۲- معارف (اعظم گڑھ)
۳- الفرقان (لکھنؤ)
۴- بانگ حراء (لکھنؤ)
۵- ارمغان (پھلت)
۶- تعمیر افکار (رائے بریلی)
۷- پیام عرفات (رائے بریلی)
۸- المؤمنات (لکھنؤ)
۹- البلاغ (ممبئی)
۱۰- نوائے ہادی (کانپور)
۱۱- ندائے شاہی (مرادآباد)
۱۲- ترجمان دارالعلوم (نئی دہلی)
۱۳- اردو بک ریویو (نئی دہلی)
۱۴- ایوان اردو (نئی دہلی)
۱۵- آئینہ مظاہر علوم (سہارنپور)
۱۶- سہ روزہ دعوت (نئی دہلی)
۱۷- افکار ملی (نئی دہلی)
۱۸- عالمی سہارا (نئی دہلی)
۱۹- ندائے اعتدال (علی گڑھ)
۲۰- الاخبار (بھٹکل)

ان مؤلفین اور مصنفین کو پڑھیں

۱- امام ابن تیمیہؒ
۲- علامہ ابن القیمؒ
۳- علامہ ابن الجوزیؒ
۴- امام غزالیؒ
۵- شیخ محمد الغزالیؒ
۶- شیخ محمد المبارکؒ
۷- ڈاکٹر یوسف القرضاوی
۸- مصطفی صادق الرافعی
۹- سید قطب شہیدؒ
۱۰- محمد قطبؒ
۱۱- سعید رمضان بوطی
۱۲- احمد امین مصری
۱۳- شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ
۱۴- مصطفی سباعیؒ
۱۵- انور الجندیؒ
۱۶- علی طنطاویؒ

۱۷- شیخ ابو زہرہؒ
۱۸- ڈا/ وہبہ زحیلی
۱۹- عباس محمود العقادؒ
۲۰- امیر شکیب ارسلانؒ
۲۱- مجدد الف ثانیؒ
۲۲- شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے صاحبزادگان
۲۳- علامہ شبلی نعمانیؒ
۲۴- علامہ سید سلیمان ندویؒ
۲۵- علامہ عبدالحی حسنیؒ
۲۶- مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
۲۷- مولانا اشرف علی تھانویؒ
۲۸- مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
۲۹- مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ
۳۰- مولانا غلام رسول مہرؒ
۳۱- مولانا ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۳۲- مولانا ابوالکلام آزادؒ
۳۳- مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۳۴- مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ
۳۵- مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۳۶- مولانا عبدالرشید نعمانی ندویؒ
۳۷- مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ
۳۸- شاہ معین الدین ندویؒ
۳۹- مولانا عبدالسلام قدوائیؒ
۴۰- مولانا محمد میاں دہلویؒ
۴۱- قاری صدیق احمد باندویؒ
۴۲- مولانا محمد الحسنیؒ

چند قابل استفادہ کتابیں

آغاز سال میں مقصد کی تعیین و تجدید کے لئے حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا اور سرگرم عمل کرنے نیز شوق و رغبت پیدا کرنے میں یہ کتابیں بہترین معاون ثابت ہوں گی۔

۱- مشاہیر کی محسن کتابیں — مولانا محمد عمران خاں ندویؒ
۲- علمائے سلف — مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ
۳- استاد اور شاگرد کے حقوق — مولانا اشرف علی تھانویؒ

کتاب	مصنف
۴- پاجا سراغ زندگی	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۵- آداب المتعلمین	مولانا قاری صدیق احمد باندویؒ
۶- میری علمی ومطالعاتی زندگی	مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۷- آداب شاگردی	ترجمہ: عبدالحمید اطہر ندوی
۸- بڑوں کا بچپن	مولانا محمد اسلم شیخوپوری
۹- بڑوں کی باتیں	سالک دھامپوری
۱۰- مطالعہ کیوں اور کیسے؟	رحمت اللہ نیپالی ندوی
۱۱- متاع وقت اور کاروان علم	ابن الحسن عباسی
۱۲- قيمة الزمن عند العلماء	شیخ عبدالفتاح ابوغدہؒ
۱۳- الوقت هو الحياة	ڈاکٹر یوسف القرضاوی
۱۴- الوقت فی حياة المسلم	″ ″
۱۵- تنظيم الوقت	م-ر-باکی
۱۶- ادارة الوقت	مصطفیٰ محمد الطحان

◆-◆-◆

ایک منظوم کلام بر مطالعہ

انسان کو بناتا ہے اکمل مطالعہ
ہے چشم دل کے واسطے کاجل مطالعہ

دنیا کے ہر ہنر سے ہے افضل مطالعہ
کرتا ہے آدمی کو مکمل مطالعہ

کرتا ہے دور جہل کی دلدل مطالعہ
تعلیم کے بڑھاتا ہے کس بل مطالعہ

یہ تجربہ ہے، خوب سمجھتے ہیں وہ سبق
جو دیکھتے ہیں غور سے اول مطالعہ

ہم کیوں مطالعہ نہ کریں ذوق وشوق سے
کرتے نہیں ہیں احمق واجہل مطالعہ

ناقص تمام عمر وہ رہتے ہیں علم سے
ہوتا نہیں ہے جن کا مکمل مطالعہ

کھلتے ہیں راز علم کے انہیں کے قلوب پر
جو دیکھتے ہیں دل سے مسلسل مطالعہ

ہے تشنگان رشد و ہدایت کے واسطے
اسرار عقل و نقل یا اول مطالعہ

اسعد مطالعہ میں گزاروں تمام عمر
ہے علم و فضل کیلئے مشغل مطالعہ(۱)

(از: حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ سابق ناظم مظاہر العلوم سہارنپور)

---

(۱) آداب المتعلمین ص/۷۳ بحوالہ سعد اللغات حصہ اول آخری صفحہ۔

مراجع ومصادر

۱- قرآن کریم

۲- حدیث شریف (مشکوٰۃ)

۳- دیوان الامام الشافعی — امام شافعی

۴- فن الدراسہ (عربی) — ڈاکٹر عبدالرحمٰن رافت پاشا

۵- فن الامتحانات (عربی) — ″ ″

۶- الحلال والحرام فی الاسلام (عربی) — ڈاکٹر یوسف القرضاوی

۷- أخبار الحمقی والمغفلین (عربی) — علامہ ابن الجوزیؒ

۸- ادارۃ الوقت (عربی) — مصطفیٰ محمد الطحان

۹- تعلیم المتعلم وطریق التعلیم (عربی) — برہان الاسلام الزرنوجی

۱۰- المناہج الدراسیۃ (عربی) — ڈاکٹر فکری حسن ریان

۱۱- العلم والعلماء — حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

۱۲- آداب تقریر وتصنیف — ″ ″ ″

۱۳- استاد اور شاگرد کے حقوق — ″ ″ ″ ″

۱۴- علماء سلف — مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی

۱۵- پا جا سراغ زندگی — مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

۱۶- میری علمی ومطالعاتی زندگی — ″ مرتب-سفیر اختر

۱۷- فن تعلیم وتربیت — افضل حسین (ایم اے ایل ٹی)

۱۸- آداب المتعلمین	قاری صدیق احمد باندویؒ
۱۹- موت سے واپسی	شورش کاشمیری
۲۰- میرا مطالعہ	مرتب- ڈاکٹر تابش مہدی
۲۱- اہل دل کو تڑپانے والے واقعات	مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
۲۲- میرے والد میرے شیخ	مفتی محمد تقی عثمانی
۲۳- آپ بیتی	حضرت شیخ محمد زکریاؒ
۲۴- متاع وقت اور کاروان علم	ابن الحسن عباسی
۲۵- کتابوں کی درسگاہ میں	″ ″
۲۶- اسلاف کی طالب علمانہ زندگی	مولانا حفظ الرحمٰن پالن پوری
۲۷- تحفۃ الطلباء والعلماء	مولانا محمد عرفان پالن پوری
۲۸- گلدستۂ خطوط	مولانا انعام اللہ قاسمی
۲۹- ماذا اقرأ؟ (آپ کیا پڑھیں؟)	ناشر: دارالمطالعہ رواق اطہر ندوہ لکھنؤ
۳۰- "الرائد" (پندرہ روزہ)	۱۰/صفر ۱۴۲۵ھ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۳۱- "ندائے شاہی" شمارہ/۱، جلد/۱۷	ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ/ جنوری ۲۰۰۵ء
۳۲- ماہنامہ "نوائے اسلام" دہلی	فروری ۲۰۰۶ء
۳۳- ماہنامہ "المؤمنات" لکھنؤ	فروری ۲۰۰۹ء
۳۴- ماہنامہ "نوائے ہادی" کانپور	اپریل- مئی ۲۰۰۹ء
۳۵- ماہنامہ "احیائے اسلام" مہراج گنج	دسمبر- جنوری ۹-۲۰۰۸ء

❖-❖-❖

کتاب پر

چند تعارف اور تبصرے

☆ ”مولوی رحمت اللہ نیپالی ندوی استاد مدرسہ فلاح المسلمین رائے بریلی نے اس اہم اور بنیادی موضوع پر بڑی مفید اور وقیع کتاب تیار کردی ہے، ہر طالب علم کے لیے اس کا پڑھنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر اس کے اصل مقصد تک رسائی نہیں ہوسکتی۔“

مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری

پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ

۱۰ر ستمبر ۲۰۰۶ء

☆ ”مطالعہ کیوں اور کیسے؟ اپنے مضامین اور موضوع کے پیش نظر ایک انتہائی اہم اور مفید کتاب ہے، اس میں مطالعہ کے مقاصد، اس کی تیاری، مراحل اور اس کے عوامل ومحرکات، مطالعہ کے آداب، اہمیت وافادیت اور اس کے طریق کار سے بحث کی گئی ہے، اتنے اہم موضوع پر اس مختصر کتاب میں اتنی ساری مفید باتوں کو جمع کردینا ایک مشکل ترین کام ہے، حشو وزوائد سے گریز کیا گیا ہے، اور عنوان کے پیش نظر اس کا حق ادا کرنے اور طالب علم اور مطالعہ کے خوگر کو کچھ فراہم کرنے اور اس کے اندر عزم وحوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ کتاب خاص طور سے مدارس کے طلبہ کے لیے ایک زادِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے جس کے بغیر علم کا سفر نامکمل اور ناقص رہے گا......(۱)......طلبہ کو اس کتاب کا بطور خاص مطالعہ کرنا چاہیے اور فائدہ اٹھانا چاہیے۔“

مولانا مطیع الرحمٰن عوف ندوی

ماہنامہ ”المومنات“ لکھنؤ

دسمبر ۲۰۰۶ء

---

(۱) محترم تبصرہ نگار نے یہاں کچھ مفید مشورے دیے تھے جو اس ایڈیشن میں مؤلف کے پیش نظر رہے، جزاہ اللہ خیرا۔

☆ "علم کی عظمت اور اہمیت ہر دور میں مسلّم رہی ہے اور راہ علم میں آبلہ پائی کرنے والوں کو ہر زمانہ میں میر محفل اور میر کارواں کا منصب دیا جاتا رہا ہے اور یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ علم کی عظمت حاصل کرنے اور بلند علمی مقام و مرتبہ پانے میں مطالعہ کا رول سب سے زیادہ اہم ہے، اچھی کتابیں خاموش معلم کی طرح ہوتی ہیں اور ان کے مطالعہ کا مطلب اچھے رہبر کی معیت میں زندگی کا سفر طے کرنا ہوتا ہے، دراصل مطالعہ اصحاب علم کے لیے ایسی ضروری اور اہمیت کی چیز ہے جو عالم و معلم اور طالب و عامی ہر ایک کے ذہن و دماغ کی غذا اور روح کی تسکین کا سامان ہے۔

دنیا کے ہر اہم کام کی طرح مطالعہ کے بھی کچھ اصول وضوابط ہیں، اس کے کچھ قاعدے اور رہنما اصول ہیں، اس میں اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ ایک آدمی کیا پڑھے اور کیا نہ پڑھے، کن موضوعات کا مطالعہ انسان کے لیے مفید ہے اور کون سے موضوعات مضر اور مخرب دین واخلاق ثابت ہوسکتے ہیں، اس طرح کی اچھی اور سچی باتوں پر مشتمل مفتی رحمت اللہ نیپالی ندوی کی یہ کتاب نئی کتابوں کے درمیان خوشگوار ہوا کے جھونکے کی طرح ہے۔

کتاب میں مطالعہ کے مقاصد، اس کی اسکیم، اس کے مراحل، اس کے عوامل و محرکات، اس کے آداب وضوابط کے علاوہ مطالعہ کی اہمت اور افادیت پر پورے پورے باب قائم ہیں، اس میں مطالعہ کے موضوعات، اس سلسلہ میں کتابوں کی فن وار ایک مختصر فہرست بھی دی گئی ہے جو ایک طالب علم کی ذہنی تشکیل میں معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

کتاب پر ہندوستان کے ممتاز اصحاب قلم جناب مولانا عتیق احمد قاسمی، مولانا عبدالقادر گجراتی اور مولانا نذرالحفیظ ندوی کی تحریریں بھی ہیں، جن سے کتاب کی قدر و منزلت متعین ہوتی ہے اور مصنف کے اس اہم کام کی اہمیت و ضرورت کا

احساس ہوتا ہے اور اس کی قامت بلند ہوتی ہے۔

مولانا عتیق احمد قاسمی نے بجا طور پر لکھا ہے "مجھے خوشی ہے کہ عزیز گرامی مولانا رحمت اللہ ندوی استاد فلاح المسلمین تیندوا، رائے بریلی نے اس موضوع پر "مطالعہ کیوں اور کیسے؟" لکھ کر ایک انتہائی مفید کام انجام دیا ہے، انشاء اللہ تمام طلباء خصوصا دینی مدارس کے طلباء کو اس کتاب سے بہت فائدہ پہنچے گا اور مطالعہ کی ضرورت واہمیت کے واضح ہونے کے ساتھ اس کتاب سے انھیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ مطالعہ کس طرح کیا جائے اور کن کتابوں کو مطالعہ میں رکھا جائے۔"

کتاب کی کتابت اور طباعت معیاری ہے اور طالبان علوم نبوت سے خاص طور پر اس کے مطالعہ کی سفارش کی جاتی ہے۔

مولانا محمد حنیف قاسمی

ماہنامہ "ارمغان" مظفر نگر	اکتوبر ۲۰۰۶ء

☆ "اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ مطالعہ علم کی ترقی اور پختگی میں نمایاں رول ادا کرتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ مطالعہ اصول اور ضابطہ کی روشنی میں کیا جائے، زیر نظر کتاب میں مولانا رحمت اللہ ندوی نے مطالعہ کے تعلق سے کچھ ایسے ہی اصول وضوابط بیان کیے ہیں جو مطالعہ کرنے والوں کے لیے ضروری ہوا کرتے ہیں مثلاً کتاب کے انتخاب میں غور وفکر، اچھے لوگوں کی مکمل رہنمائی، صحیح وقت کا انتخاب وغیرہ، غرضیکہ موضوع کے تعلق سے انھوں نے جس انداز سے گفتگو کی ہے اس کے مطابق مطالعۂ کتب کرنے سے ذہن وعلم کی پختگی میں اچھی کامیابی مل سکتی ہے۔"

مولانا نظام الدین ندوی

ماہنامہ "نقوش اسلام" سہارنپور	جنوری ۲۰۰۷ء

--- ۰ --- ۰ ---

سحر فاؤنڈیشن کی مطبوعات

از مؤلف

- **اختلافات امت اور اتحاد کی سبیل**

اپنے موضوع پر مختصر اور جامع کتاب جو اختلاف کے اسباب، وجوہات اور پھر اتحاد کی سبیل اور طریقہ کار سے بحث کرتی ہے۔

- **شذی العرف فی فن الصرف**

صرف کے موضوع پر مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل کتاب کی تلخیص، تہذیب، تسہیل اور تحشیہ۔

- **ہر لفظ کو سینے میں بسا لو تو بنے بات**

قرآنیات پر مختلف مضامین کا حسین گلدستہ جو عصر حاضر کے تناظر میں لکھے گئے ہیں جو ہر خاص و عام کے لیے یکساں مفید ہے۔

- **خطبات رحمت**

اردو تقاریر کا مجموعہ جن میں سے اکثر مدارس عربیہ میں سالانہ انعامی مقابلوں کے لیے لکھی گئی ہیں اور انعام کی مستحق قرار پائی ہیں۔

SAHAR FOUNDATION

Farooque Nagar Deori, P.O.-Piska Nagri, Ranchi, Jharkhand (India) 835303
Mob. : 9234967987, 09935324928 E-mail:saharfoundation@rediffmail.com

Azad Printing Press Lko. M. 9415100085